متنبّی

ایک شاعر

ثعالبی کی نظر میں

از

شہناز انجم

اس مقالہ پر جو ابو منصور عبد الملک الثعالبی کی مشہور کتاب یتیمۃ الدہر کے پانچویں باب کے ترجمہ پر مبنی ہے اور جس میں ابو الطیب المتنبّی کے فن شاعری کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے ۱۹۷۴ء میں علی گڈھ مسلم یونیورسٹی کی طرف سے عربی ادب میں ایم۔ اے کی سند عطا کی گئی۔

سنِ اشاعت: ——— دسمبر ۱۹۸۳ء

ناشر: ——— شہناز انجم

کتابت: ——— انوار الحسن انور

تعدادِ اشاعت: ——— چھ سو

طابع: ——— نامی پریس لکھنؤ

قیمت: ——— پینتیس ۳۵ روپے

تقسیم کار

دانش محل بکسیلرز
امین الدولہ پارک
لکھنؤ

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ
جامعہ نگر
نئی دہلی — ۲۵

پیارے

ابّی

(پروفیسر مشیر الحق)

کے

نام

جن کی بے پناہ محبت وشفقت

اور تعلیم وتربیت

نے

مجھ میں خود اعتمادی پیدا کی

اور

میرے ادبی ذوق کو نکھارا۔

فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی حکومت اتر پردیش کے
مالی اشتراک سے شائع ہوئی۔

فہرست مضامین

صفحات

صفحات

صفحات

پیش گفتار

ابومنصور عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ثعالبی (۹۶۱ — ۱۰۳۸ء) پانچویں صدی ہجری / گیارھویں صدی عیسوی کا فصیح و بلیغ کاتب اور شاعر تھا۔ اس کی پیدائش نیشاپور میں ۳۵۰ھ مطابق ۹۶۱ء میں ہوئی تھی اور اس کی وفات ۴۲۹ھ مطابق ۱۰۳۸ء میں ہوئی۔

ثعالبی کے حالات زندگی بہت تفصیل سے دستیاب نہیں ہیں، ابن خلکان نے اسے ثعالبی کہنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ وہ لومڑی کی کھال کی پوستین بنایا کرتا تھا۔ ابن خلکان کے اس خیال پر تبصرہ کرتے ہوئے زکی مبارک نے لکھا ہے کہ یہ پوستین والی بات اگر صحیح ہے تو اسی زمانے کی ہوگی جب تک اس کا ادبی کمال ظاہر نہیں ہوا تھا اور اس کی شہرت دور دور تک نہیں پہونچی تھی۔ کیونکہ جب اس نے کاتب، ادیب اور شاعر کی حیثیت سے شہرت حاصل کی اور اپنے زمانے کا امام لغت اور امام ادب مانا جانے لگا تو اس کی وجہ سے ملوک امرائے وقت نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور پھر اسے پوستین سازی کی ضرورت ہی نہ رہی ہوگی۔

ثعالبی نے امیر صاحب الجیش ابوالمظفر نصر بن ناصرالدین کے لئے "کتاب المتشابہ" اور "غرر اخبار ملوک الفرس" تصنیف کی۔

ابوالعباس مامون بن مامون خوارزم شاہ کے طلب کرنے پر ثعالبی ۴۰۳ھ کے قریب جرجانیہ گیا اور اس کے حکم پر "کتاب نثر النظم" لکھی۔

امیر ابوالفضل عبیداللہ بن احمد المیکالی کی فرمائش پر "فقہ اللغۃ" تصنیف کی۔ اس

کے علاوہ "ثمار القلوب" بھی اسی کے لئے لکھی ۔

ان ملوک وامراء کے علاوہ ثعالبی کے دوستانہ تعلقات کتاب وادباء وشعراء کے ایک وسیع حلقہ سے بھی تھے ۔

ثعالبی نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں فقہ اللغۃ، سحر البلاغۃ من غاب عنہ المطرب، غرر اخبار ملوک الفرس، لطائف المعارف ماجری بین المتنبی وسیف الدولہ، طبقات الملوک، الاعجاز والایجاز، خاص الخاص، نثر النظم وحل العقد، مکارم الاخلاق، ثمار القلوب فی المضاف والمنسوب، سر الادب، الکنایۃ والتعریض، المونس الوحید، التجنیس، غرر البلاغۃ، برد الاکباد، مرآۃ المروآت، الغلمان، تحفۃ الوزراء، احسن المحاسن، یواقیت المواقیت، الشکوی والعتاب، المقصور والممدود، اللطائف والظرائف اور المنتحل خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔

ثعالبی کی سب سے مشہور تصنیف جو ہمارے لئے نہایت اہم ہے "یتیمۃ الدہر فی محاسن اہل العصر" ہے ۔ اس کتاب کے بارے میں مشہور شاعر ابوالفتوح نصر اللہ بن قلاقس الاسکندری نے کہا ہے ؎

أبیات أشعار الیتیمہ   أبکار أفکار قدیمۃ

ماتوا وعاشت بعدہم   فلذاک سمیت الیتیمۃ

اس کتاب میں اس کے ہم زمانہ اور اس سے پہلی نسل کے شعراء کا تذکرہ ہے جس کی ترتیب شعراء کے اوطان کے لحاظ سے کی گئی ہے ۔ پہلے شعرائے شام کا تذکرہ ہے اس میں متنبی اور ابو فراس وغیرہ کا بھی ذکر ہے ۔ ان شعراء کے بارے میں اس نے تقریباً ۲۰۰ صفحات لکھے ہیں ۔ پھر مصر اور مغرب کے شعراء کے بارے میں لکھا ہے ۔ اس کے بعد شعرائے موصل اور آل بویہ کے شاعروں اور نثر نویسوں کا ذکر ہے ۔ پھر بصرہ، عراق اور بغداد کے شعراء

کا تذکرہ کیا ہے۔ جس میں ابن العمید اور صاحب بن عباد کا مفصل تذکرہ ہے۔ اس کے بعد اصفہان، جبل فارس، اہواز اور جرجان کے شعراء کا ذکر ہے۔ اس کے بعد چند ابواب ابوبکر خوارزمی، ہمذانی، بستی، میکالی اور چند خراسانی شعراء کی مدح میں بھی ہیں۔

یہ کتاب زیادہ تر منتخب اشعار کا مجموعہ ہے جس میں شعراء کے سوانح حیات عموماً نہایت ہی اختصار سے بیان کئے گئے ہیں۔ مصنف نے اکثر یہ بھی نہیں بتایا ہے کہ ان شعراء میں سے جس سے وہ ملا ان سے ملاقات کب ہوئی۔ گویا یہ کتاب ادب و نقد ادبی ہے نہ کہ کتاب تاریخ ادب۔

"یتیمۃ الدھر" کے مطبوعہ دیباچے میں مصنف کا اپنا بیان یہ ہے کہ اس نے کتاب کی تالیف ۳۸۴ھ میں شروع کی پھر اس میں برسوں کاٹ چھانٹ اور اضافے کرتا رہا آخر اس نے ۴۰۳ھ میں کتاب کو جرجان میں مکمل کیا۔

اس کتاب کا پہلا اڈیشن ۱۳۶۶ھ / ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا تھا اور دوسرا اڈیشن الاستاذ محی الدین عبدالحمید نے چار جلدوں میں قاہرہ سے شائع کیا۔ ان مجلدات کی تفصیل یہ ہے:

جلد اول میں اہل شام میں سے آل حمدان، مصر، موصل اور مغرب کے شعراء کے حالات زندگی اور ان کی شاعری کا ذکر ہے۔

جلد دوم میں اہل عراق کے شعراء کا اور دیلمیہ حکومت کی انشا پردازی کا تذکرہ ہے

جلد سوم میں اہل جبل، فارس، جرجان، طبرستان اور اصفہان کے شاعروں، کاتبوں اور ان کے اشعار کا ذکر ہے۔

جلد چہارم میں اہل خراسان، سامانی اور غزنی حکومت خاص کر نیشاپور اور وہاں کے رہنے والوں کے حالات کا ذکر ہے۔

(۲)

عربی زبان وادب میں متنبی کو بہت اہم مقام حاصل ہے اس کی شہرت واہمیت کے معترف عرب وعجم دونوں ہی ہیں۔

متنبی کی زندگی میں ہی اس کی شاعری علماء اور ادباء کی توجہ کا مرکز بن گئی تھی اسی لئے اس وقت اور اس کے بعد تک بھی اس کے دیوان کی کئی شرحیں لکھی گئیں اور متنبی پر تنقید وتبصرہ کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ سیف الدولہ، عضد الدولہ، اور کافور وغیرہ بادشاہوں کے نام کو اسی شاعر نے شہرت ودوام بخشا۔

یہاں تک کہ عربی ادب جب اپنے جدید دور میں داخل ہوا تو اس وقت بھی متنبی کی فنکارانہ صلاحیتوں نے ادباء وعلماء کی توجہ اپنی جانب مبذول کرلی۔ جدید تعلیمی نصاب کے مختلف مراحل میں متنبی کا کمال وفن داخل کیا گیا اور جدید ادباء وناقدین نے اس کے دیوان اور فن شاعری کے تعارف پر مفصل مضامین اور کتابیں لکھیں اسے خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ہزار سالہ برسی بھی منائی گئی۔ اس طرح متنبی کا نام برابر روشن رہا۔

جدید دور میں مستشرقین نے جب عربی ادب پر توجہ کی تو انھیں بھی متنبی کی شخصیت اور شاعری میں غیر معمولی دلچسپی محسوس ہوئی۔ اور اس موضوع پر متعدد مستشرقین نے مضامین یا کتابیں لکھیں اور بعض نے اس کے قصائد کا یوروپین زبانوں میں بھی ترجمہ کیا۔

مشرق میں تعلیمی حلقوں کا جائزہ لینے پر اندازہ ہوتا ہے کہ عرب شاعری کے ساتھ لوگوں کے ذہن میں فوری طور پر جو نام آتا ہے ان میں متنبی کا نام ہے، ہندوپاک کے مختلف اسکول، یونیورسٹی اور عربی مدارس میں اس شاعر کا دیوان داخل نصاب ہے اور ہر عربی خواں کم از کم متنبی کے نام سے ضرور واقف ہوتا ہے۔

اس عام مقبولیت اور ادبی شہرت واہمیت ہی کی وجہ سے اس عہد ساز شاعر پر

کچھ لکھنے کا خیال مجھے بھی آیا۔ جس کا نام ایک ہزار سال سے ادب نواز حلقوں میں گونج رہا ہے۔
چونکہ ثعالبی متنبی کا ہم عصر ہے اس لئے ثعالبی کے فرمائے ہوئے الفاظ کو ہی مستند کہا جا سکتا ہے اور یتیمۃ الدھر کی اہمیت اس وجہ سے بھی ہمیشہ باقی رہے گی کہ صرف اس کتاب سے ہمیں یہ اندازہ ہوتا ہے کہ متنبی کا مقام خود اس کے ہم عصروں کی نظر میں کیا تھا۔ اسی باعث میں نے اردو داں طبقہ کے سامنے متنبی کی شاعرانہ عظمت کا وہ خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے جسے ثعالبی نے پیش کیا تھا۔

جہاں تک متنبی کے اشعار کا معاملہ ہے ان کا اردو ترجمہ تو کئی بار ہو چکا ہے اس لئے میں نے اس کا نیا ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی اور ہندوستان کے مشہور ادیب مولانا اعزاز علی صاحب کے مستند ترجمے سے ہی استفادہ کیا ہے۔

اصل کتاب میں ثعالبی نے بہت سارے اشخاص کا نام لیا ہے، میں نے یہ ضروری سمجھا کہ ان کے مختصر حالات بھی قارئین کے سامنے پیش کر دئے جائیں۔ اس سلسلے میں خیر الدین الزرکلی کی "الاعلام" سے میں نے فائدہ اٹھایا اور تقریباً ان تمام اشخاص کی مختصر سوانح حیات حروف تہجی کے اعتبار سے آخر میں دے دی ہے جن کا ذکر اصل کتاب میں آیا ہے۔

میں اسے احسان ناشناسی سمجھوں گی اگر میں اپنے شفیق استاد پروفیسر مختار الدین احمد صاحب آرزو کا دلی شکریہ ادا نہ کروں جنھوں نے مجھے اس موضوع پر لکھنے کا نہ صرف مشورہ دیا بلکہ قدم قدم پر میری رہنمائی بھی فرمائی یہ موصوف کی ہی توجہات عالیہ کا ثمرہ ہے کہ یہ مقالہ اس قابل ہوا کہ قارئین کی نذر کیا جا سکے۔

میں پروفیسر محمد رضوان علوی صاحب چیرمین فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی کی بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ موصوف نے میری اس کوشش کی ہمت افزائی کرتے ہوئے کمیٹی سے اس کی اشاعت کے لئے مالی امداد فراہم کی جس سے کہ یہ مقالہ طاق نسیاں کی زینت نہ بن کر منظر عام پر آ رہا ہے۔ امید ہے کہ اہل علم حضرات میں میری اس حقیر کوشش کی پذیرائی ہوگی۔

شہناز انجم
۱۹(د) شاہ گنج، لکھنؤ
۲۱ دسمبر سنہ ۸۳ء

ابوالطیب متنبی (915-965)

حالاتِ زندگی، خوبیاں اور خامیاں

متنبی کی پیدائش کوفہ میں اور پرورش شام میں ہوئی، وہیں اس نے تعلیم و تربیت پائی اور وہیں سے وہ ایک باکمال شاعر بن کر زمانے میں ظاہر ہوا۔ وہ اپنے فن میں گوہر یکتا تھا، اس نے اپنے اشعار میں زمانے کے مسائل سے بحث کی ہے، متنبی سیف الدولہ کے دربار سے منسلک تھا اور اسی دربار سے اسے لافانی شہرت نصیب ہوئی۔ سیف الدولہ نے اس کے اشعار کی قیمت کو بڑھایا اور اس کے اوپر اپنی خوش نصیبی کی کرنیں ڈال دیں یہاں تک کہ اس کا نام لافانی ہوگیا اور یہ کہا جانے لگا کہ جب تک چاند اور سورج قائم ہیں اس کا نام بھی لوگوں کی زبانوں پر رہے گا۔ اس کے اشعار دیہاتوں اور شہروں دونوں جگہ بہت مقبول ہوئے، قریب تھا کہ راتیں اس کے اشعار کو گنگنانے لگتیں اور دن انھیں حفظ کرلیتے جیسا کہ اس نے بحر طویل کے ایک قصیدہ میں کہا ہے ؎

(۱) وما الدهر الا من رواة قصائدی — اذا قلت شعراً اصبح الدهر منشدا

(۲) فسار به من لا یسیر مشمرا — وغنی به من لا یغنی مغردا

ترجمہ

(۱) زمانہ نہیں ہے مگر میرے اشعار کا راوی جو خوشنمائی و تزئین میں مثل ہاروں کے ہیں جو گلے میں ڈالے جاتے ہیں، جب میں شعر کہتا ہوں تو زمانہ یعنی اہل زمانہ اس کو پڑھنے لگتے ہیں (یعنی میں کامل شاعر ہوں اور سب طفیلی ہیں)

(۲) سو جو کاہل شخص چلتا نہیں ہے میرا شعر سن کر دامن چڑھا لیتا ہے یعنی خوب جاگنے لگتا ہے گویا اس کو وجد آجاتا ہے اور جو خشک دماغ شخص گاتا نہیں ہے میرے شعر کو

سن کر لے سے گانے لگتا ہے بسبب ذوق کے جو اس کو حاصل ہوتا ہے۔

اور جیسا کہ اس نے ایک جگہ بحر متقارب میں کہا ہے ؎

(۱) ولی فیک ما لم یقل قائل   وما لم یسر قمر حیث سارا

(۲) وعندی لک الشُّرَّدُ السائرا   ت لا یختصصن من الارض دارا

(۳) إذا سرن من مقول مرة   وثبن الجبال وخضن البحارا

ترجمہ

(۱) اور تیری تعریف میں میرے پاس ایسے قصائد ہیں کہ ایسے کسی نے نہیں کہے اور بسبب عمدگی و خوبی کے وہ جہاں پہونچ گئے ہیں وہاں ماہتاب بھی نہیں پہونچا ہے۔

(۲) اور میرے پاس تیرے لئے مدحیہ قصائد ہر جگہ جانے والے اور ہر مقام پر پھیلنے والے ہیں کسی خاص زمین میں اقامت نہیں کرتے بلکہ تمام جہان میں پھیلے ہوئے ہیں۔

(۳) وہ ہر جگہ پھیلنے والے میرے اشعار ہیں کہ جب وہ میری زبان سے باہر آتے ہیں تو پہاڑوں کو کود جاتے ہیں اور دریاؤں میں گھس جاتے ہیں یعنی لوگ ان کو بطور تحفہ لے جاتے ہیں اور پہاڑ اور دریا انھیں روک نہیں سکتے ہیں۔

اس شعر کے مقابلے میں علی بن الجہم کا یہ شعر زیادہ اچھا ہے جو اس نے بحر طویل میں کہا ہے ؎

(۱) ولکن احسان الخلیفة جعفر   دعانی الی ما قلت فیه من الشعر

(۲) فسار مسیر الشمس فی کل بلدة   وهب هبوب الریح فی البر والبحر

ترجمہ

(۱) اور خلیفہ جعفر کے احسان نے مجھ کو مجبور کر دیا ہے اس بات پر کہ میں اس کی تعریف میں یہ شعر کہوں، اور یہ ہر شہر میں سورج کے ساتھ چلے گا اور خشکی اور دریاؤں میں ہوا کے ساتھ چلے گا۔

آج مدارس میں ابو الطیب کے اشعار اتنے زیادہ نہیں پڑھے جاتے ہیں جتنا کہ بے تکلف

محفلوں میں لوگ انھیں پڑھتے ہیں، اور خطوط میں اتنا نہیں لکھتے ہیں جتنا کہ محفلوں میں خطباء کی زبانیں ان کو ادا کرتی ہیں گانے والے اور قوال ان اشعار کو اب زیادہ نہیں گاتے ہیں۔ آج مولفین اور مصنفین انھیں اپنی کتابوں میں زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ متنبی کی شاعری کی تشریح میں کئی ایک کتابیں لکھی گئی ہیں جن میں اس کی مشکل اور مبہم باتوں کی اچھی طرح وضاحت کی گئی ان کے علاوہ بہت سی کتابیں اس کی موافقت اور مخالفت میں لکھی گئی ہیں، علماء نے اس کے اور اس کے مخالفین کے بارے میں مایش دیں اور پورے کلام کی اچھی طرح وضاحت کی ہے، اس کی مدح، قدح اور دفاع کرنے والوں کے مختلف گروہ بن گئے ہیں، لوگوں نے اس کے اشعار کی تعریف بھی کی ہے اور اس کی برائیاں بھی بیان کی ہیں اسی سے اس کی فضیلت کا ثبوت ملتا ہے۔ اس طرح متنبی کا مرتبہ بلند ہوا اور وہ اپنے اہل زمانہ سے منفرد ہو گیا، اچھے قوافی اور عمدہ معانی کا مالک کہلانے لگا حقیقتاً کامل شخص وہ ہوتا ہے جس کی زبانی لغزشوں کا لوگ دھیان رکھتے ہیں اور وہ شخص خوش قسمت ہوتا ہے جس کی غلطیاں لوگ تلاش کرتے ہیں، اس لحاظ سے متنبی ایک کامل شاعر اور خوش قسمت شخص تھا کیونکہ لوگ برابر اس کی ہجو اور مدح کرتے رہے۔

اس باب میں اس کی خوبیوں اور خامیوں کا ذکر ہوگا، میں اس کی شاعری پر مفصل تنقید و تبصرہ کروں گا، اس طرح اس کی شاعری کے دونوں پہلو نظر کے سامنے آجائیں گے۔ جگہ جگہ بات کی وضاحت کے لئے میں متنبی کے خوبصورت اشعار کو بھی پیش کرتا جاؤں گا۔ اس کے ساتھ اس باب میں متنبی کے حالات زندگی سے بھی بحث ہوگی۔ جس طرح متنبی اپنے زمانے میں اپنے ساتھیوں میں ممتاز تھا اسی طرح کتاب کا یہ باب دوسرے ابواب کے مقابلے میں زیادہ ممتاز ہے۔

ابتدائی زندگی

راویوں کا بیان ہے کہ متنبی کوفہ کے قبیلہ کندہ میں سنہ ۳۰۳ھ / ۹۱۳ء میں پیدا ہوا کچھ دنوں کے بعد اس کا باپ شام کے شہروں کی طرف چلا گیا وہ اسے اپنے ساتھ لئے لئے مختلف دیہاتوں، شہروں

اور قبائل میں گھومتا رہتا تھا۔ کبھی وہ اسے مدرسوں میں چھوڑ دیتا اور کبھی لے کر مختلف قبائل میں چلا جاتا، وہ اس سے اچھی باتوں کے ذریعہ غرور دور کرنے کی کوشش کرتا اور اپنی زندگی میں اسے کامیاب دیکھنا چاہتا تھا یہاں تک کہ انہی کوششوں میں وہ مرگیا۔ اس وقت ابو الطیب جوان تھا اور اس کے اشعار مقبول ہو رہے تھے، اس کی قابلیت بڑھ رہی تھی تو اس کے اندر غرور نے سر اٹھایا اور اس کے اندر اتنی ہمت آگئی کہ اسنے اپنے مریدوں کے ذریعہ لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی حالانکہ ابھی وہ جوان تھا اور اس کی شاعری بھی کم عمر تھی۔ قریب تھا کہ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو جاتا کہ یہ خبر شہر کے گورنر کے پاس پہونچ گئی اور جس چیز کا متنبیؔ نے ارادہ کیا تھا وہ گورنر کو معلوم ہوگئی تو اس نے قید کرنے کا حکم دے دیا اور اسے جیل خانہ میں ڈال دیا گیا۔ اس وقت اس نے قید خانہ میں بحر متقارب میں وہ قصیدہ کہا جس کا پہلا شعر یہ ہے ؎

أیا خدد الله ورد الخدود — وقد قدود الحسان القدود

ترجمہ:

اے لوگو خدا محبوبوں کے رخساروں کے گلاب پاش پاش کردے۔ اور خوش قامتوں کے قد و قامت چیر ڈالے۔

اسی میں آگے چل کر وہ امیر سے مہربانی چاہتے ہوئے اور اپنے اوپر لگائے گئے الزام سے انکار کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

أمالك رقی ومن شأنه — هبات اللجین وعتق العبید

دعوتك عند انقطاع الرجا — ء والموت منی کحبل الورید

دعوتك لما براني البلی — وأوهن رجلی ثقل الحدید

ترجمہ

اے میری غلامی کے مالک اور اے وہ شخص جس کا کام چاندی کی بخششیں اور

غلاموں کو آزاد کرتا ہے۔

میں نے تجھے بوقت انقطاع امید پکارا، ایسے حال میں کہ موت مجھ سے ایسے قریب
تھی جیسے شہ رگ گردن سے۔

میں نے تجھ کو فریادرسی کے لئے جب پکارا کہ ہلاکی نے مجھ کو تباہ کر دیا اور میرے دونوں
پاؤں کو قید کی بیڑیوں کے بوجھ نے سست کر دیا ہے

اسی قصیدہ میں آگے چل کر کہتا ہے ؎

وقد کان مشیها فی النعال   فقد صار مشیها فی القیود
وکنت من الناس فی محفل   فها أنا فی محفل من قرود
تعجیل فی وجوب الحدود   وحدی قبل وجوب السجود

ترجمہ

ان پاؤں کی رفتار سابق جوتیاں پہنے ہوئے تھی اور اب تیرے غضب کے سبب بیڑیاں
پہنے ہوئے چلتی ہیں۔

اور میں پہلے آدمیوں کے مجمع میں رہتا تھا اور بس اب میں بندروں کے مجمع میں ہوں۔
یعنی قیدیوں میں جو اکثر چور اور بدمعاش ہوتے ہیں۔

وجوب سزائے تعزیرات نے میرے معاملے میں جلدی کی ہے اور میری حد نے قبل
وجوب نماز کے یعنی نابالغوں پر حد شرعی نہیں کی جاتی اور میں ابھی نابالغ ہوں گویا
ہوں مگر رحم کی امید کرتے ہوئے اپنی خود تحقیر کرتا ہے کہ شاید حاکم کو رحم آ جائے۔

یہ اس کا وہ شعر ہے جس کو اس نے قید خانہ سے اپنے ایک دوست کو بحر منسرح میں
لکھا تھا جب اس نے اسے ایک ہدیہ بھیجا تھا۔

اهون بطول الثواء والتلف   والسجن والقید یا أبا دلف
غیر اختیار قبلت برّک بی   وَالجُوعُ یُرضِی الأَسود بالجیف

ترجمہ:

اے ابوالعلا طول قیام قید خانہ، بلا کی اور قید کس قدر آسان ہے یعنی اپنی ہمت و جرأت
کی تعریف کرتا ہے کہ مجھے ان تکالیف کی کچھ پرواہ نہیں ہے۔

تیرے احسان کو میں نے حالت اضطرار میں قبول کیا ہے اور گرسنگی شیروں کو مردار
پر راضی کر دیتی ہے۔

متنبی کا یہ شعر ابو عیینہ کے مندرجہ ذیل شعر سے کافی مشابہت رکھتا ہے جو اس
نے بحر مخلع البسیط میں کہا ہے ؎

ما أنت إلا كلحم ميت   دعا إلى أكله اضطرار

ترجمہ:

تم میرے لئے مردہ گوشت کی طرح ہو جس نے کہ حالات کی بے چینی میں مجھے
کھانے پر مجبور کیا۔

دوبارہ متنبی کہتا ہے ؎

كن أيها السجن كيف شئت فقد   وطنت للموت نفس معترف
لو كان سكناي فيك منقصة   لم يكن الدر ساكن الصدف

ترجمہ:

اے قید خانہ تو تکلیف و شدت میں ایسا ہی رہ جیسا کہ تو ہے یعنی میں تجھ سے
تخفیف تکالیف کی درخواست نہیں کرتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے آپ کو موت
کا عادی بنا لیا ہے جیسے کہ مجرم اقراری مصائب پر صبر کرتا ہے۔

اے قید خانہ اگر میرا قیام تجھ میں میرے نقصان و عیب کا سبب ہوتا ہے
تو موتی باوجود اپنی اہمیت کے سیپ جیسی بے قدر شے میں رہتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ متنبی نے اپنی کم عمری میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور کچھ لوگوں کو اپنی زبان

اور اپنے اچھے کلام کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا کر دیا تھا اور وہ اس پر ایمان لے آئے تھے۔
ابوالفتح عثمان ابن جنّی سے حکایت ہے کہ ابو الطیب متنبی نے کہا بیشک میں اپنے اس شعر کی وجہ سے متنبی کے نام سے مشہور ہوا ہوں جو بحر خفیف میں کہا گیا ہے ؎

أنا ترب الندى و رب القوافي ۔۔۔ و سمام العدا و غيظ الحسود
أنا في أمة تداركها الله ۔۔۔ غريب كصالح في ثمود

ترجمہ:

میں ہم عمر و ہمزاد بخشش کا اور صاحب اشعار و زہرہائے دشمنان و غصہ حاسداں ہوں۔

میں ایک ایسی امت میں سے ہوں جو میری قدر نہیں جانتی خدا ان کا تدارک کرے اور غریب ہوں حضرت صالح کی طرح قوم ثمود میں۔ شارحین کہتے ہیں کہ اس شعر میں جو اس نے اپنے آپ کو حضرت صالح سے تشبیہ دی ہے اور آئندہ شعر میں حضرت عیسیٰ سے اس سبب سے لوگ اس کو متنبی کہنے لگے۔

اسی قصیدہ میں آگے چل کر کہتا ہے ؎

ما مقامي بأرض نخلة إلا ۔۔۔ كمقام المسيح بين اليهود

ترجمہ:

میری اقامت سرزمین نخلہ میں ایسی ہے جیسے حضرت عیسیٰ کی اقامت یہود میں تھی یعنی جیسے یہودی حضرت مسیح کے دشمن ہیں ایسے ہی قریہ مذکورہ کے باشندے میرے دشمن ہیں۔

جب متنبی کی عمر زیادہ ہوئی اور وہ جوان ہوگیا تو اس کے دل میں ریاست اور امارت کی محبت پیدا ہوئی اور اس کے فاسد خیالات جو اس کے دل کے اندر پوشیدہ تھے وہ آہستہ آہستہ ظاہر ہونے لگے یعنی جب اس کو بادشاہوں اور امیروں کے پاس اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی تو وہ ان کی ہجو

کرنے لگا، حکومت کا باغی ہوگیا اور امیروں اور گورنروں کے خلاف اپنے اشعار کے ذریعہ زہر اگلنے لگا۔ جیسا کہ وہ کھلم کھلا بحر بسیط کے ان اشعار میں کہتا ہے سہ

لقد تصبرت حتی لات مصطبر   فالآن أقحم حتی لات مقتحم

ترجمہ:

بیشک میں نے بہت صبر کیا یہاں تک کہ اب قوت صبر مجھ میں باقی نہیں رہی سو اب میں مہلک جنگوں میں اپنے آپ کو ڈالوں گا اور تمام دشمنوں کو قتل کروں گا پھر جنگ کی حاجت نہیں رہے گی۔

لاترکن وجوہ الخیل ساھمۃ   والحرب اقوم من ساق علی قدم

ترجمہ:

بیشک میں شدت حرب و ضرب و دوا دوش کے سبب چہرہ ہائے اسپاں کو متغیر کر کے چھوڑوں گا ایسے حال میں کہ لڑائی اس سے خوب قائم ہوگی جیسے ساق قدم پر بلند شے کھڑی ہوتی ہے یعنی سخت جنگ برپا کروں گا۔

والطعن یحرجھا والزجر یقلقھا   حتی کأن بھا ضربا من اللمم

ترجمہ:

اور نیزہ زنی گھوڑوں پر کار آتش کرے گی اور گھوڑوں کو ڈپٹنا ایسا بے چین کرے گا کہ گویا ان کو کسی قسم کا جنون ہے یعنی وہ بسبب کثرت کود پھاند کے نہایت تیزی کریں گے۔

قد کلمتھا العوالی فھی کالحۃ   کأنما الصاب مذرور علی اللجم

ترجمہ

گھوڑوں کو میں ایسے حال میں کر چھوڑوں گا کہ ان کو نیزوں نے زخمی کر دیا ہوگا۔ پس بسبب کثرت زخموں کے ان کے منہ کھلے رہیں گے گویا ایلوا ان کی لگاموں پر

چھیڑ کا گیا ہے کہ اس کی تلوں سے منہ بند نہیں کر سکتے۔

بكل منصلت ما زال منتظري   حتى أدلت له من دولة الخدم

ترجمہ

حالات مذکورہ ظہور میں لاؤں گا باعانت مرد سامان کے کہ مثل شمشیر برہنہ کے تیز اور میرے خروج کے ہمیشہ منتظر رہتے ہیں یہاں تک کہ میں ان کو ان لوگوں سے جو لائق سلطنت نہیں ہیں، سلطنت دلوا دوں گا۔

شيخ يرى الصلوات الخمس نافلة   ويستحل دم الحجاج في الحرم

ترجمہ:

وہ مرد چالاک، ایسا جاہل کلاں، بے باک اور خونریز ہے کہ نماز ہائے پنجگانہ کو نفل سمجھتا ہے اور حرم شریف مکہ میں حاجیوں کا خون حلال سمجھتا ہے باوجودیکہ وہ گناہ کبیرہ ہے یا یہ کہ شیخ سے مراد پرانی تلوار ہے کہ کہنگی شمشیر اس کی مدح ہے یا بسبب صیقل کے اس کو پیر کہا ہے۔

بحر طویل میں متنبی کا قول ہے ؎

سأطلب حقي بالقنا ومشايخ   كأنهم من طول ما التثموا مرد

ترجمہ

اب میں اپنا حق بذریعہ نیزوں اور بزرگان تجربہ کار کے جو ددام برقع پوش ار طلب کروں گا یعنی وہ لوگ ہمیشہ لڑائی میں رہتے ہیں اور اس لئے بسبب حفاظت غبار میدان جنگ و اظہار شرف اپنے چہروں کو عماموں سے ہمیشہ چھپائے رہتے ہیں ان کی داڑھیاں دیکھنے میں نہیں آتیں گویا وہ بے ریش ہیں۔

ثقال إذا لاقوا خفاف إذا دعوا   كثير إذا شدوا قليل إذا عدوا

ترجمہ:

جب وہ مشائخ لڑتے ہیں تو ان کا حملہ سخت دگماں ہے اور جب وہ مدد کے واسطے
بلائے جائیں تو کھلے ہیں یعنی جلد پہونچتے ہیں اور جب وہ اعداء پر حملہ کرتے ہیں تو
زیادہ معلوم ہوتے ہیں کیونکہ بہتوں کا کام انجام دیتے ہیں اور جب وہ شمار
کئے جائیں تو تھوڑے ہیں یعنی ان کا ایک ایک شخص بمنزلہ ہزار کے ہے۔

وطعنٍ کأنّ الطّعن لا طعن عِنْدَہٗ   وضربٍ کأنّ النار من حرہ بَرْدٗ

ترجمہ:

اور اپنا حق طلب کروں گا بذریعہ ایسی نیزہ زنی کے اور لوگوں کی نیزہ زنی اس کے
روبرو کالعدم ہے اور بذریعہ ایسی شدید مار کے گویا آتش اس کی حرارت کے
روبرو خنکی ہے۔

إذا استنْحقت بی علی کل سابح   رجالٌ کأنّ الموت فی فمہا شہدٗ

ترجمہ:

میں ایسے چیتے والا ہوں کہ جب میں اپنے مددگاروں کو اکٹھا کرنا چاہوں تو میرے
گرد چاروں طرف ایسے جوان مرد جمع ہو جائیں جو ہر عمدہ گھوڑے پر سوار ہوں۔
اور ایسے شجاع گویا موت ان کے منھ میں مثل شہد شیریں ہے۔

پھر وہ بحر طویل میں کہتا ہے ؎

ولا تحسبنّ المجد زِقًّا و قَیْنَۃً   فما المجدُ إلا السیف والفتکۃ البِکرُ

ترجمہ:

اور تو شرف مشکیزہ شراب اور گانے والی چھوکری کو مت سمجھ کیونکہ شرف اور
بزرگی نہیں ہے مگر تلوار اور نیا و بے مثل حملہ یعنی شرف میخواری اور راگ کا
نام نہیں ہے بلکہ شمشیر زنی اور شجاعت کا ہے۔

وتضریب أعناق الملوک وان تری   لک الہبوات السود والعسکر المجرُ

ترجمہ:

اور نہیں ہے شرف مگر گردن زنی شاہان مخالف کی اور یہ کہ تیرے غبار سیاہ اور لشکر عظیم دیکھے جائیں یعنی تو گھوڑے کے سموں سے لڑائی کے وقت غبار کثیر اٹھائے یہ شرف ہے۔

وترکک فی الدنیا دویا کانما تداول سمع المرء انملہ العشر

ترجمہ

اور شرف ہے تیرا دنیا میں آوازہ بلند نامی کو چھوڑنا گویا کہ انسان کے کان میں اس کی دس انگلیاں باری باری آتی ہیں۔ دستور ہے کہ جب کوئی اپنا کان انگلی سے بند کر لیتا ہے تو ایک غل سنائی دیتا ہے۔

اس نے بحر بسیط میں کہا ہے سے

وان عمرت جعلت الحرب والدۃ والسمھری اخا والمشرفی ابا

ترجمہ:

اور اگر میری عمر بڑی ہوئی تو لڑائی کو والدہ، نیزہ زنی کو بھائی اور تلوار شرفی کو والد بنالوں گا۔ یعنی ہمیشہ لڑائی میں رہوں گا تاکہ اپنے مقصد کو پالوں۔

بکل اشعث یلقی الموت مبتسما حتی کان لہ فی قتلہ اربا

ترجمہ:

میں ہمیشہ جنگ پیشہ رہوں گا ہر پراگندہ حال شخص کے ساتھ جو موت سے ہنستا ہوا ملے گویا اس کو اپنے قتل میں کوئی بڑی خوشی ہے۔

قح یکاد صھیل الخیل یقذفہ من سرجہ طربا للعز او طربا

ترجمہ:

ایسا پراگندہ حال جو خالص النسب ہو جبکہ وہ گھوڑے کے ہنہنانے کو سنے

تو قریب ہے کہ وہ آوازاس کو بسبب عزت طلبی یا نشاط کے اس کو زمین سے
پھینک دے۔

فالموت أعذر لي والصبر أجمل بي والبر أوسع والدنيا لمن غلبا

ترجمہ:

موت میری بڑی عذر خواہ ہے اور صبر مجھ جیسے بہادر کو زیبا ہے اور دنیا
اور اس کی دولت اس شخص کے لئے ہے جو بڑھے اور غالب آ سکے۔

متنبی کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا، زیادہ تر پا پیادہ چلتا اور کہتا تھا کہ اصل
سواری تو جوتے اور موزے ہوتے ہیں جیسا کہ اس نے بحر منسرح میں کہا ہے ؎

لا ناقتي تقبل الرديف ولا بالسوط يوم الرهان أجهدها

ترجمہ

میری اونٹنی یعنی میری جوتی اس بات کو قبول نہیں کرتی کہ میں اپنے پیچھے اس پر
دوسرے کو بٹھالوں اور نہ گھوڑ دوڑ کے دن بذریعہ چابک اس کو زیادہ دوڑاؤں
اس میں وہ اپنے افلاس کا اظہار کرتا ہے۔

شراكها كورها ومشفرها زمامها والشسوع مقودها

ترجمہ

اس ناقہ کا بند نعل اس پالان کی طرح ہے اور وہ حصہ جو بند نعل کا اس کے پشت پا
پر ہے وہ اس کی باگ ہے اور نعل کا تسمہ ناقہ کی مہار کی مانند ہے۔

جیسا کہ متنبی نے زمانے کی شکایت کرتے ہوئے اور موزے کی تعریف کرتے ہوئے
بحر کامل میں کہا ہے ؎

اظمتني الدنيا فلما جئتها مستسقيا مطرت علي مصائبا

ترجمہ:

دنیا نے مجھ کو پیاسا کیا سو میں جب اس کے پاس پانی مانگنے آیا تو مجھ پر اس نے
مصائب کا مینہ برسا دیا۔

وجبیت من خوص الرکاب باسود　　من دارش فغدوت امشی راکبا

ترجمہ

بہوض تھکی ہوئی مادہ اونٹنیوں کے جن کی آنکھیں بسبب کثرت محنت سفر کے
گڑ گئی ہوں۔ مجھے گھٹیا کھال کا کالا موزہ دیا گیا سو اب میں پیادہ سوار
ہوں یعنی حقیقت میں تو پیادہ ہوں مگر چونکہ موزوں پر سوار ہوں اس لئے
چاہے سوار کہہ لو۔

وہ ہمیشہ پیدل سفر کرنے کے لئے تیار رہتا تھا اس بارے میں اس نے
بحر منسرح میں کہا ہے ؎

ومھمہ جُبْتُہٗ علی قدمی　　تعجز عنہ العرامس الذلل

ترجمہ

اور بہت سے میدان دور دراز ہیں جن کو میں نے پا پیادہ طے کیا ان کو طے
کرنے سے طاقتور اونٹنیاں بھی عاجز ہیں۔

بصارمی مرتد، بمخبرتی　　مجتزئٌ بالظلام مُشتَمِلٌ

ترجمہ:

میں اپنی تلوار لٹکائے ہوئے اور مثل چادر کے پہنے ہوئے اور اپنے علم اور
واقفیت کی راہ پر کفایت کرنے والا، راہبر کا غیر محتاج اور اندھیرے کو
اوڑھے ہوئے اس میں پوشیدہ تھا یعنی قطع بیابان بعیدہ کے وقت میرا یہ
حال تھا۔

إذا صدیق نکرت جانبہ　　لم تعیینی فی فراقہ الحیل

ترجمہ:

جب کہ میں اپنے کسی دوست کے پہلو کو اپنے سے اوپر اور بدلا ہوا پاتا ہوں تو میری تدابیر اس کے چھوڑنے میں مجھ کو عاجز نہیں کرتیں بلکہ میں اس کو چھوڑ دیتا ہوں۔

فی سعۃ الخافقین مضطرب   وفی بلاد من اختہا بدل

ترجمہ:

درصورت عدم موافقت ایک شہر کے لوگوں کے مجھ کو فراخی مشرق و مغرب میں آنے جانے کی گنجائش ہے اور بہت سے شہروں میں اس کی بہن سے یعنی ایک شہر سے دوسرے شہر میں اس کا بدل موجود ہے۔

سیف الدولہ کے دربار میں پہونچ جانے کے بعد متنبی کی زندگی میں بہت زیادہ فرق آگیا تھا جیسا کہ اس نے بحر بسیط میں کہا ہے ؎

دعرفاہم بأنی من مکارمہ   أقلب الطرف بین الخیل والخول

ترجمہ:

اور اس امر سے ان کو آگاہ کیجئے کہ میں ممدوح کی بخششوں میں اپنی آنکھ گھوڑوں اور خدام میں پھیرتا ہوں، یعنی اس نے ہم کو یہ چیزیں اس کثرت سے عنایت کی ہیں کہ جدھر دیکھتا ہوں انھیں پر نظر پڑتی ہے۔

سیف الدولہ کے دربار سے منسلک ہونے سے قبل وہ قریب اور دور کے سب ہی لوگوں کی مدح کرتا تھا۔ مگر اس میں توازن برقرار رکھتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ علی بن منصور الحاجب نے اس کو مندرجہ ذیل قصیدے کے انعام میں صرف ایک دینار دیا تھا تو اس نے اس کا نام 'قصیدۂ دیناریہ' رکھ دیا تھا۔ یہ قصیدہ بحر کامل میں ہے ؎

بأبي الشموس الجانحات الغواربا   اللابسات من الحرير جلابيبا

ترجمہ:

میرا باپ ان آفتابوں پر قربان ہوئے وہ گھونگھٹ سے چلتے ہیں اور پردوں میں چھپ جاتے ہیں۔ یعنی خوبصورت عورتیں جو حریر کی اوڑھنیاں اور لباس پہنے والی ہیں۔

حال متى علم ابن منصور بها   جاء الزمان إلي منها تائبا

ترجمہ:

میں آپ سے اپنے برے حال کی شکایت یا مذمت کرتا ہوں کہ اگر ممدوح کو اس حال کی اطلاع ہو جائے تو وہ میری حمایت کے لئے زمانے کو ایسا تاثر دے کہ وہ اس کے خوف سے میرے پاس اسی حال سے توبہ کرتا ہوا آئے، یعنی میری توبہ، پھر تجھ کو کبھی تکلیف نہ دوں گا۔

جب وہ سیف الدولہ کے دربار میں پہونچا تو اس کے لئے گویا دنیا کے تمام خزانے کھل گئے اس سے متأثر ہو کر اس نے سیف الدولہ کے لئے بحر طویل میں یہ اشعار کہے ؎

تركت السرى خلفي لمن قل ماله   وأنعلت أفراسي بنعماك عسجدا

ترجمہ:

میں نے شب روی کو قلیل المال لوگوں کے لئے اپنے پیچھے چھوڑ دیا اور تیری نعمتوں کے سبب اپنے گھوڑوں کے نعل سونے کے بندھوالئے یعنی تیری عطا کے سبب نہایت تونگر ہو گیا ہوں اور سفر و سیاحت مفلسوں کے لئے چھوڑ دی ہے کہ وہ بھی تیرے دربار میں آئیں اور خوشحال ہو جائیں۔

وقيدت نفسي في ذراك محبة   ومن وجد الإحسان قيداً تقيدا

ترجمہ:

اور اپنے کو تیری الفت میں میں نے براہ محبت قید کر دیا اور سچ ہے کہ جس کو
احسان کی قید نصیب ہو گی وہ خوشی سے قید ہو جائے گا۔

متنبی کا مندرجہ بالا شعر اگرچہ بہترین شعر ہے لیکن مفہوم و معنی میں وہ بحر کامل
میں ابو تمام کے کہے ہوئے مندرجہ ذیل شعر سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے ؎

همی معلقة الیك رقابها   مغلولة إن الوفاء إسار

ترجمہ:

میری خواہشیں تمہارے اوپر منحصر ہیں اور وہ ابھی بندھی ہوئی ہیں، یعنی
تمہارے ہاتھ میں ہیں اگر تم ان کو پورا کرو گے تو میں تمہارا فرمانبردار رہوں گا۔

ویسے تو سیف الدولہ نے متنبی پر انعامات کی بارش کی لیکن متنبی نے بھی اپنے مدحیہ
قصائد سے بہت حد تک ان احسانات کا بدلہ چکا دیا۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سیف الدولہ
نے متنبی کو جو کچھ عطا کیا متنبی نے اس میں سے معمولی چیزوں کو اپنے پاس رکھ کر اعلیٰ اور
قیمتی اشیاء سیف الدولہ کو واپس کر دیں۔ اس نے بحر کامل کے اس شعر میں اپنے ممدوح
کے احسانات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا ہے ؎

یا من یقتل من أراد بسیفه   أصبحت من قتلاك بالإحسان

ترجمہ:

میں ان لوگوں میں سے ہوں جنکو تیرے احسان نے قتل کیا یعنی مجھ کو تیرے احسان
نے ہر طرف سے گھیر لیا ہے جس کا بار میں اٹھا نہیں سکتا۔

متنبی کے کچھ واقعات

متنبی نے ایک بار سیف الدولہ کو بحر بسیط میں اپنا وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا
جس کا پہلا شعر ہے ؎

أجاب دمعي وما الداعي سوى طلل   دعا فلباه قبل الركب والإبل

ترجمہ:

میرے اشک نے جواب دیا اور پکارنے والا سوائے کھنڈرات دیار محبوبہ کے کوئی اور نہ تھا۔ ان کھنڈروں نے میرے اشکوں کو بلایا تو شتر سواروں اور شتر سے پہلے میں حاضر ہوا۔

قصیدہ پڑھ لینے کے بعد اس نے اس کی ایک نقل سیف الدولہ کو پیش کی۔ متنبی کے چلے جانے کے بعد سیف الدولہ نے اسے دیکھا اور جب وہ ان اشعار پر پہنچا ؎

یا ایہا المحسن المشکور من جہتی   والشکر من جہۃ الاحسان لا قبلی

ترجمہ:

اے محسن جو میری جانب سے بسبب کثرت احسانات شکر کیا گیا ہے اور حقیقت میں شکر تیرے احسان کی جانب سے ہے نہ کہ میری طرف سے ہے یعنی میں جو تیری مدح کرتا ہوں وہ تیرے احسانات کے سبب ہے۔

ما کان نومی إلا فوق معرفتی   بأن رأیک لا یؤتی من الزلل

ترجمہ:

میری غفلت تیری مدح و ثنا سے ظہور میں نہیں آئی مگر اس امر کے جاننے کے بعد کہ تیری رائے لغزش سے محفوظ ہے یعنی یہ خطا صرف باعتماد تیرے حلم، خوبی اور فہم کے ہے۔

أقل أنل أقطع احمل عل سل أعد   زد ہش بش تفضل أدن سر صل

ترجمہ:

اس ایک شعر میں بہت سی درخواستیں ہیں، گناہ گار کا قصور معاف کر، سائل کو بخشش دے، جاگیر عنایت کر، سواری کے لیے گھوڑا دے، امیدوار کی تمد

بلند کر، مغموم کو تسلی دے اور امور مکرر عمل میں لا، اس پر زیادہ کر، ہشاش بشاش رہ، مہربانی فرما، مجھ کو قرب عنایت کر، خوش رہ اور صلہ عطا فرما۔

سیف الدولہ نے یہ پڑھ کر اَقَل کے نیچے لکھ دیا کہ میں نے تیرے گناہ معاف کیے، اُقل کے لئے کہا کہ اس کو کچھ درہم دے دیے جائیں، اَقطع کے نیچے لکھا کہ میں نے تجھے حلب کے شہروں میں سے فلاں جاگیر کا حصہ عنایت کیا۔ احمل پر لکھا کہ اس کو فلاں گھوڑا دے دیا جائے، عل کے لئے لکھا کہ ہم نے تیری قدر بلند کی، سل پر لکھا تجھ کو تسلی دی اَشد پر لوٹ لگایا کہ ہم نے تیری حالت کو بہتر کیا کیونکہ ہماری رائے تیرے بارے میں اچھی ہے، زد کے لئے کہا اس کو اتنا ہی اور دیا جائے، تفضل کے نیچے لکھا ہم نے مہربانی کی، اَدن پر لکھا ہم نے تجھ کو اپنا قرب عطا کیا، سر کے لئے لکھا ہم نے تجھ کو خوش کیا اور صل کے لئے کہا ہم نے تجھے صلہ عطا کیا۔

ابن جنی نے بیان کیا کہ مجھے معلوم ہوا کہ متنبیؔ نے ایک کنیز کی خواہش کا برملا اظہار نہیں کیا تھا لیکن سیف الدولہ نے اسے ایک کنیز بھی بخش دی۔

اس نے مزید یہ بھی کہا کہ مجھ سے میرے کچھ دوستوں نے بیان کیا کہ معقلی جو بہت مزاح کرتا تھا اس کو متنبیؔ کے اوپر اس انعام و اکرام کی بارش سے بہت حسد ہوا تو اس نے سیف الدولہ سے کہا " اے میرے آقا! متنبیؔ نے آپ سے جو کچھ مانگا وہ سب آپ نے اسے عطا کیا تو جب اس نے آپ سے ہشاش بشاش رہنے کو کہا تو آپ نے اس کا جواب کیوں نہیں دیا؟" یہ سن کر سیف الدولہ ہنس پڑا اور اس سے کہا " تم کو جس چیز کی خواہش ہے تمھیں بھی ملے گی " اور پھر اس کے لئے انعام کا حکم دے دیا۔

ابن جنی سے حکایت ہے کہ ابو علی حسین احمد الصنوبری نے اس سے بیان کیا کہ میں سیف الدولہ سے ملنے کے لئے حلب سے آیا تو فصیل شہر کے پاس ایک گھوڑ سوار نقاب پوش ظاہر ہوا، وہ میری طرف بڑھا، اس کے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ تھا جس

سے اس نے میرے سینے کا نشانہ سدھ رکھا تھا میں اتنا خوفزدہ ہوا کہ اپنی سواری سے گرنے لگا، جب وہ مجھ سے اور قریب ہوا تو اس نے دوبارہ نیزہ کھینچ لیا اور اپنے چہرہ سے نقاب اٹھائی تو میں نے دیکھا کہ وہ متنبی تھا پھر اس نے مجھے بحر طویل میں یہ شعر سنایا

نثرنا رؤسا بالاحیدب منہم   کما نثرت فوق العروس الدراہم

ترجمہ:

ہم نے کوہ احیدب پر دشمنوں کی لاشوں کو ایسا بکھیرا جیسے دلہن پر درہم کر دو جگہ جگہ گرتے ہیں، ایسے ہی لاشیں بھی مختلف جگہ بکھری ہوئی ہیں۔

پھر اس نے مجھ سے پوچھا، کیسا لگا یہ شعر؟ اچھا تھا — میں نے کہا تمہارا برا ہو تم نے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا۔ پھر ابن جنی نے بیان کیا کہ میں نے اس واقعہ کا ذکر مدینۃ السلام میں ابوالطیب کے سامنے کیا تو اس نے اسے تسلیم کر لیا اور بہت ہنسا پھر اس نے مناسب الفاظ میں ابوعلی کی مدح کی۔

ابن جنی نے یہ بھی بیان کیا کہ ایک رات میں نے ابوعلی کو ابوالطیب کا بحر البسیط کا وہ قصیدہ پڑھ کر سنایا جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے ؎

واحر قلباہ ممن قلبہ شبم

ترجمہ:

میرے دل کی حرارت کو اس شخص کی محبت سے جس کا دل میری طرف سے سرد ہے سخت افسوس ہے۔

اور جب میں اس شعر پر پہونچا ؎

وشر ما قنصتہ راحتی قنص   شہب البزاۃ سواء فیہ والرخم

ترجمہ:

اور میرے ہاتھ کے شکاروں میں وہ شکار بدتر ہے جس میں باز اشہب اور رخم برابر ہے

تو ابو علی نے اس شعر کو بہت پسند کیا اور مستقل اسے دہراتا رہا یہاں تک کہ وہ اسے یاد ہو گیا۔

ابن جنی نے کہا کہ متنبی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مجھ سے مصر کے اہل حرّان کے ہاشمی خاندان کے فلاں شخص نے کہا کہ میں تمھیں ایک دلچسپ واقعہ سناتا ہوں، ایک بار میں نے اپنی بیوی کو جو حرّان میں مقیم تھی خط لکھا تو اس میں تمھارے بحر بسیط کے اس شعر سے مثال دی ؎

بم التعلل لا اهل ولا وطن ولا نديم ولا كأس ولا سكن

ترجمہ:

میں کس چیز سے دل بہلاؤں نہ میرے پاس میرے اہل وعیال ہیں، نہ میں اپنے وطن میں ہوں، نہ میرا کوئی ہم پیالہ ہے اور نہ کوئی ایسا شخص ہے جس کے پاس بیٹھ کے آرام پاؤں غرض زمانے کا شکوہ کرتا ہے۔

بیوی نے اس خط کے جواب میں لکھا، خدا کی قسم تم نے اس شعر سے اپنی حالت کی جو مثال دی ہے یہ حالت تمھاری ہرگز نہیں ہے بلکہ تمھاری حالت تو وہ ہوگی جو شاعر نے اسی قصیدہ کے حسب ذیل شعر میں بیان کی ہے ؎

سهرت بعد رحيلي وحشة لكم ثم استمر مريري وارعوى الوسن

ترجمہ:

میں تم سے جدا ہونے کے بعد تمھاری جدائی کے وحشت کے سبب بیدار رہا یعنی میری نیند جاتی رہی پھر میں نے صبر کیا اور میرے عزم کی رسی مضبوط ہوگئی اور میری نیند لوٹ آئی اور غم فراق جاتا رہا۔

پھر ابن جنی نے کہا کہ جب سیف الدولہ نے اس شعر کو سنا اور درج ذیل شعر کو پڑھا ؎

وإن بليت بودّ مثل ودّكم — فإنني بفراق مثله قمن

ترجمہ:

اور اگر میں تمہاری دوستی کی مانند کسی اور کی دوستی سے مبتلا کیا جاؤں اور وہ
دوست مجھ سے ایسا ہی معاملہ کرے تو میں بیشک اس امر کا سزاوار ہوں گا
کہ تمہاری طرح اسے بھی چھوڑ دوں، یہ کافور کی طرف تعریض ہے کہ اگر وہ
مجھ سے تمہاری طرح کج ادائی کرے گا تو میں اس سے جدا ہو جاؤں گا۔

تو کہا سار وحق ابی یعنی بالکل صحیح میرا باپ اس پر قربان۔

ابن جنی سے روایت ہے کہ جب سیف الدولہ نے خسرو کے زوال کے بارے
میں متنبی کا بحر منسرح کا یہ شعر سنا ؎

وقد رأيت الملوك قاطبة — وسرت حتى رأيت مولاها

ترجمہ:

اور میں نے بیشک سب بادشاہ دیکھے اور چلا پھرا یہاں تک کہ میں نے ان
سب کا سردار دیکھا یعنی ممدوح کو۔

تو اس نے کہا، دیکھو کیا ہم بھی اس شعر میں شامل ہیں (یعنی ہمارا ذکر بھی اس
شعر میں ہے) پھر ابن جنی کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر الخوارزمی کو کہتے ہوئے سنا کہ ابو الطیب
متنبی کسی شاعر کے اس شعر سے بہت متأثر تھا جو بحر طویل میں کہا گیا ہے ؎

وإن أحق الناس باللوم شاعر — يلوم على البخل الرجال ويبخل

ترجمہ

لوگوں کی ملامت سب سے زیادہ شاعر کے اوپر پڑنی چاہیئے کیونکہ وہ لوگوں
کی بخالت پر طنز کرتا ہے حالانکہ وہ خود بخیل ہوتا ہے۔

متنبی نے اپنے عادات و اطوار کو بحر طویل کے اس شعر میں وضاحت کے ساتھ

بیان کیا ہے ؎

بلیت بلی الاطلال إن لم أقف بہا　　　　وقوف شحیح ضاع فی الترب خاتمہ

ترجمہ

اگر میں دیار محبوب پر تھم کر ایسا بحالت تکلیف کھڑا ہوں جیسے بخیل شخص کہ اس کی انگشتری خاک میں مل گئی ہو تو میں ایسا مضمحل اور کہنہ ہو جاؤں جیسے کھنڈر دیار محبوب کے۔

ابوبکر الخوارزمی سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ متنبی کے پاس گیا جب میں اس کے پاس پہونچا تو وہ سیف الدولہ کے پاس سے اسی وقت انعام واکرام لے کر آیا تھا، اس نے سب کچھ چٹائی کے اوپر ڈال دیا پھر انھیں وزن کرنے کے بعد تھیلے میں رکھ دیا، جواہرات میں سے ایک چھوٹا سا نگینہ چٹائی کے سوراخ میں پھنس گیا تو وہ اسے نکالنے اور حاصل کرنے کے لئے اپنے پورے جسم سے جھک کر تلاش کرنے لگا اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی کہ اس کے پاس کون لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے کام میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ اس کا ایک حصہ نظر آ گیا تو اس نے قیس کے مندرجہ ذیل شعر سے اس صورت حال کی مثال دی ؎

تبدت لنا کالشمس بین غمامۃ　　　　بدا حاجب منہا وضنت بحاجب

ترجمہ،

یہ ٹکڑا ہمارے لئے بادل میں چھپے ہوئے سورج کی طرح ہو گیا ہے جس کا آدھا حصہ ظاہر ہے اور دوسرا پوشیدہ ہے۔

پھر اس نے اسے نکال لیا اور اپنے تھیلے میں رکھ لیا اور کہا یہی تو میری روزی ہے۔

خوارزمی سے روایت ہے کہ ایک بار متنبی نے عضد الدولہ کے لئے بحر وافر

میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا پہلا مصرعہ ہے ؎

مغانی الشعب طیباً فی المغانی

ترجمہ

منازل شعب بوان سرسبزی اور خوبی میں بہ نسبت اور منازل کے ایسے ہے
جیسے بہار کا زمانہ اور زمانوں میں یعنی تمام مکانوں پر ایسی فضیلت رکھتا
ہے جیسے بہار کا زمانہ اور زمانوں پر۔

اور جب وہ اپنے اس شعر پر پہونچا ؎

وألقی الشرق منها فی ثیابی   دنانیرا تفر من البنان

ترجمہ

اور آفتاب نے اپنی شعاعوں سے میرے کپڑوں پر ایسے دینار بکھیرے جو انگلیوں
سے بھاگتے تھے یعنی آفتاب کی روشنی کے گول داغ میرے لباس پر درخت کے
پتوں کے بیچ میں سے گزر کر دیناروں کی مانند پڑتے تھے مگر وہ انگلیوں میں
مثل دینار رسمی کے نہیں ٹھہرتے تھے بلکہ انگشت کے لگنے سے اپنی جگہ سے
جدا ہو جاتے تھے۔

تو عضد الدولہ نے اس سے کہا کہ میں اسے تمہارے ہاتھوں میں باندھ دوں گا
پھر اس نے ایسا ہی کیا۔ خوارزمی کہتے ہیں کہ جب ابوالطیب مصر سے بغداد آیا اور
وزیر المہلبی کی مدح سے اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ میں بادشاہوں کے علاوہ کسی اور
کی مدح نہیں کرتا ہوں تو مہلبی کو یہ بات بہت ناگوار گزری اور اس نے اس کے
خلاف بغداد کے شعراء کو ابھارا۔ یہاں تک کہ وہ اس کی ہجو کرنے لگے۔ ان میں
ابن الحجاج، ابن سکرہ (محمد بن عبداللہ الزاہد) الہاشمی اور حاتمی تھے۔ وہ اس کے
متعلق ناپسندیدہ باتیں لکھتے اور اس کے سامنے ہی لوگوں کو سناتے، اس کا خیال

کرتے اور اسے بے وقوف بناتے لیکن وہ ان کا جواب نہ دیتا اور نہ ہی ان کے بارے میں کچھ کہتا۔ اس بارے میں جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا میں نے بحر وافر میں اپنے اس شعر کے ذریعہ ان سب لوگوں کا جواب دے دیا ہے جنھیں اونچے طبقے کے شعراء میں شمار کیا جاتا ہے ؎

اُری المتشاعرین غروا بذمی　　　ومن ذا یحمد الداء العضا لا

ترجمہ:

دونوں نداؤں کا جواب ہے کہ میں ان لوگوں کو جو درحقیقت شاعر نہیں ہیں بلکہ ان کی نقل کرتے ہیں دیکھتا ہوں کہ میری مذمت کے حریص ہو گئے ہیں۔

ومن یک ذا فم مر مریض　　　یجد مرّا بہ الماء الزلا لا

ترجمہ:

اور کون شخص درد بے دوا کی تعریف کرتا ہے یعنی میں ان کے حق میں لاعلاج مرض ہوں اور ان کی بے رونقی کا سبب، پس مجھ کو وہ کس طرح پسند کریں گے اور جس شخص کا ذائقہ دہن بسبب مرض کے تلخ ہو تو وہ اس سبب سے آب شیریں کو گوارا اور تلخ سمجھے گا یعنی جو لوگ مجھ کو برا سمجھتے ہیں یہ خود ان کا نقصان اور میری ناقدر شناسی ہے مجھ میں کوئی عیب نہیں ہے۔

اس کے علاوہ بحر طویل میں بھی میں نے یہ اشعار کہے ہیں ؎

افی کل یوم تحت ضبنی شُوَیعرٌ　　　ضعیفٌ یُقاوِمنی قصیرٌ یطاول

ترجمہ:

کیا ہر روز میری بغل میں ایک حقیر ضعیف شاعر میرا مقابلہ کرتا رہے گا اور باوجود کوتاہ قدی کے مجھ سے طول میں بڑھنا چاہے گا یعنی الہامہ ہونا

چاہیئے بغل سے مطلب ہے کہ وہ بہت حقیر ہے، بغل میں دبا کر مارا جا سکتا ہے۔

لسانی بنطقی صامتٌ عنه عادلٌ　　　وقلبی بصمتی ضاحکٌ منه هازلٌ

ترجمہ:

میری زبان باوجود میری گویائی اور قوت گفتار کے اس کی ہجو سے خاموش اور اس سے کنارہ کرنے والی ہے کیونکہ وہ اس لائق نہیں ہے کہ میں اس کی ہجو کہوں یا اس سے گفتگو کروں اور میرا دل باوجود میری خاموشی کے اس پر قہقہہ اڑاتا ہے اور اس کی جہالت کی ہنسی کرتا ہے۔

وأتعبُ من نادالكَ من لا تجیبُهُ　　　وأغیظ من عاداك من لا تشاكل

ترجمہ:

پھر بطور مثل کے کہتا ہے کہ جو شخص تجھ کو پکارے ان میں سب سے زیادہ رنج میں وہ ہوگا جس کو تو جواب نہ دے کہ وہ اس صورت میں نہایت ذلیل ہوگا، اس لئے میں حاسدین کو جواب نہیں دیتا۔

وما التیهُ طبّی فیهم غیر اننی　　　بغیضٌ إلی الجاهل المتعاقل

ترجمہ:

اور ان لوگوں میں سے جو تجھ سے عداوت رکھتے ہیں سب سے زیادہ خشمناک وہ ہوگا جو فضل و کمال میں تیرا مساوی اور ہم رنگ نہ ہو پس وہ خود بخود اپنے دل میں نادم رہے گا۔ اور غرور ان سے میری خود عادت نہیں ہے ہاں جبکہ نادان آدمی جو تکلف عاقل بنے میرے نزدیک قابل بغض ہے اس لئے میں ان سے گفتگو نہیں کرتا۔

اس کے بعد بحر کامل میں میں نے یہ شعر کہا ؎

وإذا أتتك مذمتی من ناقصٍ　　　فهی الشهادة لی بأنی فاضلٌ

اور جب تیرے روبرو کوئی ناقص آدمی میری ہجو کرے سو یہ میرے فاضل
ہونے کی علی گواہی ہے۔ کیونکہ ناقص ہمیشہ فاضل کو ناپسند کرتا ہے کہ وہ اس
کا غیر جنس ہے۔

ابن جنی سے روایت ہے کہ ابوالحسن بن لنکک متوطن بصرہ کو جب یہ معلوم ہوا
کہ بغداد کے شعراء اور متنبی کے درمیان اختلافات ہیں اور ان میں باہمی کشمکش چل رہی
ہے اور وہ اس کی ذلت کر رہے ہیں تو ابوحسین بھی اس سے حسد کرنے لگا جب بھی اسے
موقع ملتا متنبی پر طنز کرنے سے باز نہ آتا وہ اس کی ہجو کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اس
کا باپ کوفہ کے بھشتیوں میں سے تھا۔ اس بات کو اس نے مزے لے لے کر بحر بسیط
میں کہا ہے

قولا لاهل زمان لااخلاق لهم　　ضلوا عن الرشد من جهل بهم دعموا

ترجمہ:

ہم ان کے بارے میں کیا کہہ سکتے ہیں جن کے پاس اخلاق نہیں ہے اور جو صحیح
راستے سے گمراہ ہوگئے ہیں اپنی جہالت کی وجہ سے) اور اندھے ہوگئے ہیں۔

اعطيتم المتنبى فوق منيته　　فزوجوه برغم امهاتكم

ترجمہ:

تم نے متنبی کو اس کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ دے دیا تو اپنی ماؤں کی
مخالفت کے باوجود اسے اپنے خاندان میں شامل کر لو۔

لكن بغداد جاد الغيث ساكنها　　نعالهم فى قفا السقاء تزدحم

ترجمہ:

وشکر ہے لیکن بغداد پر بارش نے سخاوت کی کہ اس کے باشندے اب

حبشی کے پیچھے نہیں دوڑتے۔

پھر اس نے بحر خفیف میں کہا ؎

متنبیکم ابن سقاء کوفی ویوحی من الکنیف إلیه

ترجمہ:

تمہارا متنبی کوفہ کے ایک حبشی کا لڑکا ہے اور اس کی وحی مویشی خانوں سے آتی ہے۔

کان من فیه یسلح الشعر حتی سلحت فقحة الزمان علیه

ترجمہ:

لوگ کنیف میں شعر حاصل کرنے جاتے ہیں۔ لیکن جب متنبی شعر حاصل کرنے گیا تو بجائے اس کے کہ وہ خود شعر حاصل کرے زمانہ نے اس کے اوپر شعر گرا دیا۔

ابوحسین کے یہ اشعار بھی متنبی کے متعلق بحر مجتث میں ہیں ؎

ما اوقح المتنبی فیما حکی وادعاه

ترجمہ:

متنبی کتنا بے شرم ہے اور وہ جن چیزوں کو بیان کرتا ہے اور جن کی دعوت دیتا ہے وہ سب بے شرمی کی ہوتی ہیں۔

ابیح مالا عظیما حتی أباح قفاه

ترجمہ

اس نے بہت پیسہ جمع کیا یہاں تک کہ اس کے عوض اپنی شرافت بیچ دی۔

یا سائلی عن غناه من ذاك كان غناه

ترجمہ:

اے سائل! تم جو اس کے مال کے بارے میں دریافت کرتے ہو تو یہ اس کا مال

کہاں ہے ؛

إن کان ذاک نبیاً　　فالجاثلیق إلٰہُ

ترجمہ :

اور اگر متنبیؔ کو تم نبی کہتے ہو تو پادری کو خدا کہو۔

پھر ایک رات متنبیؔ خاموشی کے ساتھ بغداد سے نکل گیا۔ وہ وزیر المہلبی کے روکنے کے باوجود ارجان میں ابوالفضل ابن العمید کے پاس گیا جہاں اس کی بہت پذیرائی ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ صاحب ابوالقاسم نے جس وقت کہ وہ اصفہان میں تھا متنبیؔ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، ابوالقاسم اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتا تھا جو عام طور سے اس زمانے کے امراء کیا کرتے تھے۔ اگرچہ وہ اس وقت نوجوان تھا اور اس کی مالی حالت بھی اچھی نہیں تھی مزید برآں وہ اس وقت وزیر بھی نہیں ہوا تھا، پھر بھی اس نے متنبیؔ سے انسیت ظاہر کرتے ہوئے اسے ایک خط لکھا اور اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دی اور یہ وعدہ کیا کہ وہ متنبیؔ کو اپنے مال و دولت میں برابر کا شریک بنائے گا۔ متنبیؔ نے اس دعوت کو قبول نہیں کیا اور نہ ہی اس کے خط کا کوئی جواب دیا اس کے بجائے وہ عضد الدولہ کے پاس شیراز چلا گیا۔ اس سفر کا نتیجہ یہ نکلا کہ متنبیؔ کی دلی خواہشیں پوری ہوگئیں۔ جب ابوالقاسم نے اپنی بات کا کوئی جواب نہ پایا تو اس نے متنبیؔ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنالیا اور اس کے اشعار میں غلطیاں اور زبانی لغزشیں تلاش کرنے لگا اور اس کی برائیاں ڈھونڈھنے لگا حالانکہ وہ اچھی طرح اس کی خوبیوں کو جانتا تھا اور خود بھی ان خوبیوں کو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اکثر اپنی مجلسوں اور خطوط میں وہ متنبیؔ کے اشعار کو استعمال کرتا تھا۔ ابوالقاسم کا سلوک متنبیؔ کے ساتھ ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی شاعر نے بحر رجز میں کہا ہے ؎

شتمت من یشتمنی مغالطاً　　لاصرف العاذل عن محاجتہ

ترجمہ:

میں نے اس کو گالی دی جس نے مجھے گالی دی - اس بات سے میں نے ملامت گر کو دھوکا دیا۔ تاکہ اس کی باتوں سے بچ سکوں۔

فقال لما وقع البزاز فی الثوب علمنا انه من حاجته

ترجمہ:

تو اس نے کہا کہ جب کپڑا بیچنے والے نے کپڑا بیچا تو ہم نے سمجھ لیا کہ اس کو بھی کپڑے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ایک دوسرے شاعر نے اسی مفہوم کو بحر طویل میں ادا کیا ہے ؎

وذموا لنا الدنیا وهم یرضعونها ولم أر کالدنیا تذم وتحلب

ترجمہ:

وہ ہم سے دنیا کی مذمت کرتے ہیں لیکن وہ اس سے اپنا مطلب بھی نکالتے ہیں، اور میں نے دنیا کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھا جس کی ملامت بھی کی جائے اور جس سے فائدہ بھی اٹھایا جائے۔

اور دوسرے نے بحر بسیط میں کہا ہے ؎

نبئت أنی إذا ما غبت تشتمنی قل ما بدا لک فالمحبوب مسبوب

ترجمہ:- مجھے خبر دی گئی ہے کہ جب میں موجود نہیں ہوتا ہوں تو تم مجھے گالیاں دیتے ہو تو تمہارے دل میں جو آئے کہو کیونکہ محبوب کے اوپر ہمیشہ گالیاں پڑتی ہیں۔

متنبی کا اسلوب بیان

(صاحب بن عباد اور دوسرے اہل سخن کے نگارشات پر اس کا اثر)

نیچے ہم صاحب بن عباد کے اس خط کا ایک حصہ نقل کر رہے ہیں جو اس نے

اسی قلعہ کی تعریف میں لکھا تھا جسے عضد الدولہ نے فتح کیا تھا :

ترجمہ :

یہ قلعہ بہت زمانے سے اپنی جگہ پر قائم ہے، اس کے اوپر ایک طویل مدت گزر چکی ہے اور یہ اپنی پائداری کی وجہ سے مغرور ہو گیا ہے لیکن اگر کوئی اس قلعہ کو فتح کرنے پر تل ہی جائے تو یہ اس کے سامنے سرنگوں ہوجاتا ہے، اس قلعہ کو معلوم ہے کہ زمانہ اس کا دوست ہے اس وجہ سے اسے مصیبتوں اور پریشانیوں سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا۔ زمانے نے اس سے یہ بھی عہد کر رکھا ہے کہ وہ حادثوں سے اس کو بچاتا رہے گا، ان حالات میں عضد الدولہ جس کی نظر دنیا کے ہر پہلو پر ہے کو قلعہ کے غرور کو ختم کرنے کا موقع ملا۔ قلعہ والے سمجھتے تھے کہ ان کے درمیان بہت سے سمندر اور دریا ہیں جن کو طے کرنا بہت مشکل ہے اسی لئے وہ اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے لیکن ایک دن اچانک انھیں معلوم ہوا کہ ان کی محفوظ پناہ گاہ مصیبتوں اور پریشانیوں کا شکار ہو گئی۔

صاحب بن عباد کے اس خط میں ابوالطیب کے ان اشعار کا بہت زیادہ اثر پایا جاتا ہے جن میں سے پہلا بحر کامل کا شعر ہے ؎

حتی أتی الدنیا ابن بجدتھا فشکا الیہ السھل والجبل

ترجمہ :

دنیا کا انتظام نادرست تھا یہاں تک کہ اس میں اس کے اسرار باطنی اور ضبط امور کا واقف کار پیدا ہوا اور زمین ہموار اور پہاڑ یعنی ساری دنیا نے شکوہ بے بندوبستی کیا یعنی یہ کہا کہ تجھ سے پہلے بسبب غفلت سلاطین دنیا میں ایسی بد انتظامیاں ہوئی ہیں۔

اور دوسرا بحر طویل کا شعر ہے ؎

تذکرت ما بین العذیب وبارق　　مجر عوالینا ومجری السوابق

ترجمہ:

میں نے عذیب اور بارق کے درمیان اپنے نیزوں کے کھینچنے کو اور تیز رَو گھوڑوں کے ہنکانے کو یا گھوڑوں کے ہنکانے کی جگہ کو یاد کیا، یعنی میں نے اپنے وطن، شغل نیزہ بازی اور فرس رانی کو یاد کیا۔

آگے چل کر صاحب بن عباد اپنے اس خط میں لکھتا ہے:

ترجمہ:

کہ اس قلعہ کو فتح کرنا بہت مشکل تھا، یہی وجہ ہے کہ اس کی فتح سے عضدالدولہ کو بہت زیادہ ناموری اور شہرت حاصل ہوئی۔ درحقیقت اس قلعہ کی فتح عضدالدولہ کے تمام گناہوں کے معاف ہونے کی پہچان ہے، وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ بلند مرتبہ حاصل ہوا جو نسلاً بعد نسلٍ چلتا رہے گا۔

خط کا یہ حصہ ابوالطیب کے بحر طویل کے اس شعر سے ملتا ہوا ہے ؎

وللہ سرٌ فی علاک وإنما　　کلام العدیٰ ضربٌ من الھذیان

ترجمہ:

اور تیری رفعت اور مرتبت میں خدا کا بھید ہے، جو لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتا اور بات یہی ہے کہ دشمنوں کا تیرے باب میں کلام ایک قسم کا جنون ہے کہ وہ سِرّ الٰہی کو نہیں سمجھتے۔ یہ بھی قریب بہ سمجھ ہے کہ علو مرتبہ کا فور کو امر تقدیری کہا ہے اور تقدیر میں کبھی خسیس کو شریف پر تفوق ہو جاتا ہے۔

خط میں ایک جگہ کہا گیا ہے:

ترجمہ:

جس طرح قلم چلنے کی آواز نہیں آتی اسی طرح عضد الدولہ نے آہستگی سے قلعہ فتح کیا اور اتنی جلدی فتح کیا جتنی جلد اس شخص کی آنکھیں کھلتی ہیں جس کی آنکھوں میں کچھ پڑ گیا ہو۔

یہ مضمون ابوالطیب کے بحر طویل کے حسب ذیل شعر سے ملتا ہوا ہے ؎

ولو قلم أُلقيت في شق رأسه   من السقم ما غيرت من خط كاتب

ترجمہ:

اور اگر میں کسی قلم کے شگاف میں ڈالا جاؤں تو بسبب بیماری ولاغری کے لکھنے والے کے خط میں کچھ تغیر نہ کروں۔

اسی معنی میں نضر کا شعر بحر سریع میں ہے ؎

ضنيتُ حتى صرت لو زج بي   في ناظر النائمِ لم ينتبه

ترجمہ:

میں اتنا کمزور ہوگیا ہوں کہ اگر کسی سوتے ہوئے شخص کی آنکھوں میں چلا جاؤں تو اسے کچھ بھی محسوس نہ ہوگا۔

اسی مفہوم کا ایک شعر بحر کامل میں ابن العمید نے بھی کہا ہے ؎

فلو ان ما أُبقيت في جسدي قذى   في العين لم يمنع من الإغفاء

ترجمہ:

اگر میرے جسم میں کچھ نہ ہو اور وہ بالکل خالی ہو جائے اور صرف آنکھ میں ایک ریزہ ہو تب بھی وہ مجھے غفلت سے نہیں روکے گا۔ یعنی اگر آنکھ میں کوئی چیز پڑ جاتی ہے تو بہت تکلیف ہوتی ہے لیکن میں اتنا کمزور ہو چکا ہوں کہ اگر میں آنکھ میں کچھ بھی پڑ جائے تو بھی میرے اوپر غفلت طاری رہے گی۔

صاحب نے ایک تعزیتی خط میں لکھا ہے کہ

جب کوئی شخص علم میں اونچا مثال آپ ہو اور عالم دین ہو تو اسے اپنے علم و فضل کی بنا پر اچھی اور بری دونوں حالتوں میں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے اگر اس کے اوپر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو ہم اس سے ہمدردی کا اظہار کریں گے، لیکن اپنے جذبات کو ادا کرنے کے لئے وہی الفاظ استعمال کریں گے جنھیں ہم نے اس سے سیکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کو ہمارے لئے ایک مثال بن جانا چاہیئے تاکہ ہم ان سے سبق لے سکیں۔

بلاشبہ یہ تحریر ابو الطیب کے بحر خفیف کے حسب ذیل اشعار سے بہت متاثر ہے

انت یا فوق ان تعزی عن الاحـ ... ـباب فوق الذی یعزیک عقلا

ترجمہ:

اے وہ شخص کہ تو تعزیت احباب سے فائق اور بڑھا ہوا ہے کیونکہ تعزیت ہمسر کرتا ہے اور تیرا کوئی ہمسر نہیں ہے، تو بلحاظ عقل اس شخص سے جو تیری تعزیت کرے فائق ہے پس وہ کیوں کر تجھے تعلیم صبر دے۔

و بالفاظک اهتدی فاذا عزا ... ک قال الذی له قلت قبلا

ترجمہ:

اور تیری تعزیت کرنے والا تیرے الفاظ کا اقتدا کرتا ہے سو وہ جب تیری تعزیت کرتا ہے تو وہ وہی کہتا ہے جو تو نے بوقت اس کی تعزیت کے پہلے کہا تھا۔

اسی خط میں آگے چل کر صاحب نے پھولوں کی زبان سے بارش کی تعریف کی ہے جب وہ اس کے اوپر برستی ہے، اس مضمون کو اس نے ابو الطیب کے بحر کامل کے حسب ذیل شعر سے لیا ہے ؎

وذکی رائحۃ الریاض کلامھا تبغی الثناء علی الحیا فیفوح

ترجمہ:

باغوں کی تیز خوشبو بمنزلہ اس کلام کے ہے جب باغ اپنے محسن باراں کی تعریف کرنا چاہتا ہے تو مہک پڑتی ہیں یعنی چونکہ وہ بے زبان ہیں اس لئے ان کا خوشبو دینا ہی باراں کی تعریف ہے۔

اس شعر کا اصل ماخذ ابن الرومی کے بحر خفیف کے یہ اشعار ہیں ؎

شکرت نعمۃ الولی علی الوسمی ثم العھاد لعبد العھاد

فھی تثنی علی السماء ثناء طوب النشر شائعا فی البلاد

ترجمہ:

باغ نے خدا کا شکر ادا کیا موسم بہار کی بارش کے پہلے چھینٹے کا، اور اس خاص انداز میں ادا کیا کہ اس تعریف کی شہرت پورے شہر میں ہوگئی یعنی اس کی خوشبو تمام شہر میں پھیل گئی۔

من نسیم کان مسراہ فی الأرواح مسری الارواح فی الاجساد

ترجمہ:

باغ نے اللہ تعالیٰ کا خوشبودار ہوا کے ذریعہ شکر ادا کیا اور یہ ہوا روح کے اندر جا کر گھل گئی، جیسے انسان کے جسم میں روح چلتی ہے۔

ابن العمید نے صاحب بن عباد کے نام ساحل سمندر سے ایک خط بھیجا تھا جس میں اس نے جہازوں اور سمندر کے دوسرے عجائبات کا ذکر کیا تھا۔ صاحب نے اس کے جواب میں لکھا: میں نے آپ کا خط پڑھا، آپ نے سمندر کی تعریف کرتے وقت اس بات پر غور نہیں کیا کہ شروع میں بہت تھوڑا سا پانی سمندر میں ہوتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ زیادہ ہو جاتا ہے اگر آپ اس کے بارے میں غور و فکر سے کام لیتے تو

آپ کو معلوم ہو جاتا کہ سمندر بہت چھوٹی سی چیز ہے۔

اس سلسلے میں متنبیؔ کا خیال ہے کہ ؎

وکم من جبال جبت تشهد انني ال   جبال وبحر شاهد انني البحر

ترجمہ:

اور میں نے بہت سے پہاڑوں کو بطور سیر قطع کیا ہے جو اس امر کے گواہ ہیں کہ میں
کوہ وقار ہوں اور بہت سے دریاؤں میں اترا ہوں جو گواہ ہیں کہ میں ہی بحر سخا
میں دریا ہوں۔

صاحب نے ایک بار اپنے ایک دوست کو لڑکی کی پیدائش پر مبارکباد کا خط لکھا
اس میں اس نے لکھا کہ:

ترجمہ:

میں بچی کو خوش آمدید کہتا ہوں جو آگے چل کر عورتوں کی سردار ہوگی وہ شریف
والدین کی اولاد ہے اور اس کی اولاد بھی شریف اور پاکیزہ ہوگی۔

پھر اس نے بحر وافر کے دو شعر نقل کئے ؎

ولو کان النساء کمثل هذی   لفضلت النساء علی الرجال

ترجمہ:

اور اگر تمام عورتیں ایسی جامع حسنات ہوں تو عورتوں کو مردوں پر فضیلت
دی جائے۔

وما التانیث لاسم الشمس عیب   ولا التذکیر فخر للهلال

ترجمہ:

جبکہ شمس بالذات روشن ہے تو اس کے نام کا مونث ہونا کوئی عیب نہیں ہے
اور ہلال کا جو اس کے لئے مستفید ہے مذکر ہونا اس کے لئے باعث فخر نہیں ہے۔

مذکورہ بالا دونوں اشعار ابوالطیب کے اس مرثیہ سے لئے گئے ہیں جو سیف الدولہ
کی ماں کے انتقال پر لکھا تھا۔ اسی مرثیہ کا ایک شعر یہ ہے کہ ؎

ولو کان النساء کمن فقدنا

ترجمہ

کاش ساری عورتیں ایسی ہی ہوتیں جیسی ہم نے کھوئی ہے

صاحب نے تعزیت کرتے ہوئے ایک خط لکھا جس میں اس نے کہا کہ:

زمانے نے اسے لے لیا جس کو وہ لینا چاہتا تھا اور جسے چھوڑنا چاہتا تھا اسے
چھوڑ دیا، بے شک وہ چاہے تو چاند کو بھی معاف کر دے اور چاہے تو سورج کو
بھی چھوڑ دے، غروب شمس کے وقت زمانہ سورج سے جدا ہو جاتا ہے اور کبھی
بھی دن اور رات، سورج گرہن اور چاند گرہن کو ایک ساتھ نہیں ظاہر کرتا ہے
وہ دھوکے بازوں کی حکومت کو نہیں جانتا ہے اور اس سے انکار کر دیتا ہے۔ لیکن
اس نے تمہیں دھوکا دیا کہ ایک کو تو لے لیا اور دوسرے کو چھوڑ دیا۔ پھر بھی وہ
کبھی خالی ہاتھ نہیں رہتا ہے۔ بلکہ باقی رہنے والے کو بھی فنا کر کے اپنے ہاتھ
میں لے لیتا ہے۔ اور اسے بھولی ہوئی یاد بنا دیتا ہے۔

متنبی کا بحر بسیط کا شعر ہے ؎

وعاد فی طلب المتروک تارکہ   إنا لنغفل والایام فی الطلب

ترجمہ:

اور بڑی بہن کا تارک یعنی زمانہ متروک اس بہن کی طلب میں پھر لوٹا اور اس کو
بھی لے گیا، بیشک ہم لوگ غافل ہیں اور دنوں کی آمد و رفت ہماری تلاش میں پیچھے
اور جب موقع لگتا ہے صاف اڑا لے جاتی ہے۔

ما کان اقصر وقتا کان بینھما   کانہ الوقت بین الورد والقرب

ترجمہ:

دونوں بہنوں کی موت میں کس قدر کم زمانہ گزرا گویا وہ زمانہ بسبب کوتاہی اس قدر تھا جس قدر کم وقت درمیان اس رات کے جس کی صبح کو پانی پر پہونچتے ہیں اور درمیان اس صبح کے جس میں پانی پہونچتے ہیں ہوتا ہے یعنی ایک رات۔

پھر صاحب نے کہا کہ:

موت سانس کی طرح ہے جو بار بار آتی ہے اور جاتی ہے اور غم و پریشانیوں کے شکوہ کی طرح ہے، موت ایک سفر کی طرح ہے کہ پہلے کچھ جاتے ہیں اور کچھ بعد میں اور یہ سفر سب ہی کو طے کرنا ہے۔ موت کسی کو بھی زمین پر نہیں چھوڑے گی، جب تک کہ اس نے زمین کے اندر نہ پہونچا دے۔

یہ حصہ متنبی کے بحر سریع کے ان اشعار سے ملتا جلتا ہے ؎

نحن بنو الموتی فما بالنا | نعاف مالا بد من شربه

ترجمہ:

ہم مُردوں کی اولاد ہیں کیونکہ ہمارے اجداد سب مر گئے، سو کیا حال ہے ہمارا کہ ہم اس چیز کو مکروہ جانتے ہیں جس کا پینا ضروری ہے یعنی جُرعہ موت کو۔

تبخل أيدينا بأرواحنا | على زمان هن من كسبه

ترجمہ:

ہمارے ہاتھ اپنی ارواح کا اس زمانے میں بخل کرتے ہیں جو زمانہ کی پیدا کی ہوئی ہیں یعنی ہماری یہ ارواح زمانے کی گردشوں کی پیدا کی ہوئی ہیں، تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان کو واپس نہ دیں۔

فهذه الأرواح من جوه | وهذه الأجسام من تربه

ترجمہ:

سو یہ ارواح عالم بالا سے آئی ہیں اور ہمارے اجسام مٹی سے بنے ہیں تو ضروری ہے کہ ہر عنصر اپنی اصل کی طرف رجوع کرے۔

یہ ایک بہت معمولی سی چیز ہے جو صاحب نے متنبی کے ادبی سمندر سے لی تھی۔ اگر اس کی اور مثالیں لکھی جائیں تو یہ باب بہت مفصل ہو جائے گا۔

صاحب بن عباد متنبی کے انداز پر لکھنے والا تنہا شخص نہیں تھا بلکہ اس کے علاوہ اور شعراء نے بھی یہ انداز اختیار کیا، ان میں سے ایک ابو اسحٰق الصابی بھی تھا۔ اس نے اکثر جگہ اپنے کو متنبی کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی تھی۔ جس کی کافی مثالیں میں نے دی ہیں۔ ابو اسحٰق نے جو کچھ لکھا ہے اس میں سے ایک قسم تقریظ کی بھی ہے۔

"ایک نوجوان نے بھر پور جوانی میں تمام علم پر قابو حاصل کر لیا، خدا نے اس کو اس کم عمری میں ہی تمام فضیلتوں سے مالا مال کر دیا ہے اور اسی عنفوان شباب میں تمام صفات و کمالات عطا کر دئے ہیں۔ ان تمام صفات کی وجہ سے بڑھاپا کبھی اس کے دل پر غالب نہیں آ سکا اور وہ ہمیشہ ہی نوجوان رہا۔"

یہ مفہوم ابو الطیب کے بحر منسرح کے اس شعر سے لیا گیا ہے، حالانکہ معنی دوسرے ہیں لیکن نچوڑ وہی ہے ؎

لا يجد الخمر في مكارمه　　إذا انتشى خلة تلافاها

ترجمہ:

جبکہ وہ نشہ شراب سے مخمور ہوتا ہے تو شراب اس کے عطایا میں کوئی ایسی خصلت نہیں پاتی جس کا وہ تدارک کرے، یعنی وہ پینے سے پہلے ہم کریم ہے اور اس کا نشہ اس کو کریم نہیں بناتا ہے۔

یہ شعر بحتری کے بحر طویل کے اس شعر سے بہت متأثر ہے ؎

تكرمت من قبل الكؤوس عليهم　　فما اسطعن أن يحدثن فيك تكرما

اس سے پہلے شراب کے جاموں نے لوگوں کے اوپر بہت اثر کیا مگر وہ تمہارے اوپر کوئی اثر نہ ڈال سکی۔

جب ابو اسحٰق نے ابن معروف کو قاضی القضاۃ کا عہدہ پانے پر مبارکباد کا خط لکھا جس میں کہا کہ:

تمہارے لئے مبارکباد کی کوئی حد نہیں ہے کیونکہ اس عہدہ سے تمہیں عزت اور شہرت حاصل ہوگی اور لوگ تمہاری تعریف کریں گے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں تم کو پہلے سے بھی حاصل تھیں لیکن اب اگر کوئی تمہاری عزت کے در پے ہوگا اور تمہاری بدنامی اور برائی کرنا چاہے گا تو بھلا سے اس مقصد میں کامیابی نہ ہوگی۔

اس حصہ کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ... کہ اسی سلسلے میں ابو الطیب نے بحر کامل کا یہ شعر کہا ہے

فإذا ارادوا غاية نزلوا فوق السماء وفوق ما طلبوا

ترجمہ:

وہ لوگ ایسی قوم میں سے ہیں کہ ان کا مرتبہ آسمان سے اور ان کی خواہشیں بلند ہیں۔ سو وہ جب ایسے نہایت بلند امر کا ارادہ کرتے ہیں جس پر ان کی دسترس نہیں ہوتی تو وہ اپنے رفعت مرتبہ سے لوٹتے ہیں اور اس وقت وہ کام کرتے ہیں غرض وہ ہر غایت سے بڑھے ہوئے ہیں۔

اسی سلسلے میں ابو اسحاق نے آگے لکھا ہے کہ: جب ہمارے آقا اپنے وطن میں واپس آئے تو ایسا معلوم ہوا جیسے بے کار آدمی کو کام مل گیا یا کسی بنجر زمین پر بارش کے چھینٹے پڑ گئے۔

یہ تحریر ابو الطیب کے بحر متقارب کے اس شعر سے بہت متاثر ہے ؎

وعدت إلى حلب ظافراً كعود الحلي إلى العاطل

ترجمہ:

اور تو کامیاب ہو کر حلب کی طرف ایسے حال میں لوٹا جیسے کسی بے زیور شخص کو زیور پہنایا جائے یعنی تیرے لوٹنے سے شہر حلب میں رونق آگئی۔

جب صاحب اور ابواسحٰق جیسے نامور اور مشہور ادیبوں نے جو اپنے زمانے کے فصیح و بلیغ علماء میں شمار کئے جاتے تھے، متنبی کے انداز بیان پر لکھا ہے اور اس کا تتبع کیا ہے تو پھر دوسرے شعرا کا پوچھنا ہی کیا۔

کسی شاعر نے بحر طویل میں اس شعر میں کتنی اچھی بات کہی ہے ؎

ألا إن تحلی الشعر زینة کاتب ولکن منھم من یحل فیعقد

ترجمہ:

کاتب کے قلم کی زینت شعر کی مبہم باتوں کو واضح کرنا ہے لیکن ان لوگوں کو کیا کہا جائے جو واضح کرنے کی کوشش میں اسے الجھا دیتے ہیں۔

استاد ابوالعباس احمد بن ابراہیم الضبی بھی ان دونوں کے نقش قدم پر چلے، ثعالبی کہتے ہیں کہ میں نے استاد ابوالعباس کا ایک دلچسپ خط پڑھا تھا جو اس نے ابوسعید الشبیبی کو لکھا تھا:

میرے پاس شیخ الدولتین کا خط آیا وہ اپنے حسن میں باغ حزن[1] بلکہ جنت العدن کی طرح تھا۔ اس خط سے دلوں کو اتنی تقویت حاصل ہوتی تھی جتنی دیدۂ یعقوب کو قمیص یوسف سے حاصل ہوئی تھی۔

یہ بات ابوالطیب کے بحر بسیط کے شعر سے بہت مشابہ ہے ؎

کان کل سوال فی مسامعہ قمیص یوسف فی أجفان یعقوب

---

[1] غزنی، یوم کے مقام پر ایک باغ کا نام ہے۔

ترجمہ

ہر سوال اس کے کانوں میں ایسا لذیذ معلوم ہوتا ہے گویا کہ وہ سوال حضرت یوسف کی
قمیص حضرت یعقوب کی آنکھوں کے لئے ہے یعنی باعث سرور قلب و خنکی چشم۔

ابوبکر الخوارزمی نے ایک جگہ لکھا ہے کہ:

میں کیسے امیر کی مدح کر سکتا ہوں جبکہ ہواؤں میں اس کے اخلاق کی گونج ہے،
آسمان اور زمین اس کے ذکر سے لبریز ہیں، اندھے اس کو بغیر آنکھوں کے پہچان لیتے
ہیں اور بہرے اس کو بغیر کانوں کے سن لیتے ہیں۔

خوارزمی نے یہ مضمون ابوالطیب کے بحر منسرح کے ان اشعار سے لیا ہے ؎

تنشد اثوابنا مدائحه   بألسن مالهن أفواه

ترجمہ:

ممدوح کے خلعت جو وہ ہم کو عنایت کرتا ہے اس کی تعریف کے اشعار ایسی زبانوں
سے گاتے ہیں جن کے دہن نہیں یعنی اس کے خلعت بزبان حال اس کی تعریف
کرتے ہیں اور سب دیکھتے ہیں۔

إذا مررنا على الأصم بها   أغنته عن مسمعيه عيناه

ترجمہ:

جب ہم وہ خلعت پہن کر بہرے شخص کے رو برو گذرتے ہیں تو اس کی دونوں
آنکھیں اس کو اس کے دونوں کانوں سے بے پرواہ کر دیتی ہیں، کیونکہ وہ ہمارے
جسم پر ممدوح کے خلعت دیکھتا ہے تو اسے کانوں کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ابوبکر الخوارزمی نے لکھا ہے کہ:

زبانیں اتنی گھٹیا ہوگئیں کہ لوگ گونگوں پر حسد کرنے لگے، وہ اشعار کی وہ مٹی پلید
ہوئی کہ بہروں کی تعریف کی جانے لگی۔

اور اس کے مقابلے میں یہ ابو الطیب کا بحر بسیط کا شعر ہے ؎

کلا تبال بشعر بعد شاعرہ　　قد أفسد القول حتی أحمد الصمم

ترجمہ:

اور بعد شاعر ممدوح کے یعنی میرے کسی شعر کی پرواہ مت کر اور ان کے شعر مت سن کیونکہ بے شک ان کے قول ایسے بگاڑے گئے کہ بہرے پن کی تعریف کی گئی کہ اس کے سبب سامع اس کے سننے سے محفوظ رہتا ہے۔

یہ موضوع بہت وسیع و طویل ہے جس کے اوپر اتنی ہی بحث کافی ہے۔

اُن چند شعرا کے کلام کے نمونے جنھوں نے متنبیؔ سے خیالات چرائے

اس باب میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ابو الطیب کے اشعار سے شعراء نے کیسے چوری کی۔

(۱) متنبیؔ نے بحر وافر میں کہا ؎

وقد اخذ التمام البدر فیهم　　وأعطانی من السقم المحاقا

ترجمہ:

اور جب انھوں نے کوچ کیا تو ان میں پورا چودھویں رات کا چاند اپنے حسن و جمال کے سبب ہوگیا اور اس بدر نے بسبب بیماری عشق کے مجھ کو گھٹا دیا۔

ابو الفرج الببغاء نے اس معنی کو لے کر ایک نیا شعر بنا لیا اور بحر کامل میں کہا ؎

أولیس من احدی العجائب أننی　　فارقته وحییت بعد فراقه

ترجمہ:

یہ کوئی تعجب خیز بات تو نہیں ہے کہ میں اپنے محبوب سے جدا ہوگیا اور
جدائی کے بعد بھی زندہ رہا۔

یا من یحاکی البدر عند تمامه   أرحم فتی یحکیه عند محاقه

ترجمہ:

اور اے وہ (محبوب) جس کو بدر کامل سے تشبیہ دی گئی ہے اس نوجوان کے اوپر
رحم کر جو کہ تیرا ذکر کرتا ہے جبکہ وہ پریشانیوں میں گرفتار ہے۔

(۲) ابوالطیب نے بحر بسیط میں کہا ہے

قد علم البین منا البین أجفانا   تدمی، و ألف فی ذا القلب أحزانا

ترجمہ:

فراق یار نے ہماری خون آلود پلکوں کو ایک دوسرے سے جدا ہونا سکھا دیا کہ اب
چشم نہیں جھپکتی اور پلک سے پلک نہیں ملتی اور ہمارے اس دل میں غموں کو
بھر دیا ہے۔

مہلبی الوزیر نے اس معنی کو بحر طویل کے اس شعر بیان کیا ہے

تصارمت الأجفان منذ صرمتنی   فما تلتقی إلا علی عبرة تجری

ترجمہ:

میری پلکوں نے آپس میں قطع تعلق کر لیا اور وہ جب ملتی ہیں تبھی میری آنکھوں
سے کوئی آنسو گرتا ہے۔

(۳) ابوالطیب کا بحر طویل کا یہ شعر اس کے بہترین اشعار میں سے ہے

وکنت إذا یممت أرضاً بعیدة   سریت فکنت السر واللیل کاتمه

ترجمہ:

میں جب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے فاصلۂ بعید کا ارادہ کرتا تھا تو رات کا سفر کرتا تھا اور میں پوشیدہ مثل بھید کے تھا، اور رات رازدار یعنی بھید کی چھپانے والی۔

صاحب نے اُس کو بحر طویل میں کہا ؎

تجشمتها والليل وحف جناحه　　　كأني سر والظلام ضمير

ترجمہ:

میں نے اپنا سفر اس وقت شروع کیا جبکہ رات اپنے بازو پھیلائے ہوئے تھی گویا کہ میں ایک راز تھا اور اندھیرا اس کا چھپانے والا جس طرح راز دل میں ہوتا ہے ویسے ہی میں بھی اندھیرے میں چھپا ہوا تھا۔

(۴) ابوالطیب کا بحر وافر کا یہ شعر بھی اس کا بہترین شعر ہے ؎

لبسن الوشي لا متجملات　　　ولكن كي يصن به الجمالا

ترجمہ:

انھوں نے جامہائے منقش ریشمی بغرض حصول زینت نہیں پہنے کیونکہ ان کو زینت مصنوعی کی حاجت نہیں مگر بقصد اپنی خوبروئی وحسن چھپانے کے لئے پہنے ہوئے ہیں۔

صاحب نے اس کے لفظ ومعنی کو لے کر بحر طویل میں کہا ؎

لبسن برود الوشي لا لتجمل　　　ولكن لصون الحسن بين برود

ترجمہ:

وہ عورتیں کپڑے خوبصورتی کے لئے نہیں پہنے ہیں بلکہ وہ اسے اپنے حسن کو چھپانے کے لئے پہنے ہوئے ہیں۔

اس نے متنبی کے شعر کے ساتھ بعینہ وہی سلوک کیا جو خود متنبی نے عباس بن الاحنف

کے بحر کامل کے حسب ذیل شعر کے ساتھ کیا تھا ؎

والنجم فی کبد السماء کأنہ　　أعمی تحیر مالدیہ قائد

ترجمہ:

ایک ستارہ آسمان کے وسط میں اس طرح حیران و پریشان ہے جیسے کہ ایک اندھا بغیر راہبر کے کھڑا ہو۔

اس مضمون کو متنبی نے بحر منسرح میں یوں ادا کیا ہے ؎

مابال ھذی النجوم حائرۃ　　کأنھا العمی مالھا قائد

ترجمہ:

ان ستاروں کا بحالت حیرانی کیا حال ہے کہ اپنی جگہ سے ہلتے ہی نہیں گویا وہ نابینا ہیں جن کا ہاتھ پکڑ کر لے جانے والا کوئی نہیں ہے۔

یہ 'مصالتت' ہے یعنی اس نے اس کا مفہوم لے کر اپنا شعر وضع کر لیا، چوری نہیں ہے، لیکن تنقید میں یہ چیز چوری سے بھی زیادہ بری شمار کی جاتی ہے۔

(۵) ابوالطیب کا بحر بسیط کا یہ شعر اپنی نظیر آپ ہے ؎

سقاک وحیانا بک اللہ، إنما　　علی العیس نور والخدور کمائمہ

ترجمہ:

اے محبوبہ! خدا تجھ کو تر و تازہ رکھے اور ہم کو تیرے لطف سے زندہ رکھے اور معلوم ہوتا ہے کہ سفید اونٹوں پر معشوقات خوشبو اور صفائی میں مثل کلیوں کے سوار ہیں اور ان کے پردے غلافہائے شگوفہ کی طرح ہیں غرض جب ان کو شگوفہ کہا تو اس کی وجہ سے اس کے لئے تر و تازگی کی دعا دی۔

سری بن احمد نے اس شعر کے معنی لے کر اپنا شعر بنا لیا، ابن جنی نے کہا کہ جب سری نے مجھے ابوالفوارس سلامۃ بن فہد کی مدح کرتے ہوئے بحر منسرح کا وہ قصیدہ سنایا جس

کا شعر ہے ؎

حیاہ اللہ عاشقیہ فقد   أصبح ریحانة لمن عشقا

ترجمہ:

اللہ اسے اس کے چاہنے والوں کے لئے خوش رکھے اور وہ اپنے عاشقین کے لئے
ایک خوشبو بن گیا ہے، یعنی لوگ اس کے اوپر بری طرح فدا ہیں۔

تو میں نے یہ قصیدہ اس کے دیوان میں کہیں نہیں پایا۔ اس کے باوجود اس کا یہ شعر انتہائی حد تک شیریں ہے اور اس میں روح کی سی لطافت ہے۔

(۶) سری بن احمد نے ابوالطیب کے خیالات کو بہت زیادہ اپنایا ہے جیسے کہ اس نے بحر وافر کے شعر میں کہا ہے ؎

وخرق طال فیہ السیر حتی   حسبناہ یسیر مع الرکاب

ترجمہ:

یہ ایک ایسا راستہ ہے جس میں ہمارا سفر طویل ہو گیا اور ہم نے خیال کیا کہ
اس راستہ کا سفر کبھی بھی ختم نہیں ہوگا، اور یہ ہمیشہ مسافروں کے ساتھ چلتا رہے گا

یہ معنی ابوالطیب کے بحر طویل کے اس شعر سے لئے گئے ہیں ؎

یخدن بنا فی جوزہ وکأننا   علی کرۃ أو أرضہ معنا سفر

ترجمہ:

وہ شتر وسط میدان میں ہم کو تیز لے جاتے ہیں اور بسبب سرعت گویا ہم کرہ پر
سوار ہیں یا اس کی زمین ہمارے ساتھ چلتی ہے۔

(۷) سری نے بحر کامل میں کہا ہے ؎

واحلہا من قلب عاشقہا الھوی   بیتاً بلا عمد ولا اطناب

ترجمہ:

محبت عاشق کے دل میں حلول ہو گئی ہے۔ اور اس نے بغیر ستون اور رسیوں کے ایک گھر بنا لیا ہے۔

یہ شعر ابو الطیب کے بحر بسیط کے شعر سے بہت مشابہ ہے ؎

هام الفؤاد بأعرابية سكنت   بيتاً من القلب لم تضرب به طنبا

ترجمہ:

میرا دل ایک اعرابیہ پر مائل ہو گیا جو ایک دل کے گھر پر قابض ہے اور جس کے لئے اس نے طنابیں بھی نہیں کھینچی ہیں۔

(۸) سری نے بحر کامل میں کہا ؎

وأنا الفداء لمن مخيلة برقه   عندي وعند سواي من أنوائه

ترجمہ:

میں اس کے اوپر قربان جس کا خیال بجلی کی طرح چمک دکھا کر غائب ہو جاتا ہے اس کا خیال میرے اوپر ہی نہیں میرے علاوہ اور لوگوں پر بھی حاوی ہے۔

بیشک یہ شعر ابو الطیب کے بحر بسیط کے اس شعر سے بہت مشابہت رکھتا ہے ؎

ليت الغمام الذي عندي صواعقه   يزيلهن إلى من عنده الديم

ترجمہ:

کاش وہ ابر جس کی بجلیاں مجھ پر گرتی ہیں وہ ان بجلیوں کو اس شخص پر گرا دے جس پر باران کرم برابر برستے ہیں یعنی کاش یہ عتاب جو مجھ پر ہو رہا ہے ان لوگوں پر ہو جو کہ ممدوح کی سخاوت سے زیادہ مستفید ہوتے ہیں۔

(۹) ابو الطیب کا بحر وافر کا یہ بہترین شعر ہے ؎

فإن تفق الأنام وأنت منهم   فإن المسك بعض دم الغزال

ترجمہ

سو اگر تو تمام دنیا پر فائق ہے حالانکہ تو اسی کا اہل ہے تو اس میں کیا مضائقہ ہے

بےشک مشک ہرن کے خون کا ایک جزو ہے لیکن اس کے تمام جسم اور خون سے افضل ہے

پھر اس نے بحر وافر میں کہا ؎

وما أنا منهم بالعيش فيهم ولكن معدن الذهب الرغام

ترجمہ:

میں جو ان میں زندگی بسر کرتا ہوں ان کے میل کا نہیں ہوں بلکہ ان سے اعلیٰ اور افضل ہوں جیسے سونے کی کان کہ اس کا مولد مٹی ہے باوجود اس کے کہ وہ اس سے فائق واشرف ہے۔

ابوبکر الخوارزمی نے ان دونوں اشعار کا مفہوم لے کر قریب قریب ان ہی معنی میں بحر وافر کے اشعار کہے ؎

فديتك ما بدا إلى قصد حر سواك من الورى الا مبدا لی

ترجمہ:

میں تجھ پر قربان کہ کوئی بھی شریف آدمی مصیبتوں سے گھبرا کر میرے اور تیرے علاوہ کسی اور کی طرف قصد نہیں کرتا ہے۔

وانك منهم وكذاك أيضاً من الماء الغزائد والآلی

ترجمہ

تم ان میں اس طرح ہو جیسے پانی میں موتی اور جواہرات چھپے ہوئے ہیں۔

وتسكن دارهم وكذاك مكنى بمحاره والزمرد فی الجبال

ترجمہ:

اور تم ان کے گھروں میں اس طرح رہتے ہو جیسے کہ پہاڑوں میں ہیرے اور پتھر دونوں پائے جاتے ہیں۔

اس مفہوم کو متنبی نے بحر طویل کے حسب ذیل شعر میں کہیں سے کہیں پہونچا دیا ہے ؂

فإن یک سیار بن مکرم انقضی　　فانک ماء الورد إن ذھب الورد

ترجمہ:

سو اگر تیرا دادا سیار بن مکرم مرگیا تو اس کے فضائل تیری طرف منتقل ہو گئے کیونکہ تو عرق گلاب ہے، اگر گلاب جاتا رہا، یعنی تو اس کا خلاصہ ہے اور اس سے افضل ہے۔

(۱۰) متنبی نے بحر بسیط میں کہا ہے ؂

وان تکن تغلب الغلباء عنصرھا　　فإن فی الخمر معنی لیس فی العنب

ترجمہ:

اور اگر اس کی اصل و سرشت زبردست قوم تغلب سے ہے اور اس کے باوجود افضل ہے تو کیا تعجب ہے کیونکہ شراب میں ایک ایسی خوبی ہے جو انگور میں نہیں ہے باوجودیکہ انگور اس کی اصل ہے۔

ابو الفتح علی بن محمد البستی الکاتب نے اسی مفہوم کو بحر طویل میں یوں ادا کیا ہے ؂

ابوک حوی العلیا وانت مبرز　　علیہ اذا ما زفتہ قصب المجد

ترجمہ:

تمھارا باپ بہت اونچے درجہ پر تھا اور تم اس سے بھی زیادہ اونچے درجہ پر ہو اس وقت جبکہ شرافت میں مقابلہ کیا جائے۔

وللخمر معنی لیس فی الکرم مثلہ　　وفی النار نور لیس یوجد فی الزند

ترجمہ:

شراب میں وہ ذائقہ ہوتا ہے جو کہ انگور میں نہیں پایا جاتا اور آگ میں وہ روشنی ہوتی ہے جو کہ چقماق میں نہیں پائی جاتی۔

وخیر من القول المقدم ناعترف ۔۔۔ نتیجتہ والنحل یکرم لشھد

ترجمہ:

سابقہ باتیں حالانکہ اس قول سے اچھی نہیں ہیں لیکن تم کو تسلیم کر لینا چاہیئے
کہ ہر شہد کی مکھی جب سخاوت کرتی ہے تو شہد دیتی ہے۔

آگے اس نے بحر طویل میں کہا ہے

ابوک کریم غیر انک سابق ۔۔۔ مداه بلا ضیم علیه ولا ذیم

ترجمہ:

تمھارا باپ سخی تھا اور تم اس سے بھی زیادہ سخی ہو، لیکن اس سے اوپر بغیر عیب
لگائے ہوئے یعنی وہ بھی سخی تھا، اور تم بھی سخی ہو۔

فلا یعجبن الناس مما اقوله ۔۔۔ واقضی به فالغیث اشد من الغیم

ترجمہ:

پس لوگ اس بات پر تعجب نہ کریں جو میں نے کہا ہے کیونکہ بارش
بادل سے بھی زیادہ برستی ہے۔

ابو الطیب نے بحر وافر میں کہا ہے

وصرت اشک فیمن اصطفیہ ۔۔۔ لعلمی انہ بعض الانام

ترجمہ:

اب میرا یہ حال ہوگیا ہے کہ جس کو میں اپنا دوست بناتا ہوں، اس کی دوستی
میں شک کرتا ہوں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ بھی اسی دنیا کا آدمی ہے جس
میں مکر و فریب بھیل گیا ہے۔

ابوبکر الخوارزمی نے اسی مضمون کو بحر رمل کے شعر میں بیان کیا ہے

قد خلفناک بجنس ال ۔۔۔ نطن یا بعض الانام

ترجمہ:

اے انسان! ہم نے اپنے حسن خیال کی وجہ سے تیرے اوپر بہت ظلم کیا ہے

(۱۴) ابوالطیب نے بحر بسیط میں کہا ؂

أتى الزمان بنوه في شبيبته　　　فسرّهم وأتيناه على الهرم

ترجمہ:

ابنائے زمانہ سابق اس میں جب آئے تو زمانہ جوان تھا، سو اس نے انہیں خوش رکھا، ان کی مرادیں پوری کیں اور ہم اس میں اس کی حالت پیری میں آئے اس وقت اس کے پاس خوش کرنے کا سامان بسبب ضعف پیری نہ تھا۔

اس کو ابوالفتح نے اور زیادہ خوبصورت بنا کر بحر بسیط میں پیش کیا ہے ؂

لا غرو إن لم تجد في الدهر مخترفا　　　فقد أتينا بعيد الشيب والخرف

ترجمہ

کوئی تعجب خیز بات نہیں ہے اگر تم زمانے میں کسی بوڑھے پاگل کو دیکھو کیونکہ ہم زمانے میں بڑھاپے اور پاگل پن کے بعد آئے ہیں۔

(۱۳) ابوالطیب نے بحر طویل میں کہا ؂

هي الغرض الأقصى ورؤيتك المنى　　　ومنزلك الدنيا وأنت الخلائق

ترجمہ:

تیرا شرف انتہا درجہ کا مطلب ہے، جو اس میں پہونچ جاتا ہے اس کی ساری امیدیں پوری ہو جاتی ہیں، تیرا دیدار مجموعہ آرزوؤں کا ہے، تیرا گھر ساری دنیا ہے کہ اس میں اس کی ساری نعمتیں موجود ہیں اور تو تنہا تمام خلائق کے برابر ہے۔

ابوالحسن السلامی نے اس شعر کو بنا کر بحر طویل میں کہا ہے ؎

مباشرت آمالی ملیک ھوالوری ۔۔۔ ودار ھی الدنیا ویوم ھوالدھر

ترجمہ:

میری آرزوؤں نے مجھے اس بادشاہ کی طرف اشارہ کیا جو کہ اللہ کی ایک مخلوق ہے اور وہ اتنا بڑا ہے کہ گویا یہ دنیا اس کے لئے ایک گھر ہے اور یہ زمانہ ایک دن کے برابر ہے۔

(۱۴) ابوالطیب نے بحر خفیف میں کہا ؎

لم تزل تسمع المدیح ولکن ۔۔۔ صھیل الجیاد غیر النھاق

ترجمہ:

تو شاعروں سے اپنی مدح برابر سنتا ہے مگر گھوڑے کی آواز گدھے کی آواز سے اچھی ہے، یعنی میرے اشعار اور شاعروں کے اشعار پر ایسے فائق ہیں جیسے آواز اسپ آواز خر پر۔

ابوالقاسم الزعفرانی نے اس شعر کو اپنے الفاظ میں لے لیا اور اسے اور زیادہ بہتر بنا کر بحر خفیف میں کہا ؎

وتغنیک فی النداء طیور ۔۔۔ أنا وحدی منا بینھن الھزار

ترجمہ:

بہت سے پرندے تجھے اپنی آوازوں میں گانا سناتے ہیں لیکن میں اکیلا ان میں بلبل کی طرح ہوں۔

. . . . • • ● • • . . . .

ثعالبی کہتے ہیں کہ جب میں نے مختلف شعراء کی چوری کا پول کھولا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے کہ اس بات کا بھی ذکر کروں کہ خود متنبی نے بھی دوسرے شعراء کے کلام سے چوری کی ہے

قاضی ابوالحسن علی بن عبدالعزیز نے اپنی کتاب "الوساطة" میں لکھا ہے کہ انھوں نے اس سلسلے میں تحقیق کی تو پتہ چلا کہ متنبیؔ کے یہاں مسروقہ کلام تو ملتا ہے لیکن لوگوں نے اس سلسلے میں مبالغہ سے بہت کام لیا ہے۔

متنبیؔ کے سرقات

چند منتخب اشعار جن کا تعلق متنبیؔ کے شاعرانہ سرقہ سے ہے درج ذیل ہیں

(۱) مخلد الموصلی نے مخلع البسیط میں کہا ؎

یا منزلا ضن بالسلام　　　سقیت ریا من الغمام
ما ترك الدهر منك الا　　　ما ترك الشوق من عظامی

ترجمہ

اے گھر تو سلامتی کے ساتھ رہنے والا تھا لیکن جب بادلوں نے تیرے اوپر پانی برسایا تو زمانے نے تیرے اندر کچھ نہ چھوڑا، جیسے کہ شوق نے میرے اندر سوائے ہڈیوں کے کچھ نہ چھوڑا تھا۔

ابوالطیب نے اسی مفہوم کو اپنے الفاظ میں بحر بسیط میں یوں کہا ہے ؎

مازال كل هزيم الودق ينحلها　　　والشوق ينحلنی حتی حكت جسدی

ترجمہ:

ہمیشہ گرج کر برسنے والا بادل اس دیار کو لاغر و ضعیف کرتا رہا اور بیماریٔ عشق مجھ کو لاغر کرتی رہی یہاں تک کہ وہ دیار اضمحلال میں میرے جسم کے مشابہ ہوگیا۔

(۲) عمرو بن کلثوم کا بحر وافر میں شعر ہے ؎

فآبوا بالنهاب وبالسبايا　　　وأبنا بالملوك مصفدينا

ترجمہ:

وہ اپنے وطن لوٹ مار اور قیدی عورتوں کے ساتھ واپس آئے اور ان کے ساتھ بادشاہ کے بیٹے تھے جن کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں۔

ابوتمام نے یہی بات بحر بسیط میں زیادہ بہتر انداز میں کہی ہے ؎

إن الأسود أسود الغاب همتها　　يوم الكريهة في المسلوب لا السلب

ترجمہ:

جنگل کے شیر وہ شیر ہوتے ہیں جو کہ جنگ کے دن لوٹ مار نہیں کرتے ہیں بلکہ لٹے ہوئے لوگوں کے کام آتے ہیں یعنی ان کی مدد کرتے ہیں۔

ابوالطیب نے اس مفہوم کو بحر وافر میں کچھ زیادہ اچھے انداز میں بیان نہیں کیا ہے کیونکہ اس کے شعر میں نہب اور قماش کے ایسے معمولی الفاظ کا استعمال کئی بار ہوا ہے۔

ونهب النفوس من اهل النهب أولى　　بأهل المجد من نهب القماش

ترجمہ:

اور دشمنوں کے لشکر کی جانیں لوٹنا اہل شرف کو غارت اسباب سے زیادہ مناسب ہے، اسباب کا لوٹنا دون ہمت پر دلالت کرتا ہے اور قتل اعداء عالی ہمتی ہے

(۳) بشار ابن برد نے بحر طویل میں کہا ؎

كأن مثار النقع فوق رؤوسنا　　وأسيافنا ليل تهاوى كواكبه

ترجمہ:

مٹی کے ذرات ہمارے سروں پر اڑ رہے ہیں، گویا کہ ہماری تلواریں رات کی مانند ہیں جس میں ستارے تیزی سے گر رہے ہیں یعنی تلواروں کے چلنے سے مٹی اڑ رہی ہے۔

تلواروں کو نیزوں سے بدل کر ابوالطیب نے یہی مفہوم بحر کامل میں باندھا ہے ؎

وكأنما كسي النهار بها دجى　　ليلٍ وأطلعت الرماح كواكبا

ترجمہ:

سو گویا دن نکلا جب سیاہی غبار کے رات کی سیاہی کا لباس پہنا یا گیا ہے، اور نیزوں نے ستاروں کو طلوع کیا، یا نیزے ستارے بن کر نکلے، لوہے کی چمک کو غبار کی سیاہی میں نکلتے ہوئے ستاروں سے تشبیہ دی ہے۔

(۴) مسلم بن الولید کا بحر طویل کا شعر ہے ؎

أرادوا لیخفوا قبره من عدوه　　فطیب تراب القبر دل علی القبر

ترجمہ:

انھوں نے ارادہ کیا کہ وہ اس کی قبر کو اس کے دشمنوں سے چھپالیں تو قبر کی مٹی خود ہی اتنی اچھی تھی کہ وہ قبر کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

(۱) ابو الطیب نے اسے بحر وافر میں یوں ادا کیا ہے ؎

وما ریح الریاض لها ولکن　　کساها دفنهم فی الترب طیبا

ترجمہ:

اور یہ جو باغوں میں خوشبو ہے سو وہ ان کی نہیں بلکہ ان کی مٹی میں مدفون ہونے نے باغوں کو خوشبو کا لباس پہنا دیا ہے، یعنی یہ خوشبو تیرے بزرگوں کے مدفون ہونے نے ان کو عطا کی ہے۔

(۵) فرزدق نے بحر بسیط میں کہا ؎

وکنت فیهم کممطور ببلدته　　یسر أن جمع الاوطان والمطرا

ترجمہ:

اور میں ان میں ایسا تھا کہ جیسے اپنے شہر میں اس حالت میں ہوں کہ بارش ہوئی ہے اور لوگ جبھی خوش ہوتے ہیں جبکہ وہ اپنے وطن میں ہوں اور اس وقت بارش برس رہی ہو۔

ابو الطیب نے اس شعر کو بحر طویل میں یوں کہا ہے ؎

ولیس الذی یتبع الوبل رائداً   کمن جاءہ فی دارہ رائد الوبل

ترجمہ:

اور وہ شخص جو طلب باراں جائے اس شخص کی مانند نہیں جس کے گھر میں خود باراں آئے یعنی ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ گھر بیٹھے تیرے شرف ملازمت سے مشرف و مستسعد ہوئے۔

(۶) اور اسی قصیدہ میں متنبی کا ایک دوسرا شعر یوں ہے ؎

وخیل اذا مرت بوحش وروضۃ   أبت رعیہا الا ومرجلنا یغلی

ترجمہ:

اور ایسے گھوڑوں پر سوار ہو کر تیری خدمت میں حاضر ہوتے کہ جب وہ وحشی جانور اور چراگاہ کے پاس سے گزرتے تو گھاس نہ چرتے مگر جب کہ ہماری ہانڈیاں ان کے گوشت سے جوش کھاتیں یعنی وہ سفر سے نہیں تھکتے اور منزل پر پہونچ کر وحشی جانوروں کا شکار کرتے۔

اس کی ایک جھلک امرؤ القیس کے بحر طویل کے شعر میں ملتی ہے ؎

إذا ما رکبنا قال ولدان أھلنا   تعالوا إلی أن یأتی الصید نحطب

ترجمہ:

جب ہم سوار ہوتے ہیں تو ہمارے خاندان کے لڑکے کہتے ہیں آؤ ہم لکڑی لائیں جب تک شکار کیا جائے۔

(۷) ابو نواس نے بحر بسیط میں کہا اور کہا جاتا ہے کہ متأخرین میں یہ مدح کا سب سے بہترین شعر ہے ؎

وکلت بالدھر عیناً غیر غافلۃ   بجود کفیک تأسو کل ما جرحا

ترجمہ:

تم نے اپنی آنکھ کو پہرے دار بنایا جو کہ کبھی غافل نہیں ہوتی تھی، تمہارے ہاتھ کی بخششوں سے ہر زخمی کو وہ شفا دیتی ہے۔

ابوالطیب نے اسی مفہوم میں تشبیہ سے حسن پیدا کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ہے ؎

تتبع آثار الرزایا بجودہ　　تتبع آثار الأسنة بالفتل

ترجمہ:

وہ اپنی بخشش سے مصائب کی نشانیوں کو ڈھونڈھتا پھرا جیسا بذریعہ فتیلہ ہائے مرہم نشان زخم ہائے نیزوں کا تلاش کیا جاتا ہے، یعنی جس کا نقصان ہوا تھا اس پر اپنی عطا کا مرہم رکھ کر اسی کا علاج کیا۔

اور کسی عرب نے بحر طویل میں کہا ہے جو کہ ایک مشہور مثال بن گیا ہے ؎

إذا بل من داء به ظن أنه　　نجا وبه الداء الذی هو قاتله

ترجمہ:

اگر وہ کسی بیماری سے شفا پاگیا تو اس نے خیال کیا کہ اس نے نجات پائی حالانکہ وہی بیماری اس کے لئے قاتل ہوگئی ہے۔

ابوالطیب نے اس شعر کو لے کر اس سے کہیں بہترین انداز میں بحر وافر میں کہا ؎

وإن اسلم فما ابقى ولكن　　سلمت من الحمام إلى الحمام

ترجمہ:

اور اگر میں مرض سے بچوں تو بھی ہمیشہ نہیں رہوں گا کیونکہ موت کی ایک قسم سے دوسری قسم کی موت کے لئے بچا ہوں، یعنی جنگ میں مارا جاؤں گا۔

(۹) کسی رجاز نے بحر رجز میں کہا ہے ؎

هل تغلبنی واحد أقاتله　　سیم علی لباته سلاسله

سلاحہ یوم الوغی مکاحلہ

ترجمہ:

کیا میرے اوپر وہ شخص غالب آسکتا ہے جو لڑائی کے فن سے ناآشنا ہے اور ہرن کی طرح خوبصورت ہے، مزید برآں لڑائی کے دن اس کے پاس ہتھیار کے طور پر صرف اس کی سرمگیں آنکھیں ہیں۔

ابوالطیب نے بحر کامل میں اسی شعر کو اپنا کر تعریف کو مکمل کر دیا اور مقصد ظاہر کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

من طاعنی ثغر الرجال جآذر ومن الرماح دمالج وخلاخل

ترجمہ:

بعض نیزہ زن گردنوں کی دونوں ہنسلیوں کے بیچ کے گڑھے سے یعنی وہ محبوبائیں جو فراخی و سیاہی چشم میں ان کی مانند ہیں، اور ان کے نیزوں میں بازو بند اور پازیب ہیں یعنی اس طرح کہ محبوبات اپنے زیور کی خوشنمائی سے مردوں کے زخمہائے کاری لگاتی ہیں۔

ولذا اسم أغطیة العیون جفونها من أنها عمل السیوف عوامل

ترجمہ:

اور اس سبب سے تمام غلافہائے چشم ان کا جفون چشم ہے اس لئے کہ وہ تلواروں کا کام کرنے والی ہیں، جفن کے معنی پپوٹہ چشم کے اور غلاف شمشیر کے ہیں، یعنی پپوٹہ چشم کا نام غلاف شمشیر اس لئے رکھا جانے لگا ہیں جو اس میں سے نکلتی ہیں تلوار کا سا کام کرتی ہیں۔

(۱۰) ابو تمام نے بحر کامل میں کہا ؎

غربت خلائقه وأغرب شاعر فیه فأبدع مغرب فی مغرب

ترجمہ:

خدا کی مخلوق بہت عجیب ہے اور ان میں سب سے زیادہ عجیب وغریب شاعر ہے اور دونوں اپنے فن میں کمال کی انتہا تک پہونچ گئے۔

ابوالطیب نے اس شعر کو بحر خفیف میں کہا ہے ؎

شاعر المجد خدنہ شاعر لفظ ۔۔۔ کلانا رب المعانی الدقاق

ترجمہ:

تو مجد و شرف کے لئے بمنزلہ شاعر کے ہے کہ ان میں نئے نئے مضمون نکالتا ہے اور تیرا دوست یعنی میں الفاظ کا شاعر ہوں کہ تیری واقعی مدح کرتا ہوں اور ہم دونوں معانی دقیقہ کے مالک ہیں۔

(۱۱) ابن الرومی نے بحر طویل کے اس شعر میں کمال کر دیا ہے ؎

واحسن من عقد العقیلۃ جیدھا ۔۔۔ واحسن من سربالھا المتجرد

ترجمہ:

عورت کے ہار سے اس کی گردن بہتر ہے اور اس کے کپڑوں سے اس کی برہنگی زیادہ اچھی ہے۔

ابوالطیب نے اسی مفہوم کو بحر رجز میں یوں باندھا ہے ؎

درب قبح وحلی ثقال ۔۔۔ احسن منہ الحسن فی الاعطال

ترجمہ:

صوبہت سی بدصورتی اور زیور باعث گراں ہیں کہ اس سے عورت کا حسن بے زیور اچھا معلوم ہوتا ہے۔

(۱۲) عبیداللہ بن ظاہر نے بحر طویل میں کہا ؎

وجربت حتی لا اری الدھر مغربا ۔۔۔ علی الشیٔ لم یکن فی تجاربی

ترجمہ:

میں نے تجربہ کیا تاکہ زمانہ میرے اوپر کوئی تجربہ نہ کرسکے جو کہ میرے مقصد میں شامل ہیں۔

ابوالطیب نے اسی کو بحر خفیف میں کہا ہے ؎

قد بلوت الخطوب حلواً و مراً　　　وسلکت الأیام حزناً و سہلا

ترجمہ:

تو نے بیشک حوادث روزگار کا بحالت شیرینی و تلخی امتحان کیا ہے اور زمانہ میں تو سخت اور ناہموار اور نرم و ہموار راہ پر چلا ہے، یعنی سختی و نرمی زمانہ اور اس کا نشیب و فراز تو نے دیکھا ہے، اور تجھ کو سب معلوم ہے۔

وقتلت الزمان علما فما یغـ　　　رب قولا ولا یجدد فعلا

ترجمہ:

اور تو نے زمانہ کے احوال بخوبی معلوم کر لئے ہیں، سو وہ ایسی عجیب بات نہیں جس کو تو نہ جانتا ہو اور کوئی ایسا نیا کام نہیں جس کو تو نہ پہچانتا ہو۔

پھر اسی معنی کو دوبارہ بحر طویل میں کہا ہے ؎

عرفت اللیالی قبل ما صنعت بنا　　　فلما دھتنا لم تزدنی بہا علما

ترجمہ

میں حوادث زمانہ کا کہ وہ دوستوں میں تفرقہ انداز ہے قبل اس کی تفرقہ اندازی کے جو اس نے ہمارے معاملے میں کی عادی جانتا تھا، سو جب یہ مصیبت مجھ پر گزری تو اس نے میرے علم میں کچھ اضافہ نہیں کیا۔

(۱۰۱) ابن المعتز نے عبیداللہ بن سلیمان کو اس کے لڑکے ابو محمد کی تعزیت کرتے ہوئے اور ابوالحسین قاسم کے بچنے پر تسلی دیتے ہوئے بحر کامل یہ کہا جس کے دو اشعار مندرجہ ذیل ہیں۔

ولقد غبنت الدھر إذ شاطرتہ   بأبی الحسین وقد ربحت علیہ

ترجمہ:

اگر آپ نے زمانے سے ابوحسین کی زندگی کے لئے شرط لگائی تھی، تو آپ شرط جیت گئے ہیں۔

وأبو محمد الجلیل مصابہ   لکن یمنّ المرء خیر میدیہ

ترجمہ:

ابومحمد الجلیل کے اوپر مصیبت نازل ہوئی لیکن اس سے کوئی چھٹکارا نہیں ہے اور جو شخص بھی اس کی طرف جاتا ہے وہی پاتا ہے جو پہلے پاتا تھا۔

ابوالطیب نے اس معنی کو لے کر سیف الدولہ کو اس کی چھوٹی بہن کے انتقال کے موقعے پر تعزیت کرتے ہوئے اور بڑی بہن کے بچ جانے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بحرِ خفیف میں ایک مرثیہ لکھا ہے

قاسمتک المنون شخصین جورا   جعل القسم نفسہ فیک عدلا

ترجمہ:

موت نے تجھ سے دو شخصیتوں کو یعنی تیری دونوں بہنوں کو تقسیم کیا اور بڑی بہن کو تجھے دیا اور چھوٹی بہن کو اپنے حصہ میں لگایا، اور اسے مار دیا، یہ تقسیم جور اور نا انصافی کے طور پر تھی کیونکہ انصاف یہ تھا کہ وہ دونوں کو تجھے دیتا مگر اس جور نے اس نفس تقسیم کو تیرے حق میں عدل کیا کیونکہ اس نے تجھے زندہ چھوڑا اور تقسیم صرف بہنوں میں کی۔

فاذا قست ما أخذن بما غا   درن سری عن الفؤاد و سلی

ترجمہ:

اے سیف الدولہ جب تو اس چھوٹی بہن کا جس کو موت نے لیا اس بڑی بہن سے جس کو وہ چھوڑ گئی قیاس اور اندازہ کرے گا تو یہ قیاس تیرے دل کا غم لے جائے گا

اور تجھ کو تسلی دے گا کیونکہ تیری بڑی بہن زندہ ہے۔

(۱۴) ابوالطیب نے متأخرین کے برخلاف ابن المعتز کے اکثر اشعار کو ظاہر کئے بغیر اپنے الفاظ میں بیان کیا جیسے اس نے بحر بسیط میں کہا ہے ؎

وتکسب الشمس منک النور طالعة ‏ ‏ ‏ کما تکسب منها نورها القمر

ترجمہ:

آفتاب بحالت طلوع تجھ سے اکتساب نور کرتا ہے اور اسی لئے تمام جہان کو منور کر دیتا ہے ورنہ آفتاب میں یہ نور کہاں، وہ تجھ سے ایسا اکتساب نور کرتا ہے جیسا ماہتاب اس سے اس کا نور لیتا ہے۔

مندرجہ بالا شعر کا مفہوم متنبی نے ابن المعتز کے بحر سریع کے اس شعر سے لیا ہے ؎

البدر من شمس الضحی نوره ‏ ‏ ‏ والشمس من نورک تستملی

ترجمہ:

چاند کی روشنی سورج کی روشنی سے قائم ہے اور سورج تمہاری روشنی سے بھرا ہوا ہے۔

(۱۵) متنبی نے ابن المعتز کے ایک بہترین شعر کو بحر بسیط میں اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا ہے ؎

أزورهم وسواد الليل يشفع لي ‏ ‏ ‏ وأنثني وبياض الصبح يغري بي

ترجمہ:

جب میں اس کی زیارت کرتا ہوں تو رات کی تاریکی مجھے ڈھانک لیتی ہے پھر صبح کی سفیدی مجھے ظاہر کر دیتی ہے۔

ابن جنی نے کہا کہ جس وقت میں متنبی کا مذکورہ بالا شعر پڑھ رہا تھا اس وقت متنبی نے مجھ سے بیان کیا کہ کافور کے وزیر ابن حنزابہ نے اس بات کا پتہ چلانے کے لئے کرتے ہیں نے

مذکورہ بالا شعر کا مفہوم کہاں سے اڑایا ہے مجھ سے کہا کہ تمہارے مذکورہ بالا شعر کے ماُخذ کا پتہ چلانے کے لئے میں نے تمام کتابیں کھنگال ڈالیں اور تمام ادیبوں سے پوچھ ڈالا لیکن تمہارے ماُخذ کا پتہ نہ چل سکا۔

ابن جنّی نے کہا کہ پھر میں نے ابن معتز کا ایک مصرعہ پڑھا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ متنبی نے مذکورہ بالا شعر کا مفہوم کہاں سے اُڑایا ہے۔ متنبی کا پورا شعر اپنی تمام لفظی شان و شوکت اور حسن معانی کے ساتھ ابن معتز کے بحر بسیط کے اس مصرعہ کی نقل ہے ؎

فالشمس نمامة والليل قواد

ترجمہ:

سورج راز کھولنے والا ہے اور رات راز چھپانے والی ہے

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ متنبی نے اسے بالکل ہی نیا رنگ دے دیا، سب سے پہلا کام تو اس نے یہ کیا کہ ایک مصرعہ زیب و زینت دے کر ایک پورا شعر بنا دیا اور اس طرح اس کا حقدار ہوگیا، دوسری چیز یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ خود ابن معتز نے یہ مفہوم کسی اور شاعر کے یہاں سے لیا ہو اور متنبی کو ماُخذ کا پتہ چل گیا ہو، اور اس طرح اس نے اپنے دل و دماغ سے کام لے کر اسے ایک نیا انداز عطا کیا ہو، تیسری بات یہ ہے کہ متنبی نے اس شعر کو نئے معانی عطا کئے ہیں، اسے انوکھا بنایا ہے اور اسے ایک انفرادیت عطا کی ہے۔ متنبی کے الفاظ میں پائداری ہے اور اس کے طرز انداز میں ایک دلکشی ہے۔

خوبی کی بات یہ ہے کہ اس نے ایک ہی شعر میں چار ہم معنی الفاظ جمع کردیے ہیں۔ جس کی مثال ابھی تک نہیں ملتی، متنبی سے پہلے بحتری نے تین مرادفات اپنے شعر میں جمع کئے تھے جس کی لوگ ابھی تک تعریف کرتے ہیں۔ بحتری نے یہ شعر بحر بسیط میں کہا ہے

وامة كان قبح الجور يسخطها　　دهراً فأصبح حسن العدل يرضيها

ترجمہ:

ایک قوم ایک زمانے میں ظلم وستم پر ناراض ہو جاتی تھی لیکن اب اسے الفاظ نے
خوش کر دیا ہے۔
یہاں تک کہ ابوالطیب آیا اور اس نے اس میں الفاظ کی شیرینی بڑھا دی اور اسے
متوازن بنا دیا۔ اس کے بعض ہم عصر شعرائنے اگرچہ ایک ہی شعر میں پانچ ہم معنی الفاظ جمع کئے
ہیں لیکن اس کا مفہوم اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ پہلے والے دو اشعار بھی
سامنے نہ ہوں۔ مثلاً بحر طویل کے اشعار ہیں ؎

عذیری من الأیام مدت صروفها — إلی وجه من أهوی ید النسخ والمحو

ترجمہ:
زمانے کو میں کس طرح معاف کر دوں حالانکہ وہ اس پر مصیبتیں ڈالتا ہے جس سے
میں محبت کرتا ہوں۔

وشدت بوجهی طالعات أری بها — سهام أبی یحیی مسددة نحوی

ترجمہ:
زمانہ میرے سامنے خوبصورت چہرے لایا جن کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ میری طرف
تیروں سے نشانہ لئے ہوئے ہیں۔

فذاك سواد الخط ینهی عن الهوی — وهذا بیاض الوخط یأمر بالصحو

ترجمہ:
قسمت کی سیاہی مجھے محبت کرنے سے روکتی ہے اور بالوں کی سفیدی مجھے
میری عمر سے خبردار کرتی ہے۔

(١٦) ابن الرومی نے بحر طویل میں کہا ؎

أری فضل مال المرء داء لعرضه — كما أن فضل الزاد داء لجسمه

میں دیکھتا ہوں کہ آدمی کے مال کی زیادتی اس کی شرافت کے لئے بیماری ہے جیسے کہ کھانے کی زیادتی اس کے جسم کے لئے بیماری ہے۔

فلیس لداء العرض شیئ کبذ له ولیس لداء الجسم شیئ کحسمه

ترجمہ:

شرافت کی بیماری کا علاج مال کے خرچ کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور جسم کی بیماری کا علاج موت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

ابوالطیب نے اس شعر کا مفہوم لے کر بحر خفیف میں کہا ؎

یتداوی من کثرۃ المال بالإ قـ لال جودا کأن مالا اسقام

ترجمہ:

وہ کثرت اموال کا افلاس سے علاج آرزدے بخشش کرتا ہے گویا مال کو بیماری سمجھتا ہے، یعنی وہ مال کو اسی طرح دفع کرتا ہے گویا وہ بیماری ہے۔

مکررات متنبی

(۱) سیف الدولہ کے لئے بحر وافر میں کہا ؎

وانت المرء تمرضه الحشایا لهمته وتشفیه الحروب

ترجمہ:

اور تو ایسا بیدار جفاکش مرد ہے کہ تجھے نرم تکیے اس کی عالی ہمت کے باعث ایسے بیمار کر دیتے ہیں اور لڑائیاں اسے شفا بخشتی ہیں۔

متنبی کو ایک بار مصر میں بخار آگیا تھا اس پر اس نے بحر وافر میں یہ شعر کہا ؎

وما فی طبه أنی جواد أضر بجسمه طول الجمام

ترجمہ:

اطبیب کی طب میں یہ بات نہیں ہے کہ میں اس عمدہ گھوڑے کی مانند ہوں جس
کے جسم کو اس کے جائے بند ہونے سے ضرر پہونچایا ہو، یعنی میری بیماری
طول اقامت و عدم سفر سے ہے۔

(۲) بدر بن عمار کی مدح کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

لیت الحبیب الہاجری ہجر الکری　　　من غیر جرم و اصلی صلۃ الضنا

ترجمہ:

کاش وہ دوست جو مجھ کو بے جرم وقصور ایسا چھوڑ گیا ہے جیسا مجھ کو خواب نے
چھوڑ دیا ایسا میرے ساتھ رہے جیسے لاغری ہر وقت میرے جسم میں رہتی ہے۔

طاہر بن حسین کی بحر طویل میں مدح کی ؎

فیالیت ما بینی وبین أحبتی　　　من البعد ما بینی وبین المصائب

ترجمہ:

کاش جو دوری مجھ میں اور میرے دوستوں میں ہے وہ دوری مجھ میں اور مصیبتوں
میں ہوتی یعنی کاش میرے دوست مجھ سے ایسے پاس ہوتے جیسے مصیبتیں میرے
پاس ہیں اور کاش مجھ سے مصیبتیں ایسے دور ہوتیں جیسے بالفعل دوست میرے
مجھ سے دور ہیں۔

(۳) المغیث بن بشر العجلی کی مدح کرتے ہوئے بحر بسیط میں کہا ؎

إذا بدا حجبت عینیك هيبته　　　ليس يحجبه ستر إذا احتجبا

ترجمہ:

جب وہ ظاہر ہو تو اس کی ہیبت تیری دونوں آنکھوں کو چھپالے یعنی اس کی ہیبت کے
سبب تیری دونوں آنکھیں بند ہو جائیں اور حال یہ ہے کہ جب وہ حجاب میں ہو
تو کوئی پردہ اس کو نہیں چھپا سکتا ہے بسبب اس کی روشنی اور حسن مجسم کے۔

جب بدر بن عمار نے متنبی سے ملنے سے انکار کر دیا تھا تو اس نے بحر کامل میں یہ اشعار کہے تھے ؎

اصبحت تأمر بالحجاب لخلوة　　　هيهات لست على الحجاب بقادر

ترجمہ:

تو نے ایسے حال میں صبح کی کہ تو ملنے والوں کے روکنے کا حکم کرتا تھا ایک خلوت کے سبب، یہ امر نہایت بعید ہے کیونکہ تو اپنے حجاب پر قدرت نہیں رکھتا جیسے آفتاب چھپاں بھی ہوگا ظاہر ہوگا۔

من كان ضوء جبينه ونواله　　　لم يحجبا لم يحتجب عن ناظر

ترجمہ:

جس کا نور، پیشانی اور اس کی بخشش چھپائی نہ جا سکیں، وہ دیکھنے والوں سے کب پوشیدہ ہو سکتا ہے۔

فإذا احتجبت فأنت غير محجب　　　وإذا بطنت فأنت عين الظاهر

ترجمہ:

سو تو جب پردہ میں ہو جائے تو چھپا نہیں رہتا اور جب تو پوشیدہ ہو تو کھلم کھلا ہے۔

(۴) بحر متقارب میں لکھے ہوئے ایک قصیدہ میں متنبی بدر بن عمار کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے ؎

أمير أمير عليه الندى　　　جواد بخيل بأن لا يجودا

ترجمہ:

وہ ایک امیر ہے کہ سخاوت اس پر حاکم ہے اور وہ سخی ہے مگر ترک جود میں بخیل، ترک جود ہی اس کی غایت جود ہے۔

بحر وافر میں کہا ہے

أَلا إنَّ الذی أضحی أمیرا　　علی مال الأمیر أبی الحسین

ترجمہ

یہ جان لو کہ سخاوت امیر ابوالحسن کے مال کی وجہ سے دولت مند ہے۔

(۵) بدر بن عمار کی مدح کرتے ہوئے بحر متقارب میں کہا ہے

ومال وھبت بلا موعد　　وقرن سبقت إلیہ الوعیدا

ترجمہ:

اور بہت سے مال تو نے بے وعدہ بخشش دیے اور بہت سے ہمسروں کو
تو نے دھمکی سے پہلے مار ڈالا۔

متنبی نے قید خانہ سے سلطان کی مدح بحر متقارب میں لکھی، اس کا شعر ہے ہے

لقد حال بالسیف دون الوعید　　وحالت عطایاہ دون الوعود

ترجمہ:

دھمکانے سے پہلے اس کی تلوار آڑ ہو گئی اور وعدوں سے پہلے اس کی بخششیں
حائل ہیں یعنی ممدوح دھمکانے سے پہلے دشمنوں کو قتل کرتا ہے اور دوستوں کو وعدہ سے
پہلے بخشش دیتا ہے۔

(۶) کافور کی مدح بحر طویل کے اس قصیدہ میں کی ہے

وما رغبتی فی عسجد أستفیدہ　　ولکنھا فی مفخر أستجیدہ

ترجمہ:

اور میری رغبت زر میں کہ میں اس کو کماؤں نہیں ہے، ہاں میری رغبت مجد
جدید میں ہے یعنی عطایا سے ولایت میں۔

ابوالعشائر کی مدح کرتے ہوئے بحر وافر میں کہا ہے

فسرت إليك فى طلب المعالى　　وسار سواى فى طلب المعاش

ترجمہ:

سو میں تیری طرف بقصد اکتساب بلندی مراتب اور نہ چلا سوائے میرے اور لوگ بطلب معاش

(۷) سعید بن عبداللہ کی بحر بسیط میں مدح کی ؎

قد علم البین منا البین اجفانا　　تدمی وألف فی ذا القلب أحزانا

ترجمہ:

فراق یار نے ہماری خونہائے خونبار کو ایک دوسرے سے جدا ہوتا سکھا دیا کہ پلک چشم نہیں جھپکتی اور پلک سے پلک نہیں ملتی اور ہمارے اس دل میں غموں کو مرکب کر دیا۔

بحر متقارب میں ابو وائل کی رہائی پر خوشی ظاہر کرتے ہوئے کہا ؎

کأن الجفون علی مقلتی　　ثیاب شققن علی ثاکل

ترجمہ:

گویا میری پلکیں میری آنکھ پر ایسے کپڑے تھے جو زن فرزند گم کردہ کے بدن پر چاک کئے گئے، یعنی تمام شب انتظار یار میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، وہ پلک سے پلک نہ لگی

(۸) عبد بن عمار کی مدح کرتے ہوئے بحر متقارب میں کہا ؎

کأنک بالفقر تبغی الغنی　　وبالموت فی الحرب تبغی الخلودا

ترجمہ:

گویا تو بسبب فقر کے غنا کا طالب ہے اور بسبب لڑائی میں مرنے کے دوام و بقا کا خواہشمند ہے یعنی تو اس قدر رغبت سے بکثرت سخاوت کرتا ہے گویا

نقر، جو انجام کثرت عطا ہے تیرے نزدیک فنا ہے اور لڑائی میں مرنے کو حیاتِ جاودانی
سمجھتا ہے اس لئے سخت بے باکی سے لڑتا ہے۔

حسین بن اسحاق التنوخی کے لئے بحر طویل میں کہا ؎

کأنک فی الإعطاء للمال مبغض وفی کل حرب للمنیۃ عاشق

ترجمہ:

گویا تو کثرت بخشش کے سبب اپنے مال کا دشمن ہے اور ہر لڑائی میں موت کا
عاشق یعنی تیری سخاوت و شجاعت کمال کو پہونچی ہوئی ہے۔

(۹) بحر خفیف میں کہا ؎

الذی زلت عنہ شرقا وغربا ونداہ مقابلی ما یزول

ترجمہ:

سیف الدولہ وہ ہے کہ میں اس سے جدا ہو کر مشرق و مغرب میں پھرا مگر اس کی
بخشش میرے برابر رہی کہ کبھی جدائی نہ ہوئی (اور یہ اس لئے کہا کہ سیف الدولہ
نے اس کے پاس عراق میں ہدیہ بھیجا تھا)

پھر سیف الدولہ ہی کے لئے بحر طویل میں کہا ؎

ومن فر من إحسانہ حسدا لہ تلقاہ منہ حیثما سار نائل

ترجمہ:

جو شخص احسان سے دور بھاگتا ہے اور اس سے حسد کرتا ہے تو وہ اسے ہر جگہ
پالیتا ہے جہاں وہ جاتا ہے۔

(۱۰) ابوایوب احمد بن عمران کی مدح کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

فکأنما نتجت قیاما تحتہم وکأنما ولدوا علی صھواتہا

ترجمہ:

وہ گھوڑے ان سے ایسے مانوس ہیں اور وہ لوگ ان کے مزاج سے ایسے آشنا ہیں

اور سواری میں ایسے مشاق ہیں کہ گویا وہ گھوڑے بحالت قیام ان کے نیچے پیدا ہوئے ہیں اور گویا وہ سوار ان کی پشتوں پر پیدا کئے گئے ہیں۔

حسن بن عبید اللہ بن طغج کے لئے بحر طویل میں کہا ؎

وطعن غطاریف کأن أکفهم عرفن الردینیات قبل المعاصم

ترجمہ:

اور میں نیزہ زنی ایسے عمدہ سرداروں کی دیکھتا ہوں کہ گویا ان کی ہتھیلیوں نے تعویذوں سے پہلے نیزوں سے آگہی حاصل کی ہے یعنی یہ وصف ان کا خلقی ہے۔

(۱۱) مصر میں پھیلے ہوئے بخار کی شکایت کرتے ہوئے بحر وافر میں کہا ؎

جرحت مجرحا لم یبق منه مکان للسیوف وللسهام

ترجمہ:

اے تپ تو نے ایسے زخمی کو زخمی کیا کہ جس کے جسم میں کوئی جگہ تلواروں اور نیزوں کے لئے بھی باقی نہیں ہے وہ تو پہلے ہی سے سراپا زخمی ہے۔

سیف الدولہ کی ماں کا ماتم کرتے ہوئے بحر وافر میں کہا ؎

رمانی الدهر بالارزاء حتی فؤادی فی غشاء من نبال

ترجمہ:

زمانے نے میرے اوپر مصائب کے تیر مارے یہاں تک کہ میرا دل تیروں کے پردہ میں ہے یعنی میرے دل پر ہر طرف سے تیر لگ رہے ہیں اور میرا دل ان میں غائب ہے۔

فصرت إذا أصابتنی سهام تکسرت النصال علی النصال

ترجمہ:

سو میں ایسے حال میں ہوگیا کہ جب میرے تیر لگتے تھے تو تیروں کی نوکیں تیر وں کی

لوگوں پر گویا کہ ٹوٹ جاتی تھیں یعنی مصائب کے تیر اس کثرت سے گرتے تھے کہ میرا
دل ان میں غائب ہے۔

(۱۲) ابوعلی ہارون بن عبد اللہ الکاتب کی مدح کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

وشکیّی فقد السقام لأنه　　قد کان لما کان لی أعضاء

ترجمہ:

مجھ کو جسمانی بیماری کے جاتے رہنے کا شکوہ ہے کیونکہ وہ بیماری اس وقت تک تھی
جب تک میرے اعضاء باقی تھے جب بسبب صدمات محبت میرے اعضاء گھل گئے
تو بیماری بھی جاتی رہی۔

مصر کو چھوڑنے سے پہلے کافور کی ہجو کرتے ہوئے بحر بسیط میں کہا ؎

لم یترک الدهر من قلبی ومن کبدی　　شیئاً تتیمه عین ولا جید

ترجمہ:

زمانہ نے میرے دل و جگر میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا جس کو معشوقوں کی آنکھ اور
گردن اپنا غلام بنالے۔

(۱۳) مرعش شہر کی تعریف کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

تصد الریاح الهوج عنها مخافة　　وتفزع فیها الطیر أن تلقط الحبا

ترجمہ:

جو بادی ہوائیں اس بلند قلعہ سے باز رہتی ہیں یعنی وہاں بسبب خوف عدم وصلہ
ہیبت ممدوح نہیں جا سکتیں اور پرندے اس کی غایت ارتفاع کے سبب اس کے
اوپر کا بچا ہوا دانہ نہیں چن سکتے ہیں اور ان کے پر وہاں تک پرواز کی طاقت نہیں
رکھتے۔

کافور کی مدح کرتے ہوئے بحر بسیط کے قصیدہ میں کہا ؎

إذا أمّتها الرياح النكب في بلد فما تهب بها إلا بترتيب

ترجمہ:

جب اس کے شہر میں جو باری ہوا کسی شہر سے آتی ہے تو اس میں بسبب اس کی عظمت کے سیدھی چلنے لگتی ہے یعنی اس کی ہیبت کو انسانوں کا تو کیا ذکر ہے ہوا تک مانتی ہے۔

(۱۴) حسن بن عبید اللہ بن طغج کی مدح کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ۔

إذا ضوؤها لاقى من الطير فرجة تدور فوق البيض مثل الدراهم

ترجمہ:

جبکہ آفتاب کی روشنی کو پرہائے پرندگان میں کچھ سوراخ مل جاتا ہے تو وہ ان پر گول درہموں کی مانند نظر آتی ہے۔

عضد الدولہ کی مدح بحر وافر میں کی ۔

وألقى الشرق منها في ثيابي دنانيراً تفر من البنان

ترجمہ:

اور آفتاب نے اپنی شعاعوں سے میرے کپڑوں پر ایسے دینار بکھیرے جو انگلیوں سے بھاگتے تھے یعنی آفتاب کی روشنی کے گول داغ میرے لباس پر درختوں کے پتوں کے بیچ میں سے گذر کر دیناروں کی مانند پڑتے تھے مگر وہ انگلیوں میں مثل دینار رسمی کے نہیں ٹھہرتے تھے بلکہ انگشت کے لگنے سے اپنی جگہ سے جدا ہو جاتے تھے۔

ابو شجاع محمد بن اوس کی مدح کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ۔

واقتاد بکیت علی الشباب ولمتي مسودة ولماء وجهي رونق

ترجمہ:

اور میں نوجوانی پر بنیک اس زمانے میں بھی بطور قبل از مرگ واویلا روليا ہوں

جب میرے سر کے بال جو تاروش تھے سیاہ تھے اور میرے چہرے کی رونق بنی ہوئی
تھی اور شوق میرے طالب تھے ۔

حذاراً علیہ قبل یوم فراقہ　　　حتی لکدت بماء جفنی أشرق

ترجمہ :

میں جوانی کے زوال سے قبل اس کے فراق سے ڈرتا تھا، اب اس کے جانے سے
اس قدر رویا ہوں کہ قریب ہے کہ مجھ کو بسبب کثرت اشک اچھو آجائے اور
تھوک نہ نگلا جائے ۔

(۱۵) جبکہ عبداللہ بن خراسان نے اسے ہدیہ بھیجا تو اس نے بحر منسرح میں کہا ؎

هدیة ما رأیت مهدیها　　　إلا رأیت العباد فی رجل

ترجمہ :

یہ ایسا ہدیہ ہے کہ میں اس کے بھیجنے والے کو ایسے حال میں دیکھتا ہوں کہ تمام
بندگان خدا کے فضائل ایک شخص میں جمع ہیں ۔

بدر بن عمار کی مدح کرتے ہوئے بحر متقارب میں کہا ؎

احلماً نری أم زماناً جدیداً　　　أم الخلق فی شخص حی أعیدا

ترجمہ :

کیا میں خواب دیکھتا ہوں یا نیا زمانہ ہے یا تمام خلق جو پہلے مر گئی ہے ایک شخص
زندہ میں یعنی ممدوح میں لوٹا دی گئی ہے، خوبی زمانہ کو دیکھ کر تعجب کرتا ہے کہ
حسن روزگار جو میں دیکھتا ہوں خواب و خیال ہے یا واقعی زمانہ جدید ہے جو
پہلے نہ تھا یا تمام خلق ایک شخص زندہ کے جسم میں آگئی ہے کیونکہ اس میں تمام
خوبیاں جمع ہیں ۔

اسی طرح حسین بن اسحاق التنوخی کی مدح کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

هو الغرض الأقصى ورؤيتك المنى   ومنزلك الدنيا وأنت الخلائق

ترجمہ:-

تیرا شرلاذقبہ میرا انتہائی درجہ کا مطلب ہے جو اس میں پہونچ جاتا ہے اس کی ساری امیدیں پوری ہو جاتی ہیں اور تیرا دیدار مجموعہ آرزوؤں کا ہے اور تیرا گھر ساری دنیا ہے کہ اس میں اس کی ساری نعمتیں موجود ہیں اور تو تنہا تمام خلائق کے برابر ہے۔

دوبارہ اسی مضمون کو ابن العمید کی مدح کرتے ہوئے بحر کامل میں باندھا ؎

ولقيت كل الفاضلين كأنما   رد الإله نفوسهم والأعصرا

ترجمہ:

اور اس سے کیا ملا بلکہ سب فضلاء متقدمین سے ملا گویا خدا نے ان کی جانیں اور زمانے ممدوح میں لوٹا دیے۔

نسقوا لنا نسق الحساب مقدما   وأتى فذلك إذ أتيت مؤخرا

ترجمہ:

متقدمین ہمارے لئے مثل ترتیب حساب اولاد جمع کئے گئے اور ممدوح ان کے پیچھے آیا یعنی جیسے حساب کا دستور ہے اولاً وہ لوگ بتفصیل آئے اور جیسے حساب کے آخر میں میزان ہوتی ہے ایسا ہی تجھ میں متقدمین بالاجمال جمع ہیں۔

درحقیقت مذکورہ بالا شعر ابو نواس کے اس شعر کا چربہ ہے ؎

ليس على الله بمستنكر   أن يجمع العالم في واحد

ترجمہ:

ہم اللہ کی اس قدرت سے انکار نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ عالموں کو ایک جگہ میں جمع کر دے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

متی تخطی إلیہ الرجل سالمۃ　　　تستجمع الخلق فی تمثال الإنسان

ترجمہ:

جب ایک شخص بغیر گناہ کئے ہوئے صحیح و سالم خدائے تعالیٰ کے پاس پہونچے گا تو وہ تمام مخلوق کو اس شخص کی مثال بنا کر جمع کرے گا۔

(۱۶) سیف الدولہ کے لئے بحر بسیط میں کہا ؎

ذوالشجاع لیعد البخل من جبن　　　وھو الجواد لیعد الجبن من بخل

ترجمہ:

ممدوح ایک بہادر شخص ہے از بخل کو نامردی سمجھتا ہے اور شجاع نامرد نہیں ہوتا اور وہ ایسا سخی ہے کہ نامردی کو اقسام بخل سے جانتا ہے کیونکہ نامرد بخوف جان نامردی کرتا ہے یعنی جان دینے میں بخالت کرتا ہے۔

ابوالعساکر نے ایک بار راستے میں خیمہ لگایا تو لوگ اس کے بارے میں مختلف سوال کرنے لگے۔ متبنی نے اس کے لئے بحر منسرح میں کہا ؎

نعلت إن الفتی شجاعتہ　　　تریہ فی الشح صورۃ الفرق

ترجمہ:

سو میں نے ان کو جواب دیا کہ جوانمرد کی شجاعت کو بخل میں خوف کی صورت دکھاتی ہے یعنی بخل فقر سے ڈرتا ہے اور بہادر وہ ہے جو اس سے نہ ڈرے پس بہادر شخص بخیل نہیں ہوتا۔

یہ شعر ابو تمام کے بحر کامل کے اس شعر کا چربہ معلوم ہوتا ہے ؎

الیقنت أن من السماح شجاعۃ　　　تدمی وأن من الشجاعۃ جودا

ترجمہ:

مجھے یقین ہوگیا کہ سخاوت کرنا بہادری سے زیادہ بڑی چیز ہے اور سخاوت

بھی برادری کی ہی ایک قسم ہے۔

(۱۷) ابو شجاع عضد الدولہ کی مدح کرتے ہوئے بحر وافر میں کہا ؎

ومن أعتاض منك إذا افترقنا ؛ وكل الناس زور ما خلاكا

ترجمہ:

اور جب ہم جدا ہو جائیں تو میں کس کو تیرا عوضی سمجھوں، یعنی کوئی تیرا بدل نہیں ہو سکتا اور حال یہ ہے کہ تیرے سوائے سب لوگ دوستی میں جھوٹے ہیں، پس جھوٹا سچے کا بدل نہیں ہو سکتا۔

بحر خفیف میں اور زیادہ مبالغہ سے کام لیتے ہوئے کہا ؎

إنما الناس أنت ، وما النا ؛ س بناس في موضع منك خال

ترجمہ:

حقیقت میں آدمی وہ ہیں جہاں تو ہے اور جہاں تو نہیں ہے وہ بے حقیقت آدمی ہیں۔

(۱۸) سیف الدولہ کے لئے بحر طویل میں کہا ؎

إذا اعتل سيف الدولة اعتلت الأرض ؛ ومن فوقها والبأس والكرم المحض

ترجمہ:

جبکہ سیف الدولہ بیمار ہوتا ہے تو تمام زمین اور اہل زمین جو اس پر بستے ہیں اور رعب اور خالص کرم بیمار ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ سب مخلوق کا مربی ہے، اس کی بیماری سب کی بیماری ہے۔

بحر بسیط میں اسی کے لئے یہ شعر کہا ؎

وما أخصك في برء بتهنئة ؛ إذا سلمت فكل الناس قد سلموا

ترجمہ:

میں تیری صحت کی مبارکباد خاص تجھی کو نہیں دیتا بلکہ سب آدمیوں کو کیونکہ جب

تو سالم ہے تو سب سالم ہیں۔

(۱۹) اس نے کافور کی مدح میں بحرِ طویل کا یہ قصیدہ لکھا جس کے بعد ان دونوں کی ملاقات نہیں ہوئی ؎

تجاوز قدر المدح حتی کأنہ   بأحسن ما یثنی علیہ یعاب

ترجمہ:

ممدوح مدح کے اندازہ سے بڑھ گیا یہاں تک کہ جو عمدہ تعریف اس کی کی جاتی ہے وہ اس سے ایسی کمتر ہوتی ہے گویا اس پر عیب لگایا گیا ہو۔

عبداللہ بن یحییٰ البحتری کے لئے بحرِ بسیط میں کہا ؎

وعظم قدرک فی الآفاق أوھمنی   أنی بقلة ما أثنیت أھجوکا

ترجمہ:

اور تمام دنیا میں جو تو عظیم القدر ہے اس امر نے مجھ کو شبہہ میں ڈال دیا ہے کہ بیشک میں بسبب کمی تیری تعریف کے گویا تیری ہجو کر رہا ہوں کیونکہ میری مدح تیری شان کے لائق نہیں ہے۔

عضد الدولہ کو اس کی پھوپھی کی وفات پر تعزیت کرتے ہوئے بحرِ سریع میں کہا ؎

وکان من عدد إحسانہ   کأنہ أسرف فی سبہ

ترجمہ:

اور جو شخص اس کے احسان شمار کرتا تھا وہ اسی کو ایسا سمجھتا تھا کہ گویا اس نے نہایت درجہ کے دشنام دیئے، یعنی اس امر کو پسند نہیں کرتا تھا۔

یہ شعر بحتری کے بحرِ خفیف کے شعر سے بہت متأثر ہے ؎

جل عن مذھب المدیح فقد کا   د یکون المدیح فی ھجاء

ترجمہ:

ممدوح مدح کے طریقے سے بہت بلند ہے، اس کی مدح کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی

ہے اور قریب ہے کہ جب لوگ اس کی مدح کریں تو وہ ہجو ہو جائے۔

(۲۰) سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

علیم بأسرار الدیانات واللغی   لہ خطرات تفضح الناس والکتبا

ترجمہ:

وہ ممدوح اسرار دیانت اور مختلف زبانوں کو خوب جانتا ہے اور اس کے ایسے خیالات ہیں، جو لوگ یعنی علماء اور ان کے کتب کو کم قدر و خوار کرتا ہے یعنی اس کے خیالات ایسے ہیں جو اوروں کو نصیب نہیں ہوئے۔

ابو العشائر علی بن الحسین کے لئے بحر وافر میں کہا ؎

کأنک ناظر فی کل قلب   فما یخفی علیک محل غاش

ترجمہ:۔ گویا تو ہر دل کے احوال دیکھتا ہے سو تجھ پر بسبب فرط ذکاوت کے کسی آنے والے کا مرتبہ پوشیدہ نہیں رہتا یعنی تو ہر سائل اور اس کے مطلوب کو جانتا ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

وکل الظن بأسرار فانکشفت   لہ سرائر اھل السھل والجبل

ترجمہ:۔ اور اپنے صادق خیال کو لوگوں کے دلی ارادوں پر مقرر کر دیتا ہے یعنی ان کی ہدایت کے لئے، سو اس کو اسرار پوشیدہ دیسی اور کوہی باشندوں کو معلوم ہو جاتے ہیں یعنی وہ ذکی اور فہیم ہے، اپنے گمان صحیح کے ذریعہ سب کا حال جانتا ہے۔

بدر بن عمار کی مدح کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

فاغفر فدی لک واحبنی من بعدھا   لتخصنی بعطیۃ منھا أنا

ترجمہ:۔ سو تو میرا قصور معاف کر تجھ پر میری جان و مال قربان اور بعد عفو تقصیر مجھ کو بخشش عنایت کر تاکہ تو مجھ کو خاص ایسے عطیہ عطیہ بخشے کہ منجملہ اس کے میں خود ہوں یعنی جبکہ تو نے میرا قصور معاف کیا اور پھر عطا دی، تو تو نے مجھ کو ایسی عطا کے ساتھ خاص کیا کہ منجملہ اس کے میری جان ہے جس کو بسبب عفو تو نے مجھ کو بخش دیا ہے۔

بحر منسرح میں کہا ؎

لہ أیاد إلی سالفۃ   أعد منہا ولا أعددھا

ترجمہ:۔ ممدوح کے سابق احسان مجھ پر بہت ہیں، ان میں سے چند گنتا ہوں اور اس کا شمار کرنا ناممکن ہے اس لئے کل شمار نہیں کر سکتا۔

(۲۲) بحر خفیف کا یہ شعر اس کے اشعار میں بہترین مانا جاتا ہے ؎

خیر أعضائنا الرؤس ولکن   فضلتہا بقصدک الأقدام

ترجمہ:۔ ہمارے بہترین اعضاء سر ہیں کیونکہ وہ مجمع حواس و محل عقل ہیں مگر ان پر اقدام نے بسبب تیرے قصد کے فضیلت حاصل کی۔ کیونکہ ہم ان کے ذریعے سے تیری خدمت میں حاضر ہو گئے۔

اور یہی بات اس نے بحر متقارب میں کہی ؎

وإن القیام الذی حولہ   لتحسد أرجلہا الأرؤس

ترجمہ:۔ اور بیشک وہ گروہ جو ممدوح کے گرد ہیں البتہ ان کے سر اپنے پاؤں پر حسد کرتے ہیں کیونکہ پاؤں بسبب قیام خدمت ممدوح یا اس لئے کہ وہ اس زمین پر کھڑے ہیں جس پر ممدوح رونق افروز ہے ان کو سروں پر فخر ہے۔

(۲۳) سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے بحر طویل کے قصیدہ میں کہا ؎

وما الحسن فی وجہ الفتی شرف لہ   إذا لم یکن فی فعلہ والخلائق

ترجمہ:۔ چہرہ جوان جس میں حسن کا ہونا باعث اس کی شرافت کا نہیں ہوتا ہے جبکہ وہ حسن اس کے افعال اور خصائل میں نہ ہو یعنی خوبروئی وبے خوبی خصال قابل ستائش نہیں ہے۔

گھوڑے کا وصف کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

إذا لم تشاہد غیر حسن شیاتہا   وأعضائہا فالحسن عنک مغیب

ترجمہ:۔ اگر تم اس کی تیز رفتار اور اس کے اعضاء کے حسن کے سوا کچھ نہ دیکھا تو تم اس کی

خوبصورتی کے بارے میں کیا جانتے ہو۔

تقریباً یہی مفہوم اس نے بحر وافر کے اس شعر میں ادا کیا ہے

یحب العاقلون علی التصافی　　　وحب الجاھلین علی الوسام

ترجمہ:۔ عاقل لوگ صفائی محبت پر دوستی کرتے ہیں اور جاہلوں کی دوستی چکنی چپڑی صورتوں میں ہوتی ہے اور یہ امر غلط ہے کیونکہ ہر جمیل الصورت جمیل السیرت نہیں ہوتا۔

(۲۴) متنبی کا بحر خفیف میں ایک شعر ہے، جس کی تشریح شعراء نے الگ الگ انداز میں کی ہے

ذل من یغبط الذلیل لعیش　　　رب عیش أخف منه الحمام

ترجمہ:۔ وہ شخص ذلیل ہے جو ذلیل کی زندگی پر رشک کرے کیونکہ بہت سی زندگیاں ایسی ہوتی ہیں کہ موت ان سے تکلیف میں سبک تر ہوتی ہے، یعنی مرنا ان سے بہتر ہوتا ہے نوجوانی کے زمانے میں اس نے یہی بات بحر خفیف میں کہی تھی

عش عزیزاً أو مت وأنت کریم　　　بین طعن القنا وخفق البنود

ترجمہ:۔ بحالت عزت جیتا رہ یا درمیان زخم نیزوں کے اور حرکت جھنڈوں کے ایسے حال میں کہ تو عزیز و کریم ہو، ذلت میں جینا برا ہے۔

(۲۵) علی بن ابراہیم التنوخی کی مدح کرتے ہوئے بحر وافر میں کہا ہے

إذا مالم تسر جیشاً الیھم　　　اسرت إلی قلوبھم الھلوعا

ترجمہ:۔ جب تو دشمنوں کی طرف کوئی لشکر نہیں بھیجتا تھا ان کے دلوں کی طرف بے چینی بھیج دیتا ہے بحر خفیف میں کہا ہے

بعثوا الرعب فی قلوب الأعادی　　　فکأن القتال قبل التلاقی

ترجمہ:۔ انھوں نے اپنی ہیبت دشمنوں کے دلوں میں لڑائی سے پہلے بھیج دی سو گویا قتال مقابلہ سے پہلے ہو گیا۔

(۲۶) ابو الطیب نے بحر خفیف میں کہا ہے

ومعالٍ إذا ادعاها سواهم — لزمته خيانة السراق

ترجمہ:- ممدوح کے لئے ایسی بلند نامی کے کام ہیں کہ اگر ان کاموں کا کوئی اور دعویٰ کرے تو
اس پر جرم سرقہ ثابت ہو جائے۔

بحر کامل میں کہا ؎

مسكية النفحات إلا أنها — وحشية بسواهم لا تعبق

ترجمہ:- ان کی تعریف کی خوشبوئیں مانند مشک کے ہیں مگر یہ خوشبوئیں ایسی وحشی ہیں کہ ان کے
سوا اور پر خوشبو نہیں دیتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ان کی تعریف ایسی ہے کہ دوسرے
کی تعریف ویسی نہیں ہے۔

.... • ● • ....

اب میں ابوالطیب کے کلام کے کچھ محاسن کا ذکر کروں گا ؎

ومن ذا الذي ترضى سجاياه كلها — كفى المرء نبلاً أن تعد معايبه

ترجمہ:- وہ کون شخص ہے جس کی تمام صفات سے لوگ خوش ہوں آدمی کے لئے بس یہی کافی ہے کہ لوگ
اس کے عیوب اور برائیاں شمار کرتے رہیں۔

اس کے بعد میں اس کی خوبیوں کا ذکر کروں گا جو اس کی خامیوں پر پردہ ڈال دیں گی ؎

فحسن دراري الكواكب أن ترى — طوالع في داج من الليل غيهب

ترجمہ:- تم موتی جیسے ستاروں کا حسن دیکھو گے جب کہ رات کے گھپ اندھیرے میں وہ چمکتے ہوں

متنبی کے مطلعوں کی خامیاں

قصیدہ میں مطلع کی خوبی یہ ہے کہ اسے سنتے ہی الفاظ کا حسن، معنی کی شیرینی اور دلکشی
کانوں اور دماغ کو اپنے قابو میں کرے، اگر مطلع ایسا نہ ہو تو پھر سننے میں مزا نہیں آتا،
دماغ پر کوئی اچھا اور پائدار اثر نہیں پڑتا، دل پر کوئی کیفیت نہیں گزرتی، مطلع ہی پر
"اوّل الدن دردیّ" کی مثال صادق آتی ہے۔

ابوالطیب کے مطلعے عموماً کمزور اور پھسپھسے ہوتے ہیں بلکہ نقادوں کے بقول نہ تو وہ کانوں کو اپیل کرتے ہیں نہ دل کو۔

بحر کامل میں متنبی کا ایک مطلع ہے ؎

هذی برزت لنا فهجت رسیسا　　　ثم انصرفت وما شفیت نسیسا

ترجمہ :۔ اے محبوبہ تو ہمارے سامنے ظاہر ہوئی سو تو نے اس محبت کو جو شل تپ دل میں پوشیدہ تھی اور بڑھا دیا پھر تو لوٹی اور بقیہ جان کو شفا نہ دی یعنی وصل سے محروم رکھا۔

اس مطلع میں متنبی نے (هذی) کی علامت ندا کو حذف نہیں کیا حالانکہ نحوین کے نزدیک اس کا استعمال صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ 'رسیس' اور 'نسیس' کا بھی جو ذکر کیا ہے وہ بھی نحوین کے نزدیک غلط ہے۔

بحر منسرح کا ایک مطلع ہے ؎

أدکم بدیل من قولتی واها

ترجمہ :۔ میں اپنے واہ کہنے کے بدلے میں (وہ کہوں گا۔

بعینہ یہی حالت اس وقت ہوئی ہے جب کہ بچھو ڈنک مار دیتا ہے اور آدمی سن ہو جاتا ہے یا پہلی مرتبہ کسی بادشاہ سے گفتگو کرتے وقت یہی حالت ہوتی ہے۔

اس کے اور بھی مطالع ہیں جن میں الفاظ بہت پیچیدہ ہیں اور ترتیب مشکل ہے اور اس میں انوکھے معنی نہیں ملتے حالانکہ متنبی شعر کے بنانے میں بہت محنت کرتا تھا لیکن اس محنت کا فائدہ بہت کم اسے ملتا تھا۔ کیونکہ سننے میں اس کے اشعار بہت گراں ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ لوگ ایسے اشعار کو ناپسند کرتے ہیں۔

بحر طویل میں کہا ؎

وفاؤکما کالربع أشجاه طاسمه　　　بأن تسعدا والدمع اشفاه ساجمه

ترجمہ :۔ تمھاری وفا میرے گریہ کے شل اس منزل کہنہ حبیب کے ہے، لہذا ازاں وجہ شبہ بیان کرتا ہے کہ جیسا ان کھنڈروں نے بسبب اپنی کہنگی و ویرانی کے مجھے رلایا ہے

ایسا ہی میرے ساتھ تمھارے رونے نے مجھ کو اس غم سے شفا دی ہے۔

اسی طرح اس کے بحر طویل اس قصیدہ کا یہ مطلع ملاحظہ ہو جو اس نے بادشاہ کے سامنے درخواست ملاقات کے سلسلے میں پیش کیا تھا ؎

کفی بک داء ان تری الموت شافیا   وحسب المنایا ان یکن امانیا

ترجمہ:۔ تجھ کو اس قدر مرض کافی ہے کہ تو موت کو شافی سمجھنے لگے یعنی جب تیرا حال ایسا ہو جائے کہ تو تمنا موت کی کرنے لگے تو یہ نہایت شدت ہے اور موتوں کو یہ کافی ہے کہ وہ آرزوئیں ہو جائیں یعنی اس سے سختی اور مصیبت کیا زیادہ ہوگی کہ آدمی موت کی خواہش کرنے لگے۔

مطلع ہی میں اس نے بیماری، موت اور ہلاکت کا ذکر کیا ہے جس سے بادشاہ تو کیا عام لوگ بھی خوش نہیں ہو سکتے۔

صاحب نے بیان کیا کہ ایک دن استاذ الرئیس نے اشعار کے بارے میں کہا کہ قصیدہ کے لئے سب سے پہلے مطلع کا اچھا ہونا ضروری ہے، ابن ابوالشباب نے نئے روز کے دن مجھے اپنا بحر طویل کا قصیدہ سنایا جس کا پہلا شعر ہے ؎

اقبر وما طلت ثراک یدا لطل

ترجمہ:۔ اے قبر تیری مٹی تک ابھی بارش نہیں پہونچی ہے، یعنی اللہ کی رحمت ابھی تک نہیں ہوئی ہے۔

تو مجھے اس قصیدہ کی ابتدا قبر کی وجہ سے پسند نہیں آئی، مجھے اس کے شعر سے نفرت ہو گئی اور تمام دن طبیعت منغص رہی۔ پھر میں نے (صاحب) کہا کہ ابن مقاتل نے بھی یہی حرکت کی تھی جب اس نے الداعی کی مدح بحر رمل میں کی تھی ؎

لا تقل بشری ولکن بشریان   عزۃ الداعی ویوم المہرجان

ترجمہ:۔ ایک خوشی نہ کہو بلکہ دو خوشیاں کہو، الداعی کا نورانی چہرہ اور میلے کا دن

شعر میں، لا تقل، کو سن کر الداعی بہت غصہ ہوا، اور بولا اللہ کہیں کے خوشی

اور مسرت کے دن کی ابتدا ' لا تعقل ' سے کرتے ہو۔

صاحب نے کہا متنبی کے بعض قصائد کے عنوان لوگوں کو حیرت میں ڈال دیتے ہیں اور سننے والوں کو چکرا دیتے ہیں، اس کے اشعار کی بنیاد ایسے حساب پر ہوتی ہے جسے ریاضی نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ موسیقی کا حساب ہوتا ہے۔ جیسے اس نے بحر وافر میں کہا ہے

أحاد أم سداس في أحاد ـــ ليلتنا المنوطة بالتنادي

ترجمہ:۔ یہ بھاری بڑی رات جو قیامت سے ملی ہوئی ہے ایک ہے یا چھ ایک سے ملی ہوئی یعنی کل ہفتہ اور سارا زمانہ کیونکہ زمانہ ہفتوں سے مرکب ہے، ہر ہفتہ کے بعد دوسرا ہفتہ آتا ہے پس مراد ہفتہ سے تمام زمانہ ہے۔

اور یہ متنبی کا ایسا شعر ہے جس کو سمجھنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا گونگے کی یا دیہاتی جانور کی بولی کو سمجھنا مشکل ہے، اور یہ بات تو سوچی بھی نہیں جا سکتی کہ ممدوح اپنی مدح سنتے وقت اپنے کان بند کر لے لیکن اس نے الجھے ہوئے الفاظ اور گرے ہوئے معانی کی وجہ سے اپنے کان بند کر لئے۔ پھر ایسے اشعار کا نتیجہ کیا؟ اور اس سے حاصل کیا؟ زبان والوں اور معانی والوں نے متنبی کے الفاظ اور معانی میں بہت سی غلطیاں نکالی ہیں۔ یہاں تک کہ لوگوں نے ضرورت محسوس کی کہ اس کی طرف سے معذرت کریں اور صفائی پیش کریں۔

یہ چیز اتنی تفصیل سے ہے کہ اس کو یہاں نہیں بیان کیا جا سکتا ہے۔

اس کے اشعار کی ابتدا اتنی خراب ہوتی ہے کہ وہ سماعت پر بار گزرتے ہیں جیسا کہ بحر وافر میں اس نے کہا ہے

ملث القطر أعطشها ربوعا ـــ وإلا فاسقها السم النقيعا

ترجمہ:۔ اے جم کر برسنے والے بادل تو ان منازل سابقہ محبوبہ کو تشنہ رکھ اور ان پہ مت برس اور اگر تجھ کو ان کا تشنہ رکھنا منظور نہیں ہے تو ان کو گھلا ہوا زہر پلا دے۔

بحر کامل میں کہا ہے

أتلث فإنا أيها الطلل   نبکی و ترزم تحتنا الإبل

ترجمہ:۔ اے دیار یار کھنڈر ہم روتے ہیں اور ہماری سواری کے شتر روتے میں ہماری مدد کرتے ہیں، تو ہمارا تیسرا گریہ کرنے میں ہو جا، یعنی ہم اس غم سے روتے ہیں کہ بسبب رحلت احبار تیری رونق و زینت جاتی رہی، تو تو بھی رونے میں ہمارا شریک و ثالث بن جا۔

صاحب کے بقول اس کے عجیب و غریب مطلعوں میں سے وہ مطلع ہے جس میں اس نے سیف الدولہ کو ایک مصیبت کے موقع پر تسلی دیتے ہوئے بحر طویل میں کہا تھا ہے

لایحزن اللّٰہ الأمیر فإننی   لاخذ من حالا تہ بنصیب

ترجمہ:۔ اللہ تعالٰی امیر کو غمگین نہیں کرے گا کیونکہ میں اس کے مصائب میں حصہ بٹانے کے لئے تیار ہوں۔

صاحب نے کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ سیف الدولہ کیوں نہیں غمگین ہوتا ہے جبکہ متنبّی اس کی مصیبتوں میں حصّہ لگانے کو تیار ہے۔

اچھّے فقروں کے ساتھ ناقص کلمات

اس کے اشعار میں تفاوت کی کثرت، تناسب کی کمی، شعر کے پہلے اور آخری الفاظ میں فرق اور اشعار میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے، اس طریقہ کو وہ اکثر دہراتا ہے، اس بری عادت کی طرف بار بار پلٹتا ہے، انوکھے اور نادر الفاظ کے ساتھ کمزور اور گرے ہوئے الفاظ استعمال کرتا ہے، جب وہ اپنے کلام سے اچھے زیور بناتا ہے، خوبصورت ہار گوندھتا ہے، نفیس کپڑے بنتا ہے اور پھر اکڑ اکڑ کر اشعار کے باغیچے کی سیر کراتا ہے تو ہمارے سامنے اچانک اس کا کوئی شعر آجاتا ہے جس میں انوکھے استعارے، مشکل الفاظ یا الجھے ہوئے معانی استعمال کئے گئے ہیں۔

یا بے حد مبالغہ اور پیچیدگی ہوتی ہے، اس کے اشعار میں کمزور، ٹھنڈے اور بے جان الفاظ ہوتے ہیں، نامانوس الفاظ کی بندش ہوتی ہے جس کی وجہ سے خوبیوں پر پردہ پڑ جاتا ہے جس سے سننے والوں کی دلچسپی ختم ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ نقادوں کی تنقید کا نشانہ بن جاتا ہے۔ لوگ اس پر طنز کرتے رہتے ہیں۔ کسی شاعر کے بقول ؎ (بحر کامل)

أنت العروس لها جمال رائق　　　لكنها في كل يوم تصرع

ترجمہ۔ تو ایک ایسی دلھن ہے جس کا حسن بے مثال ہے لیکن لوگوں سے ہر وقت اس کا جھگڑا چلتا رہتا ہے۔

اور کچھ لوگ متنبی کی مثال اس شخص سے دیتے ہیں جو پہلے تو اچھا کھانا پیش کرے پھر فوراً ہی نقصان دہ کھانا اور خراب شراب پیش کر دے۔ یا اس کی مثال اس شخص جیسی ہے جو عود ہندی، مشک اصہب اور عنبر اشہب ایسے تین خوشبودار مسالوں کا دھواں دیتا ہے پھر فوراً ہی بدبودار ہوا چھوڑ دیتا ہے اور اس خوشبودار ماحول کو خراب کر دیتا ہے یا وہ ایسا مجنون عقلمند ہے جو نادر کلمات بولتا ہے، حکمت کی باتیں کرتا ہے اور پھر پاگل ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس کا سب سے صحیح قول یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتا ہے "مجھے معاف کر دو" کیونکہ طلب معافی خود معافی ہے اس طرز پر ابو الطیب نے بحر خفیف کا شعر لکھا ؎

أتراها لكثرة العشاق　　　تحسب الدمع خلقة في المآق

ترجمہ۔ اے مخاطب کیا تجھ کو محبوبہ ایسے حال میں دکھائی جاتی ہے کہ وہ بسبب اپنے عشاق کی کثرت کے خیال کرتی ہے کہ اشک گوشہ ہائے چشم میں مخلوق ہیں یعنی وہ چونکہ اپنے عاشقان زار بے شمار کو روتا دیکھتی ہے تو یہ سمجھتی ہے کہ اشک گوشۂ چشم میں ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اس قصیدہ کی ابتدا بے مثل ہے اور اپنے انوکھے معنی کی وجہ سے وہ منفرد ہے، پھر اس نے اس میں ایسے اشعار بھر دیے جیسے کوئی بھی عقلمند شخص اپنے قصیدے میں نہ کہتا ... [illegible]

کیف ترثی التی تری کل جفن   راءھا غیر جفنھا غیر راقی

ترجمہ:۔ وہ محبوبہ جس نے سوائے اپنی آنکھ کے ہر آنکھ کو اشکوں سے بہتا ہوا دیکھا ہے کیوں کر رحم کرے اس لئے کہ وہ سمجھتی ہے کہ اشکوں کے پیدا ہونے کی جگہ گوشہائے چشم ہے۔

بحر طویل میں اس کے اشعار ہیں ؎

لیالی بعد الظاعنین شکول   طوال ولیل العاشقین طویل

ترجمہ:۔ میری راتیں بعد کوچ دوستاں برابر ایک سی دراز ہیں اور اس کا تعجب ہی کیا ہے کیونکہ شب عاشقاں بسبب بیداری و انکار ہجراں ہمیشہ دراز ہوتی ہیں۔

یبنّ لی البدر الذی لا اریدہ   ویخفین بدراً ما الیہ وصول

ترجمہ:۔ شب ہائے ہجر مجھ کو رسمی چاند جس کو میں دیکھنا نہیں چاہتا ظاہر کرتی ہیں اور محبوبہ بدر مثال کو جس تک رسائی نہیں ہوتی مجھ سے چھپائی جاتی ہے۔

وما عشت من بعد الاحبۃ سلوۃ   ولکننی للنائبات حمول

ترجمہ:۔ اور میں بعد فراق دوستاں بوجہ تسلی و فراموشی احباب جیتا نہیں رہا مگر میں مصائب اٹھانے والا ہوں یعنی صرف شدائد ہجر کے اٹھانے کے لئے زندہ رہا ہوں۔

وما شرقی بالماء الا تذکرا   لماء بہ اھل الحبیب نزول

ترجمہ:۔ میرے گلے میں پانی اٹکنا یعنی اچھو آنا نہیں ہوتا ہے مگر بحالت یاد اس پانی کے جس پر دوست کا کنبہ فروکش ہے یعنی وہ پانی مجھ کو یاد آتا ہے اس کی حسرت اور حبیب کی یاد میں پانی گلے سے نیچے نہیں اترتا ہے۔

یحرمہ لمع الاسنۃ فوقہ   فلیس لظمآن الیہ سبیل

ترجمہ:۔ نیزے بہادر جو اس پر چمکتے ہیں لوگوں کو اس سے روکتے ہیں سو کوئی پیاسا اس تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔ یعنی کوئی محبوبہ تک نہیں پہونچ سکتا ہے اگر پہونچ بھی جائے تو اس کے محافظ بہت سے ہیں۔

اس قصیدہ میں اس نے نئے نئے معانی ایجاد کئے، آسان الفاظ لایا، لیکن چند ہی

اشعار کے بعد وہ اپنی پرانی عادت پر لوٹ آیا اور کہا ؎

أعزكم طول الجيوش وعرضها　　　على شرب للجيوش أكول

ترجمہ۔ کیا تمھارے لشکر کے طول وعرض یعنی کثرت نے دھوکے میں ڈالا ہے اس کا حال
سن لو کہ علی یعنی سیف الدولہ تمھارے لشکروں کو کھانے پینے والا ہے یعنی اس کے
روبرو تمھارے لشکروں کی کچھ حقیقت نہیں وہ سب کو ختم کر دے گا۔

إذا لم تكن لليث إلا فريسة　　　غذاه ولم ينفعك أنك فيل

ترجمہ:۔ کہ جب شیر کے لئے تو سوائے شکار اور کچھ نہ ہو تو وہ اس کو کھا جائے گا اور یہ امر تجھ کو
نافع ہوگا کہ تو ہاتھی ہے جب شکار کر لیا تو کیا چھوٹا اور کیا بڑا۔

اس نے ایک اور اونچا شعر کہا جو کہ ہمیشہ باقی رہے گا، اس شعر کے بارے میں صاحب کی
رائے ہے کہ ایسا باقی اور پائندہ شعر مشکل ہی سے کوئی ہوگا ؎

إذا كان بعض الناس سيفاً لدولة　　　ففي الناس بوقات لها وطبول

ترجمہ۔ جبکہ بعض لوگ یعنی تو دولت کی سیف ہوا تو اور لوگ تیری نسبت بگل یا نقارے ہیں یعنی
کچھ حقیقت نہیں رکھتے اور شارح عروضی کہتا ہے کہ بوق اور طبول سے مراد شاعر
لوگ ہیں جو اس کے فضائل کو شائع اور مشتہر کرتے ہیں۔

فإن تكن الدولات قسما فإنها　　　لمن ورد الموت الزؤام تدول

ترجمہ:۔ سو اگر فتح دولت کی کامیابی کی کوئی قسم ہے تو یہ دولت اس شخص کے حصہ میں ہے جو جنگ
کرکے بے صاحب فزائش ہونے کے اور بے تکالیف امراض اٹھانے کے موت عاجل سے
مرے، بہادر لوگ اس طرح کی موت کو نہایت پسند کرتے ہیں۔

صاحب کے خیال میں اگر متنبی ' دولات ' اور ' تدول ' کے ایسے الفاظ اپنے شعر
میں نہ لاتا تو زیادہ بہتر ہوتا۔

متنبی نے ایک قصیدہ موتی اور کنکر جیسی چھوٹی اور بڑی چیزوں کو ایک شعر میں جمع
کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

لكِ یامنازلَ فی القلوبِ منازلُ   أقفرتِ أنتِ وھنَّ منکِ أواھلُ

ترجمہ:- اے منازل محبوباں ہمارے دلوں میں تمہارے گھر ہیں تو تو محبوبوں سے خالی ہوگئی کیونکہ وہ یہاں سے کوچ کر گئے مگر دلہائے عاشقاں ان سے آباد ہیں یعنی ہمارے دل میں ہمیشہ ان کی یاد رہتی ہے۔

اس قصیدہ کی ابتدا معنی اور مفہوم کے لحاظ سے اچھی ہے ؎

وأنا الذی اجتلب المنیۃ طرفہ   فمن المطالب والقتیل القاتل

ترجمہ:- اور میں ہی وہ شخص ہوں کہ جس کی آنکھ نے بسبب نظارۂ محبوب اپنی موت بزور اپنی طرف کھینچ لی سو کس سے اس خون کا دعویٰ کیا جائے حالانکہ مقتول خود اپنا قاتل ہے

حالانکہ یہ شعر دعبل کے بحر کامل کے حسب ذیل شعر سے لیا گیا ہے ؎۔

لا تطلبا بظلامتی أحداً   طرفی وقلبی فی دمی اشترکا

ترجمہ:- میرے اوپر ہونے والے ظلم کا کسی کے اوپر الزام نہ لگاؤ کیونکہ میری آنکھ اور میرا دل دونوں ہی خون بہانے میں شریک ہیں۔

متنبی نے اس میں لطافت اور ملاحت کا اضافہ کیا پھر وہ قصیدہ کو پورا کرنے میں لگا رہا جس میں اس نے اچھی، بری، پسندیدہ، ناپسندیدہ سب ہی چیزیں جمع کردیں مثلاً ؎

ولذا اسم أغطیۃ العیون جفونھا   من أنھا عمل السیوف عوامل

ترجمہ:- اور اس سبب سے نام غلافہائے چشمان کا جفون چشم ہے اس لئے کہ وہ تلواروں کا کام کرنے والی ہیں، جفن کے معنی مژۂ چشم کے اور غلاف شمشیر کے ہیں، خلاصہ یہ کہ مژۂ چشم کا نام غلاف چشم اس لئے رکھا ہے کہ نگاہیں جو اس میں سے نکلتی ہیں تلوار کا سا کام کرتی ہیں

یہ شعر اپنے معنی کے لحاظ سے اور اونچا ہو جاتا اگر اس نے صحیح الفاظ کا انتخاب کیا ہوتا۔ پھر اس نے کہا ؎

کم وقفۃ سجرتک شوقاً بعد ما   غری الرقیب بنا ولج العاذل

ترجمہ:۔ تیرے لئے بہت سے ایسے توقف ہیں کہ کس نے تجھے شوق سے بھر دیا اس نے مجھے روک دیا کہ وہاں سے کہیں جانہ سکا یا اس نے مجھے والہ دشیدا کر دیا یا اس نے تیرے پھیپھڑے پر زخم لگایا بعد اس کے کہ رقیب مشتاق ملامت ہوا اور ملامت گر نے ملامت میں مبالغہ کیا۔

'سجو تلامٓ' کا استعمال اس شعر میں مستحسن نہیں ہے، اس کے معنی ہیں ' ملاتلامٓ ' (یہ 'ج' سے لکھا گیا ہے اگر 'ح' سے ہوتا تو 'سحو تلامٓ' ہو جاتا جس میں کوئی حرج نہیں ہے)

پھر اس نے ایک اور خوبصورت شعر کہا ؎

دون التعانق ناحلین کشکلتی ۔۔۔ نصب اُدقہما وضم الشاکل

ترجمہ:۔ بہت سے وقفے بے معانقہ کے ایسے حال میں تھے کہ ہم دونوں بسبب صدمۂ عشق لاغر تھے مثل دو شکل نصب کے جن کو کاتب نے بہت باریک پاس پاس لکھ دیا ہو کہ وہ باوجود نہایت قرب متعانق نہیں ہوتے۔

یعنی ہم دونوں قریب ہیں لیکن ہم سے ایک اور شخص بھی قریب ہے جو کہ ہمارا رقیب ہے پس ہم اسی کے خوف سے گلے نہیں ملے۔

اس کے بعد اس نے بہت بہترین انداز میں کہا ہے ؎

للہوا ومنۃ مترکا ٔنہا ۔۔۔ قبل یزودھا حبیب راحل

ترجمہ:۔ کھیل کے زمانے ایسی جلد گزر جاتے ہیں گویا وہ دوست کوچ کنندہ کے بوسے ہیں۔ جو بوقت رخصت بطور توشہ اپنے عاشق کو دیتا ہے گو وہ لذیذ ہیں۔ مگر سریع الزوال ہیں۔

جمد الزمان فما لذیذ خالص ۔۔۔ مما یشوب، ولا سرور کامل

ترجمہ:۔ زمانے نے سخت زوری کی سو کوئی چیز ایسی لذیذ نہیں ہے کہ جو مزا دے اور نہ ہی کوئی پوری خوشی ہے۔

حتی ابی الفضل بن عبداللہ رؤیتہ المنی وھو المقام الہائل

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ ابو الفضل ابن عبد اللہ کا دیدار لوگوں کی آرزوئیں ہیں اور اس کے رعب کے سبب یہ اس کا دیدار بھی محل خوف ہے یعنی اس کا دیدار گو لذیذ ہے مگر اس کی ہیبت دہاں بھی ہو جاتی ہے۔

ابن جنی روایت کرتے ہیں کہ یہ ایک انوکھی، شائستہ اور حسین بے اصولی ہے، جسے متنبی کے علاوہ کسی اور نے سپرد قلم نہیں کیا ہے، متنبی کہتا ہے کہ " اس کو دیکھنے کی مجھے تمنا ہے لیکن ہیبت میرے اوپر طاری ہے " پھر ابن جنی کہتا ہے کہ متنبی نے مختلف قسم کے اوصاف کو ایک ہی شعر میں جمع کر دیا ہے ؎

للشمس فیہ والریاح والسحا ب والبحار وللأسود شمائل

ترجمہ:۔ ممدوح میں اشیا رذیل کی خصلتیں موجود ہیں یعنی وہ نورانیت اور عموم فیض میں مثل آفتاب کے اور تصرف میں مثل ہواؤں کے اور کثرت جود میں مثل دریاؤں کے اور ہیبت شجاعت وقوت میں مانند شیروں کے ہیں یعنی اس کے منافع عام ہیں اور رعب تمام۔

پھر اس نے کہا ؎

ولدیہ ملعقیان والأدب المفا دو ملحیاۃ وحلمات مناھل

ترجمہ:۔ ممدوح کے پاس مال وادب موجود ہیں، اور زندگی کے دوستوں کے لئے اور مرگ کے دشمن کے واسطے گھاٹ تیار رہتے ہیں، ہر شخص جس کا مستحق ہوتا ہے وہی پاتا ہے۔

اس شعر کا لب لباب ابو تمام کے بحر منسرح کے شعر میں ہے۔

ناخذ من مالہ ومن أدبہ

ترجمہ:۔ ہم اس کے مال وادب میں سے لیتے ہیں۔

پھر کہا ؎

علامۃ العلماء واللج والذی لا ینتھی ولکل لج ساحل

ترجمہ:۔ وہ منجملہ علماء سب سے زیادہ عالم ہے اور سخاوت میں ایسا دریا کثیر الآب ہے جس کی حد نہیں اور دستور تو یہ ہے کہ ہر دریا کا کنارہ اور لنگرگاہ ہوتا ہے

مگر اس کے نہیں۔

لوطاب مولد کل حی مثلہ　　　ولد النساء وما لھن قوابل

ترجمہ:۔ اگر ہر زندہ کی ولادت مثل ممدوح کے طاہر و پاک ہو تو عورتیں بچے بے اعانت
دائیوں کے جو آلائش اطفال دور کرتی ہیں جنیں۔

قاضی ابوالحسن نے تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اگر پیدائش اچھی ہو تب بھی دایہ کی ضرورت رہے گی، اگر اس کی ضرورت نہ بھی پڑے تو کون سی اہم بات ہے، اور کون سا اس میں فخر ہے اور اس کو عزت کون سی مل گئی۔

پھر متنبیؔ نے اوسط معنی استعمال کرتے ہوئے کہا ؎

لیزد بنوالحسن الشراف تواضعا　　　ھیھات تکتم فی الظلام مشاعل

ترجمہ:۔ لائق ہے کہ اولاد اشراف حسن تواضع میں ترقی کریں کہ یہ امران کے لئے باعث اخفائے شرافت نہ ہوگا کیونکہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ تاریکیوں میں مشعلوں کے نور پوشیدہ ہو جائیں بلکہ زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔

ستروالندی ستر العزاب سفادہ　　　فبدا وھل یخفی الرباب الھاطل؟

ترجمہ:۔ اولاد حسنؓ سخاوت کو ایسا چھپاتی ہے جیسا کوا اپنی جفتی کو، سو وہ سخاوت ظاہر ہو گئی اور
چھپانے سے نہ چھپی اور کس طرح پوشیدہ رہتی کہ ابر بسیار بار کہیں چھپا رہتا ہے۔

پھر اس نے ان لوگوں سے جو اس سے حسد کرتے تھے عفتہ کرتے ہوئے کہا ؎

جفخت وھم لا یجفخون بھا بھم　　　شیم علی الحسب الأغر دلائل

ترجمہ:۔ ان کی خصلتیں ان پر فخر کرتی ہیں اور وہ ان پر فخر نہیں کرتے ان کے خصائل ان کے
حسب روشن کی دلیلیں ہیں یعنی شرافت آباء کی۔

یہاں وہ 'جفخ' سے غرور اور فضول خرچی کے معنی ظاہر کرنا چاہتا ہے پھر کہا ؎

یا افخر فان الناس فیک ثلاثۃ　　　مستعظم، أو حاسد، أو جاھل

ترجمہ:۔ اے ممدوح فخر کر کیونکہ لوگ تیرے معاملے میں تین قسم کے ہیں، یا تو تیری عظمت کرنے

والے ہیں، یا حاسد، یا تیرے علوئے قدر سے ناواقف۔

یعنی اے شخص فخر کر اور حرف ندا حذف کر دیا گیا ہے۔ اس شعر میں متنبیؔ نے فخر کرنے والوں کے خلاف بہت غصہ کا اظہار کیا ہے ؎

لا تجسر الفصحاء تنشد ههنا   شعرا، ولکنی الهزبر الباسل

ترجمہ:- تیرے حضور میں اور فصحاء کو ایک شعر پڑھنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ تو شعر فہم اور نکتہ گیر ہے مگر میں تو ایک شیر دلیر ہوں کہ تیرے روبرو قصیدہ پڑھ رہا ہوں اور بسبب جودت رہنے کلام کے اعتراض سے نہیں ڈرتا ہوں۔

پھر اس نے کتنی اچھی بات کہی جو مثال بن گئی ہے ؎

وإذا أتتك مذمتی من ناقص   فهی الشهادة لی بأنی کامل

ترجمہ:- اور جب تیرے روبرو کوئی ناقص آدمی میری ہجو کرے سو یہ میرے کامل ہونے کی عین گواہی ہے کیونکہ ناقص ہمیشہ فاضل ناپسند کرتا ہے کہ وہ اس کا غیر جنس ہے۔

ما نال أهل الجاهلیة کلهم   شعری، ولا سمعت بسحری بابل

ترجمہ:- اہل جاہلیہ یعنی ان شعراء نے جو قبل ظہور اسلام گزرے ہیں میرے سے شعر نہیں پائے اور نہ خود بابل نے میرا سا سحر سنا، دیکھنا تو اور ہے۔

پھر اس نے شعر میں مبہم الفاظ لاتے ہوئے کہا ؎

أما وحقك وهو غایة مقسم   للحق أنت، وما سواك الباطل

ترجمہ:- اور سن تیرے حق کی قسم اور یہ آخیر درجہ قسم کھانے والے کا یا قسم کا ہے البتہ حق تو ہی ہے اور تیرے سوا سب باطل ہیں۔

الطیب أنت إذا أصابك طیبه   والماء أنت إذا اغتسلت الغاسل

ترجمہ:- جب خوشبو تیرے جسم کو لگے تو تو اس کے لئے خوشبو کا کام دیتا ہے اور جب تو غسل کرے تو پانی تیرے جسم سے کسب طہارت کرتا ہے یعنی تو خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے اور پانی سے زیادہ پاک ہے۔

متنبی کو کلام پر پوری قدرت حاصل تھی، مذکورہ بالا شعر میں وہ کہتا ہے کہ خوشبو تو اس وقت خوشبو ہے جب وہ تیرے جسم سے مس ہو اور پانی اس وقت صحیح معنوں میں پانی ہوگا کہ جب تم اس سے غسل کروگے۔ یہ شعر کسی شاعر کے بحر خفیف کے شعر سے بہت متاثر ہے ؎

وتزید من طیب الطیب طیباً ۔۔۔ إن تمسیه أین مثلك أینا؟!

ترجمہ:۔ تم خوشبودار مٹی کو اگر چھو لو تو اسے بہت خوشبودار بنا دیتے ہو۔ پس تمہاری مثال کہاں پائی جاسکتی ہے؟

متنبی نے ایک قصیدہ بحر بسیط میں کہا جس کا پہلے بھی ذکر آچکا ہے ؎

قد علم البین منا البین أجفانا ۔۔۔ تدمی، وألف فی ذا القلب أحزانا

ترجمہ:۔ فراق یار نے ہماری جز ہائے خونبار کو ایک دوسرے سے جدا ہونا سکھا دیا کہ اب چشم نہیں جھپکتی اور پلک سے پلک نہیں ملتی اور ہمارے اس دل میں غموں کو مرکب کر دیا ہے۔

أملت ساعة ساروا أکشف معصمها ۔۔۔ لیلبث الحی دون السیر حیرانا

ترجمہ:۔ جب وہ قافلہ پر روانہ ہونے لگا جس میں محبوبہ تھی تو میں نے یہ امید آرزو کی کہ محبوبہ اپنا قدرانی بازو کھول دے یعنی ظاہر کر دے تاکہ قافلہ والے اس کی درخشانی دیکھ کر متحیراً کچھ توقف کریں اور میں ایک لحظہ اس کو اور دیکھ لوں۔

بالواخدات وحادیها وبی قمر ۔۔۔ یظل من وخدها فی الخدر خشیانا

ترجمہ:۔ اس ماہر رو پر شتران اور ان کے حدی خوان اور میں اپنی جان کو قربان کرتا ہوں تاکہ شتروں کے تیز چلنے سے پس پردہ ان کا سانس چڑھ جاتا ہے اور ہانپنے لگتی ہے اور دم پھول جاتا ہے کیونکہ وہ نازنین آرام طلب عادی سواری شتران کی نہیں ہے۔

خشیان "نادر الاستعمال ہے، کان اس سے مانوس نہیں ہیں اور دل اسے قبول کرنے پر تیار نہیں ہے۔ کہا جاتا ہے کہ جس شخص کا مذاق لطیف ہوتا ہے وہ لطیف الروح کہلاتا ہے اس وقت جبکہ وہ خوش ہوتا ہے۔ پھر متنبی کہتا ہے کہ جب اونٹ کو چاند کے پاس لایا جاتا

ہے تو اس کی روشنی سے اس کی آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ بعض ادیب اس لفظ کو 'خ' سے 'خشیتہ' روایت کرتے ہیں جس کی اصل 'خشیۃ' ہے۔

اس نے شعر میں حسن، لطافت اور شائستگی پیدا کرتے ہوئے کہا ؎

قد کنت أشفق من دمعی علی بصری　　فالیوم کل عزیز بعدکم ھانا

ترجمہ:- پہلے تو میں بسبب گریہ اپنی بینائی کے جانے سے ڈرتا تھا سو اب تمہارے فراق کے صدمے کے سبب ہر عزیز چیز ذلیل و بے قدر ہو گئی۔

پھر اس نے دیگر شعراء کے مقابلہ میں سواریوں کا وصف کرنے کا زیادہ ارادہ کیا اور ایسا ہی کیا اور صاحب کے خیال میں اس نے یہ بہت بُرا کیا۔ متنبیؔ کا شعر ہے ؎

لو استطعت رکبت الناس کلھم　　إلی سعید بن عبد اللہ بعرانا

ترجمہ:- اگر مجھ سے بن آئے تو تمام آدمیوں کو اونٹ بنا کر ان پر سوار ہو کر سعید بن عبد اللہ کے پاس چلا جاؤں۔

اس شعر کو سن کر صاحب نے کہا، لوگوں میں تو اس کی ماں بھی ہو گی تو کیا وہ اس پر سوار ہونا پسند کرے گا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممدوح اس بات کو پسند نہ کرے کہ تمام لوگ اس کے پاس جائیں۔ تو کیا زمین پر کوئی اس سے بھی گھٹیا بات کہہ سکتا ہے اور اس سے بھی زیادہ حقیر بات بیان کر سکتا ہے۔

اس کے بعد متنبیؔ نے ایک قیامت کی بات اپنے شعر میں کہی ؎

فالعیش أعقل من قوم رأیتھم　　عما یراہ من الأحسان عمیانا

ترجمہ:- ابنائے زمان پر شتروں کو ترجیح دیتا ہوں کہ اس قوم کے جن کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ طریق احسان سے جس کو ممدوح بخوبی جانتا ہے محض نابینا ہے شتر زیادہ سمجھدار ہیں پس مناسب ہے کہ ان پر سوار ہو کر سخاوت ممدوح دکھلاؤں۔

صاحب نے کہا متنبیؔ نے ممدوح کی مدح میں سخاوت سے کام لیتے ہوئے کہا ؎

إن کوتبوا، أو لقوا، أو حوربوا، وجدوا　　فی الخط واللفظ والھیجاء فرسانا

ترجمہ۔ اگر وہ لوگ انشا پردازی میں کسی سے موازنہ کئے جائیں یا بالمشافہ ملاقات کئے جائیں یعنی زبانی تقریر کی جائے یا وہ جنگ کئے جائیں تو وہ کتابت گفتگو اور جنگ میں شہسوار پائے جائیں گے۔

کان السنهم فی النطق قد جعلت علی رماحهم فی الطعن خرصانا

ترجمہ:۔ گویا ان کی زبانیں گویائی میں ایسی تیز ہیں جیسے ان کے نیزوں پر بوقت نیزہ زنی بھالیں یعنی ان کی زبانیں ایسی تیز ہیں جیسے ان کے نیزے۔

کانهم یردون الموت من ظما او ینشقون من الخطی ریحانا

ترجمہ:۔ گویا وہ لوگ موت کے گھاٹ پر ایسی رغبت سے اترتے ہیں جیسے پیاسا پانی پر اور نیزے خطی سے بوئے ریحان سونگھتے ہیں یعنی بہادر مشتاق موت رہتے ہیں۔

پھر کہا ؎

خلائق لو حواها الزنج لانقلبوا ظمی الشفاه جعاد الشعر غرانا

ترجمہ:۔ قوم ممدوح کی ایسی سرشت، نیک و پاکیزہ خصلتیں ہیں کہ اگر ایسے اوصاف زنگیوں میں پائے جائیں تو ان کے ہونٹ باریک مرغولہ دار اور روشن ہو جائیں یعنی زنگی باوجودیکہ زشت رو اور موٹے ہونٹ کے ہوتے ہیں مگر ان خصائل حمیدہ کے سبب محبوب الخلائق ہو جائیں یعنی ان کی زشت روئی کو ان کی نیک خصلتیں چھپا لیں۔

اس شعر پر اعتراض ہے کہ حبشی کے بال تو گھونگھر والے ہوتے ہی ہیں وہ کس طرح اپنے بالوں کو گھونگھر والا بنائے گا۔ نقادوں نے انھی باتوں کی وجہ سے متنبی پر اتنے اعتراضات کئے ہیں کہ ان کا احاطہ مشکل ہے۔

اور بہت ہی تعجب خیز امر ہے کہ یہ معنی اس کے بحر متقارب کے قصیدے میں پائے جاتے ہیں ؎

وَمَلْمُومَۃٌ سَیْفُہَا ثَوْبُہَا وَلٰکِنَّہٗ بِالْقَنَا مُخْمَلُ

ترجمہ:۔ اور ان کی آرزو کے پوری ہونے کے بجائے ایک ایسا انبوہ لشکر کا کہ جس کا لباس زرہ ہے مگر ایسی زرہ جو تیروں سے ڈھکی ہوئی ہے اس تک پہونچنے کا مانع ہے۔ پس ان کی کامیابی محال ہے۔

یفاجئُ جیشًا بہا حینہ وینذرُ جیشًا بہا القسطلُ

ترجمہ:۔ ممدوح اپنے لشکر مجتمع سے کبھی لشکر اعداء پر دفعتاً جا پڑتا ہے کہ وہ بسبب ہلاک دشمناں ہوتا ہے یعنی شب خوں مارتا ہے یا سخت اور سنگلاخ زمین پر سفر کرتا ہے جس میں غبار لشکر نہیں اٹھتا اور ان کی بے خبری میں ان کو جا مارتا ہے اور کبھی اپنے لشکر مذکورہ سے جس میں غبار ہوتا ہے دشمنوں کے لشکر کو ڈرا دیتا ہے اور وہ غبار لشکر دیکھ کر بھاگ جاتے ہیں یعنی روز روشن میں ان پر چڑھائی کرتا ہے، یا ایسی زمین پر جس سے غبار اٹھے سفر کرتا ہے۔

پھر اس نے اپنے کلام کو حسب ذیل شعر سے اور بھی بوسیدہ اور بے قدر بنا دیا۔

جعلتُ فی القلب فی شدۃ لأنکَ بالید لا تجعل

ترجمہ:۔ بیشک خدا نے اس دولت کو بلند کیا یعنی خلیفہ کو تجھ سے اے سیف الدولہ ایک شمشیر براں حاصل ہوگئی ہے، دولت سے مراد دولت خلافت ہے اگر یہ بات کوئی نوجوان طالب علم کہتا تو اسے بھی شرمندہ ہونا پڑتا۔

ناخوب الفاظ اور پیچیدہ معانی

متنبی نے اس عجیب وغریب طریقہ کو اپنا لیا ہے کہ وہ سیدھی بات کہنے کے بجائے ہمیشہ الجھی اور پیچیدہ باتیں کرتا ہے۔ اس طرح لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اور خود بھی گمراہ ہوتا ہے۔ لوگوں کو بھی تھکاتا ہے اور خود بھی تھک جاتا ہے اور کبھی اس بات کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو پاتا ہے۔ جیسے کہ اس نے اونٹنی کی تعریف میں بحر کامل میں کہا ہے ؎

فتبيت تسعد مستدأ فيتها　　إسئادها في المهمة الا الصابر

ترجمہ:- سودہ ناقہ ایسے حال میں شب گزارتی ہے کہ اس میں لاغری ایسی جلد اثر کرتی ہے جیسے وہ ناقہ اس دشت ناپید اکنار میں جلد دوڑتی ہے۔

یہاں متنبی کا مطلب ہے کہ اونٹ جب کسی زمین پر چلتا ہے تو اونٹ اور زمین دونوں ہی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں یعنی دونوں ایک دوسرے کی مثال ہیں۔

پھر اس نے مدح کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

أنى يكون أبا البرايا آدم　　وابوك والثقلان أنت محمد

ترجمہ:- تمام خلق کے باپ حضرت آدمؑ کیسے ہو سکتے ہیں حالانکہ تیرا باپ محمد ہے اور جمیع جن و انس تو ہے یعنی تو فضل و کرم کے سبب ان سب کے قائم مقام ہے اس صورت میں ابوالبریہ محمد ممدوح کا باپ ہوا۔

متنبی کے خیال میں آدم مخلوق کے باپ نہیں ہو سکتے کیونکہ محمد ممدوح کا باپ ہے اور وہ خود تمام جن و انس کا باپ ہے۔

اس نے ایک غزل میں بحر طویل میں کہا ؎

إذا عذلوا فيها أجبت بأنه　　حبيتا قلبي فؤادي هيا جمل

ترجمہ:- جب ملامت گر مجھے محبوبہ کے معاملہ میں ملامت کرتے ہیں تو میں ان کی گفتگو کی طرف التفات نہیں کرتا اور ان کے ردنے کا جواب دیتا ہوں یعنی سد پڑتا ہوں اور کہتا ہوں کہ اسے میری بڑی پیاری، اسے میرے دل، اسے جمل اب میری فریاد رسی کر اور مجھ کو رنج مفارقت سے نجات دے۔

یہاں اس نے 'یا حبیبتی' کہنے کے بجائے صرف 'حبیبتا' کہا ہے کیونکہ وہ لفظ کو کا بنانا چاہتا تھا اور تاکید کے لئے تین چار الفاظ ایک ہی معنی میں استعمال کئے ہیں جیسے بیبتا، قلبی، فؤادی جن کے معنی ایک ہی ہیں جیسے کوئی کہے اخی، سیدی، مولائی یا زید وأیا زید دھیا زید۔

اس کے اس قسم کے استعار کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جیسے کہ بحر طویل میں کہا ہے سہ

لسانی و عینی والفؤاد و ھمتی اود اللواتی ذا اسمہا منک والشطر

ترجمہ:- میری زبان، آنکھ، دل اور میری ہمت دوست ہیں ان قویٰ کے جو تجھ میں اس نام کے ہیں اور گویا تیرے نصف ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرے اعضائے شریفہ مذکورہ تیرے انہی اعضاء کو دوست رکھتے ہیں یعنی میری زبان تیری زبان کو اور میری آنکھ و دل و ہمت تیری آنکھ و دل و ہمت کے دوست و عاشق ہیں اور میرے اور تیرے اخلاق میں اس قدر مناسبت ہے کہ گویا میرے اخلاق تیرے اخلاق کے نصف ہیں یعنی ایک ٹکڑا تیرے اخلاق ہیں اور ایک ٹکڑا میرے اخلاق ہیں۔

بحر طویل میں کہا سہ

فتی ألف جزء رأیہ فی زمانہ أقل جزی بعضہ الرای أجمع

ترجمہ:- ممدوح ایک جواں مرد ہے کہ اس کی رائے کے اس کے زمانے میں ہزار ٹکڑے ہیں ان ہزار میں سے اقل ٹکڑے کا بعض وہ ہے جو سب لوگوں کی عقل کا مجموعہ ہے تو تمام لوگ اس کی عقل کے ہزارویں حصے کے بعض سے اپنی کارروائی کرتے ہیں۔

بحر کامل کا شعر ہے سہ

لو لم تکن من ذا الوری اللذ منک ھو عقمت بمولد نسلہا حواء

ترجمہ:-

اگر تو منجملہ اس مخلوق کے جو درحقیقت وہ تجھ سے ہی نہ ہوتا تو حضرت حوا اپنی نسل کی پیدائش سے بانجھ ہو جاتیں، درحقیقت وہ تجھ سے ہے کہ یہ معنی ہیں کہ دنیا اور مخلوق تجھی سے عبارت ہے کیونکہ تو سب سے افضل ہے اور باعث شرف انسان ہے اور بانجھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حضرت حوا تیرے ہی سبب اولاد والی شمار ہوتی ہیں ورنہ اور لوگوں کا وجود و عدم برابر ہے۔

متنبی کے الفاظ یہاں بہت کمزور ہیں، معنی صحیح نہیں ہیں، جب یہ کان میں جاتے

ہیں تب بھی دل کو نہیں چھو پاتے جب تک کہ دماغ کو بہت زیادہ نہ تھکادیں اور دل کو مکدر نہ کردیں، پھر بہت غور و فکر کے بعد اس کے مطلب سمجھ میں آتے ہیں (اگر وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوجاتا ہے تو بھی بہت تھکن اور محنت کے بعد کامیاب ہوتا ہے اور اس کامیابی سے فائدہ بھی بہت کم ہوتا ہے۔)

متنبّی کی شاعری میں لغت اور اعراب کے مبہمات

کہا جاچکا ہے کہ متنبی کے کلام کا دلوں پر اثر نہیں ہوتا حالانکہ اس بات پر اس کے حامی اس کی طرف سے معذرت کرتے ہیں اور اس کی طرف سے لڑتے ہیں لیکن بحر طویل کا یہ شعر اس بات کی واضح دلیل ہے ؎

فدی من علی الغبراء أولهم أنا لهذا الأبي الماجد الجائد القرم

ترجمہ:۔ اس برے کاموں سے بچنے والے شریف سخی سردار پر تمام روئے زمین پر رہنے والے قربان۔ سب سے پہلے میں کیونکہ وہ سب کا سردار ہے اور میرا سب سے زیادہ محسن ہے۔

عرب کبھی 'جائد' کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ 'رجل جواد' 'فرس جواد' اور 'مطر جواد' کہتے ہیں۔

بحر طویل میں کہا ؎

فلا حام شعر متصلن لدنه وأرحام مال لاتنی تتقطع

ترجمہ:۔ اس کے پاس ارحام یعنی قرابتیں شعر کی متصل ہوتی ہیں یعنی وہ شعر سنتا ہے اور اس پر صلہ نمایاں دیتا ہے تو گویا ممدوح اور شعر میں ایک تعلق حاصل ہوتا ہے مثل صلۂ رحم کے اور یہ بھی معنی ہوسکتے ہیں کہ وہ ہمیشہ اشعار مدحیہ سنتا

رہتا ہے اور بعض اشعار بعض سے متصل ہو جاتے ہیں جیسا بعض ارحام بعض سے متصل ہو جاتے ہیں اور اس کے ارحام مال ہمیشہ منقطع رہتے ہیں یعنی ان کو اکٹھا نہیں ہونے دیتے اور سائلوں کو دے ڈالتا ہے۔ گویا قطع رحم ہے۔

حالانکہ 'لدن' میں 'نون' پر عرب تشدید استعمال نہیں کرتے ہیں۔

بحر وافر کا شعر ہے۔

فقلایبد البعد من شرب الشمول ترنج الہند أو طلع النخیل

ترجمہ۔ تو سے نوشی سے بہت دور ہے اور تیرے سامنے یا تیری مجلس میں ترنج ہندی اور انگور درخت خرما موجود ہیں۔

عرب کے نزدیک 'اترنج' اور 'الترنج' ایسے الفاظ ہیں جن کے استعمال میں عام لوگ غلطیاں کرتے ہیں۔ صاحب نے کہا کہ 'میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اس کی ابتدا بہتر تھی یا اس کے معنی الزکھے تھے یا اس کا قول 'ترنج' زیادہ فصیح تھا۔

بحر کامل میں کہا ؎

بیضاء یمنعہا تکلم دلہا تیہا ویمنعہا الحیاء تمیسا

ترجمہ:۔ وہ گورے رنگ کی ہے کہ اس کا ناز بطور غرور اس کو کلام کرنے سے منع کرتا ہے اور اس کی شرم اس کو خراماں چلنے سے روکتی ہے۔

متنبی نے اس شعر میں 'أن' کو حذف کرنے کے باوجود 'تمیس' کو فتحہ دیا ہے

پھر بحر کامل میں کہا ؎

وتکذمت رکباتہا عن مبرک تقعان فیہ لیس مسکاً أذفرا

ترجمہ:۔ اور اس ناقے کے دونوں زانو ایسے نشست گاہ سے نرزگ محترز ہو گئے ہیں کہ وہ ایسی جگہ بیٹھیں جہاں مشک خالص نہ ہو۔

اس شعر میں اس نے پہلے 'رکبات' کا جمع میں استعمال کیا ہے اس کے فوراً بعد ہی 'تقعان' کا تثنیہ کے طور پر استعمال کیا، اس لئے یہ اس کے شعر کی سب سے بڑی کمزوری

ہے اور علم اعراب کے مطابق یہ بات صحیح نہیں ہے۔ بحر خفیف میں کہا ہے ؎

لیس إلاك یا علی ھمام　　　سیفہ دون عرضہ مسلول

ترجمہ۔ اے علی یعنی سیف الدولہ سوائے تیرے کوئی ایسا سردار یا ہمت نہیں ہے کہ اس کی شمشیر برہنہ اس کی آبرو کی محافظ ہے۔

بحر سریع کا شعر ہے ؎

لم تر من نادمت إلا کا　　　لا لسوی ودك لی ذاکا

ترجمہ۔ اے ممدوح تو نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ تیرے سوا محفل شراب میں میں نے اس سے ہم نشینی کی ہو اور یہ امر کسی اور سبب سے نہیں ہوا مگر اس سے کہ تو مجھ کو دوست رکھتا ہے اس لئے میں نے خاص تیری ہی ہم نشینی اختیار کی ہے۔

یہاں اس نے ضمیر کو 'یا إلا' سے ملا دیا حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے، اسے الگ ہونا چاہیئے تھا جیسے کہ اللہ تعالٰے نے قرآن شریف میں فرمایا ہے:

"ضل من تدعون إلا إیاہ"

بحر بسیط میں کہا ؎

لأنت أسود فی عینی من الظلم

ترجمہ:۔ بیشک تو میری آنکھوں میں ظلموں سے بھی زیادہ تاریک ہے۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

جللا کما بی فلیك التبریح

ترجمہ۔ جو شخص عشق میں مبتلا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی شدت و مصیبت ایسی ہو جیسی سخت محنت و مصیبت میری ہے۔

'یکن' سے 'نون' کا ہٹانا جبکہ اس سے پہلے الف و اللام، ہو نحویین کے نزدیک غلط ہے اس لئے کہ یہ کسرہ کی حرکت لاتا ہے اور جب اس کو ساکن کر دیا جائے تو ان کے حذف کر دینے سے حرف خفیف ہو جاتا ہے۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

لعظمت حتی لونکون امانتہ　　ماکان موتمنا بہا جبرین

ترجمہ:۔ البتہ تو ایسا عظیم القدر ہے کہ اگر تجھ کو بالفرض امانت کہا جائے تو ایسی بڑی امانت ہو کہ اس کا امانت دار جبرئیل امین بھی نہ ہو سکے باوجودیکہ وہ وحی الٰہی کا امانت دار ہے۔

صاحب نے کہا کہ 'جبرئیل' کے 'لام' کو 'نون' سے بدل دینا موت کے چہرے سے بھی زیادہ نفرت انگیز ہے۔ اور میں نہیں خیال کرتا کہ جبرئیل اس استعارے سے خوش ہوں گے یہ شعر بہت ہی خراب ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

حملت إليه من ثنائی حديقة　　سقاها الحجا سقی الرياض السحائب

ترجمہ۔

میں اس کے پاس اپنی زبان کا لگایا ہوا ایسا باغ لایا ہوں جس کو میری عقل نے اسی طرح پانی دیا ہے جیسے ابر باغوں کو تر کرتے ہیں۔ باغ سے مراد قصیدہ ہے۔

بے وزن اشعار

بحر طویل کا شعر ہے ؎

تفکرہ علم ومنطقہ حکم　　وباطنہ دین، وظاهرہ ظرف

ترجمہ:۔ اس کا تفکر علم ہے یعنی مسائل شرعیہ میں فکر کرتا رہتا ہے اور اس کی گویائی حکم دینا موافق شرع کے ہے اور اس کا باطن دین ہے اور اس کا ظاہر خوشروئی وخوش طبعی ہے۔

یہ شعر تقطیع سے گر گیا کیونکہ عرب کے نزدیک 'مفاعیلن' بحر طویل میں صحیح نہیں

ہے، اگر وہ صرف ایک مصرعے میں استعمال کیا جائے تب تو درست ہے ورنہ ٹھیک نہیں سمجھا جاتا اس کے بجائے 'مفاعلن، صحیح مانا جاتا ہے۔ صاحب نے کہا جب ہم اس کے بحر طویل کے اشعار کی تقطیع کرتے ہیں اور اس کا نئے اور پرانے شعراء سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہمیں اس کے ایسی غلطیاں دوسروں کے کلام میں نہیں ملتیں۔

قاضی ابوالحسن نے کہا کہ متنبیؔ نے بحر رمل کے اس شعر میں بھی یہی غلطی کی ہے ؎

إنما بدر بن عمار سحاب هطل فيه ثواب و عقاب

ترجمہ:۔ بدر بن عمار ایک برسانے والا بادل ہے کہ اس میں ثواب و عقاب دونوں ہیں یعنی جیسے بادل میں پانی، اولے اور بجلیاں ہوتی ہیں ایسے ہی ممدوح میں دوستوں کے لئے اسباب خیر اور دشمنوں کے لئے عذاب ہے۔

حالانکہ بحر رمل کی اصل ' فاعلاتن ' کے وزن پر ہوتی ہے لیکن اس نے اس اصول کو نہیں برتا۔ پورا قصیدہ اسی وزن پر لکھا گیا ہے لیکن ایک مصرعہ وزن سے باہر ہے۔ یہ مصرعہ 'فاعلن' کے وزن پر ہے جبکہ اسے ' فاعلاتن ' کے وزن پر ہونا چاہیئے تھا۔

بے چلن اور نامانوس الفاظ کا استعمال

اگر متنبیؔ متاخرین شعراء میں سے یا ان کا ہم عصر رہا ہوتا تو وہ انھیں کی طرح معروف و نامانوس الفاظ کا استعمال اپنے کلام میں کرتا لیکن وہ تو۔ فاکت اور لغویات میں ان سے بھی بڑھ گیا تھا۔ علاوہ ازیں وہ نامانوس، غیر مہذب اور عجیب وغریب الفاظ استعمال کرتا ہے بلکہ بعض وقت وہ اپنے متقدمین سے ان چیزوں میں زیادہ ہی بڑھ جاتا ہے اسی وجہ سے لوگوں نے اس کے کلام کی مخالفت کی ہے اور وہ تنقید نگاروں کے طنز وطعن کا نشانہ بن گیا ہے۔ ایسے غیر مہذب الفاظ کے استعمال کی مثال اس کے کلام میں بہت ہیں جنھیں وہ فنی طور سے خود بھی ناپسند کرتا ہے اور اس کے ہم عصر شعراء بھی اس کا استعمال نہیں کرتے مثلاً بحر وافر کے شعر میں کہا ہے ؎

وما ارضیٰ لمقلتہ بحلم　　اذا انتبہت توہمہ ابتشاکا

ترجمہ:۔ میں محبوب کی آنکھ کے واسطے ایسا خواب دیکھنا پسند نہیں کرتا کہ جب وہ جاگے تو اسے جھوٹا خیال کرے۔

'الابتشاک' جھوٹ کے معنی میں استعمال کیا ہے جسے کسی نئے یا پرانے شاعر نے استعمال نہیں کیا ہے خود متنبی کے کلام میں بھی اس شعر کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر یہ لفظ جھوٹ کے معنی میں نہیں آیا۔

بارش کی تعریف میں اس نے بحر وافر میں کہا ؎

لساحیہ علی الاجداث حفش　　کایدی الخیل ابصرت المخالی

ترجمہ:۔ وہ پراگندہ ابر لسبب شدت بارش کے زمین کو ایسا ادھیڑے جیسے گھوڑے کے پاؤں دانہ کے توڑوں کو دیکھ کر بسبب شدت رغبت دانہ کے۔

'الساحی' کے معنی ہیں: ادھیڑنے والا اور اسی لفظ سے 'مسحاۃ' بنا ہے کیونکہ وہ زمین کی ہر چیز کو مٹا دیتا ہے۔ 'الحفش' مصدر ہے۔ "حفش السیل حفشاً" اس موقع پر بولتے ہیں جب سیلاب کا پانی ہر طرف سے اکٹھا ہوکر ایک تالاب کی شکل اختیار کرلے۔

تلوار کی تعریف کرتے ہوئے بحر خفیف میں کہا ؎

ودقیق قذی الہباء انیق　　متوال فی مستو ہزھا تر

ترجمہ:۔ اور وہ جوہر مثل ذرہ کے باریک ہیں اور خوشنما ہیں بسبب چمک کے، پے درپے آنے والے ہیں اور بسبب آبداری کے اس میں شعاعوں کی موجیں آتی ہیں۔

'قذی' کے معنی مقدار ہیں۔ مثلاً "بینہما قید رمح وقذی رمح" یعنی ان دونوں کے درمیان نیزے کے بقدر فاصلہ ہے۔

بحر کامل میں کہا ؎

تطس الخدود کما تطس الیرمعا

ترجمہ:۔ وہ رخساروں کو ایسا کوٹتے اور ستاتے ہیں جیسے تم نرم پتھروں کو کوٹتے ہو۔

'تطسن' (تدق) یعنی کوٹنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے - اور 'یرمع' یعنی نرم پتھر - بحر کامل کا شعر ہے ؎

وإلى حصى أرض أقام بها بالناس من تقبيلها يلل

ترجمہ :- اور لوگ زمین کے ان سنگریزوں کی طرف مشتاق ہیں جن پر ممدوح مقیم ہے۔ یعنی اس کی زمین بوسی کے ایسے شائق ہیں کہ لوگوں کے دانت اس کو بوسہ دیتے دیتے چھوٹے اور اندر کی طرف بڑھے ہوگئے ہیں۔

'الیلل' ایسے دانتوں کو کہتے ہیں جو اندر کی طرف جھکے ہوئے ہوں۔ ثعالبی کہتے ہیں کہ میں نے یہ لفظ اس شعر کے علاوہ کسی اور شعر میں نہیں سنا۔

بحر کامل میں کہا ؎

الشمس تشرق والسحاب كنهورا

ترجمہ :- سورج چمک رہا ہے اور بادل کے بڑے بڑے ٹکڑے موجود ہیں (حالانکہ یہ دونوں چیزیں ایک ساتھ نہیں پائی جاتیں لیکن یہاں ممدوح کی تعریف مقصود ہے)

'الکنہور' کے معنی ہیں بادل کے بڑے بڑے ٹکڑے۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

وكيف أستر ما أوليت من حسن وقد غمرت نوالا أيها النال

ترجمہ :- اور جو تو نے مجھ کو براہ کرم عنایت کیا ہے، اس کو میں کس طرح چھپالوں حالانکہ اے کثیر العطا تو نے مجھ کو بخشش میں چھپا لیا ہے۔

'النال' (معطی) دینے والے کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔

صاحب کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص فصاحت و بلاغت پر قدرت رکھنے کے باوجود غیر فصیح اور نامانوس الفاظ کا استعمال کرے تو اس کی مثال اس ناجائز بچے کی ہے جو صرف دودھ پر پلتا ہے اور اسے تہذیب و تمدن کی ہوا بھی نہیں لگتی۔

بحر طویل میں کہا ؎

أيفطمه التوارب قبل فطامه ويأكله قبل البلوغ إلى الأكل

ترجمہ:- کیا اس بچے کا قبل اس کے دودھ چھٹنے کے قبر کی مٹی اس کا دودھ چھڑا دے اور اس سے پہلے کہ وہ کھانے لگے تو مٹی اسے کھا جائے یعنی ایسا ہونا افسوس کا مقام ہے اور یہ شعر اس شخص کے لائق نہیں ہے کہ جو گاؤں کا بچہ ہو اور بچوں کا استاد ہو۔

'أرض' کی جمع متنبی نے نامانوس استعمال کی ہے اس کی مثال بحر وافر کے حسب ذیل شعر میں ملتی ہے ؎

أروض الناس من ترب وخوف وأرض أبي شجاع من أمان

ترجمہ:- اور بادشاہوں کی زمینیں مٹی اور خوف سے مرکب ہیں چونکہ وہ سرزمینیں خوف سے کبھی خالی نہیں ہوتیں لہذا خوف کو ان کے اجزائے اصلیہ کی مانند شمار کیا اور زمین سلطنت ابوشجاع کی امن سے ہے، خلاصہ یہ ہے کہ اس کی مملکت میں کوئی کبھی فساد نہیں کر سکتا ہے۔

'لغت' کی جمع کے سلسلے میں اس کا بحر طویل کا شعر ہے ؎

عليم بأسرار الديانات واللغى

ترجمہ:- وہ علوم دین اور علوم لغی (لغة) کا ماہر ہے۔

'أخ' کی جمع میں بحر خفیف کا شعر ہے ؎

كل آخائه كرام بني الدنيا

ترجمہ:- اس کے سب آشنا (بھائی) صاحب دنیا ہیں۔

صاحب نے کہا کہ اگر کلام واضح نہ ہو تو تنقید نگار اپنے حسب منشا تنقید کرتے ہیں اور اس کے خلاف آوازیں بلند کرتے ہیں۔

قد سمعنا ما قلت في الأحلام وأنلناك بدرة في المنام

ترجمہ:- جو تو نے خواب میں دیکھا وہ ہم نے سنا اور ہم نے تجھ کو ایک ہزار کا توڑا خواب ہی میں دے دیا یعنی بطور صلہ کے۔

رکیک اور گھٹیا الفاظ کا استعمال

عام اور بازاری الفاظ اور ان کے معانی

بحر طویل کا شعر ہے ؎

رمانی خساس الناس من صائب استه　　　واخر قطن من یدیه الجنادل

ترجمہ: ذلیل لوگوں نے میرے اوپر طعنوں کے تیر مارے سو ان میں بعض تو ایسے ہیں کہ ان کے تیر ان کے سرین تک پہونچتے ہیں یعنی وہ طعن انھیں پر منقلب ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ وہ مجھ پر کچھ اثر نہیں کرتے اور وہ ایسے کمزور ہیں کہ ان کے ہاتھ کے پتھر مانند روئی کے نرم اور بے اثر ہیں

بحر وافر میں کہا ؎

وان ماریتنی فارکب حصانا　　　ومثله تخر له صریعا

ترجمہ:۔ اور اگر تو میرے قول میں جھگڑا کرتا ہے اور اس کی شجاعت کو نہیں مانتا تو تو ایک گھوڑے پر سوار ہو اور اس کا تصور دل میں باندھ لے تو وہیں پچھاڑ کھا کر گر پڑے گا۔

بحر کامل میں اس نے کہا ؎

ان کان لا یدعی الفتی إلا کذا　　　رجلا فسم الناس طرا إصبعا

ترجمہ:۔ اگر جوان کو مرد جب ہی کہہ سکتے ہیں کہ وہ مثل ممدوح ہو تو دنیا میں کوئی بھی مرد نہ ہوگا تو اب سب لوگوں کا نام ایک انگشت رکھ کیونکہ وہ تمام لوگ تیرے ساتھ اگر تولے جائیں تو یہی نسبت ہوگی اور یہ اشارہ اس طرف ہے کہ ممدوح کو ذوالاصبع کہتے تھے۔ کیونکہ اس کی ایک انگشت زائد تھی۔

بحر وافر کا شعر ہے ؎

قسا فالأسد تفزع من یدیه　　　ورق فنحن نفزع ان یذوبا

ترجمہ:۔ وہ دل کا سخت و مضبوط ہے سو شیر اس کی قوتوں سے ڈرتے ہیں اور احباب کے حق میں

نرم دل ہے سو ہم اس کے رقیق القلب ہونے سے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ پگھل نہ جائے

بحر وافر میں کہا ؎

تألم درزہ والدرز لین   کما یتألم العضب الضنیا

ترجمہ:۔ سیون جامہ باوجود اپنی نرمی کے اس کو ایسی تکلیف دیتی ہے جیسے وہ شمشیر صیقل دار سے تکلیف اٹھائے، اس کی نزاکت بدن کی تعریف کرتا ہے۔

درز کے ذکر پر صاحب نے اپنے روزنامچے میں مغنیہ لحظۃ الطولونیۃ کے واقعات میں لکھا ہے کہ اس نے اسے ایک بار اپنی کنیز سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے بنی ہوئی قمیص دو کیونکہ سلی ہوئی قمیص سے میرے بدن کو تکلیف پہونچتی ہے۔

متنبی نے بحر خفیف میں کہا ؎

لسری لباسہ خشن القطـ   ن ومروی مرو لبس القرود

ترجمہ:۔ تعجب کرو تم ایسے سردار کے لئے کہ اس کا لباس سخت روئی کا ہے اور باریک کپڑے مردوں کے لئے بندروں کا لباس ہے، خلاصہ یہ ہے کہ تعجب ہے مجھ سا سردار ایسا کم قیمت لباس پہنے اور تنگ رہے اور کمینے لوگ چین کریں۔

بحر مجتث میں کہا ؎

ما انصف القوم ضبہ   وامہ الطرطبہ

ترجمہ:۔ لوگوں نے ضبہ کا انصاف نہ کیا اور نہ اس کی والدہ کی دراز اور ڈھیلی پستان کا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک عرب نے اس کے باپ کو قتل کیا اور اس کی ماں سے نکاح کر لیا، ضبہ اپنے مہمانوں سے غدر کیا کرتا تھا۔ چنانچہ متنبی بھی اس کے پاس سے گزرا تو اس نے مہمانداری نہ کی اور اس کو اور اس کے رفیقوں کو ہمیشہ گالیاں دیا کرتا تھا، سو اس کے رفیقوں نے ارادہ کیا کہ اس کو اسی کے الفاظ قبیحہ سے جواب دیں، اسی امر کے بارے میں متنبی نے یہ شعر کہا۔

رموا برأس ابیہ   وباکوا الام غلبہ

ترجمہ:۔ ناانصافی یہ کہ اس کے باپ کا سر کاٹ کے پھینک دیا اور زبردستی اس کی ماں سے صحبت کی۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

بیاض وجہ یریک الشمس طالعۃ ودر لفظ یریک الدر مختشلبا

ترجمہ:۔ اس کی سفید روئی ایسی ہے کہ اس کے روبرو آفتاب سیاہ معلوم ہوتا ہے اور اس کے لفظ موتی ہیں جو معمولی موتی کو پوتھ دکھلاتے ہیں۔ یعنی موتی اس کے روبرو شل پو تھ سجدر ہے

بحر کامل کا شعر ہے ؎

ان کان مثلک کان اوھو کائن فبرئت حینئذ من الاسلام

ترجمہ:۔ جب کوئی تیرا مثل ہوا ہو یا آئندہ ہوئے تو میں اسلام سے بیزار ہو جاؤں یعنی اسلام کی قسم کھاتا ہوں کہ تو بے مثل ہے۔

صاحب نے کہا کہ اس جگہ 'حینئذ' کا لفظ پاگل جنگلی گدھے سے بھی زیادہ نفرت انگیز ہے۔

خود اپنی تعریف اور دوسروں کی تحقیر کرنے کے معاملے میں بحر خفیف کا یہ شعر آپ اپنی مثال ہے ؎

ان بعضاً من القریض ھراء لیس شیئاً، وبعضہ احکام

ترجمہ:۔ بیشک بعض اشعار ہذیان لا شئے ہوتے ہیں اور بعض میں حکمتیں ہوتی ہیں۔

منہ ما یجلب البراعۃ والفہم ن، ومنہ ما یجلب البرسام

ترجمہ:۔ بعض اشعار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی جالب اور باعث فوقیہ علم اور فضل ہوتے ہیں۔ اور بعض کا باعث برسام و ہذیان وجنون۔ یہ تعریض ہے اور شاعروں پر یعنی میرا کلام ایسا نہیں ہے۔

صاحب نے کہا کہ اس شعر کی ہم اتباع کر سکتے ہیں لیکن اس میں اس نے اسے ولد شاکو صحیح طور پر ظاہر نہیں کیا ہے اس وجہ سے صحیح طور پہ کوئی فیصلہ بھی نہیں ایا۔

ہے خصوصاً جبکہ ابو موسیٰ ہی پر تحکیم ختم ہوگئی۔

بحر طویل میں کہا ؎

اطعناک طوع الدھر یا ابن یوسف   بشہوتنا والحاسد ملک بالرغم

ترجمہ:۔ ہم نے تیری تابعداری اپنی خوشی سے ایسی کی جیسے زمانہ نے تیری اطاعت کی اے ابن یوسف کے بیٹے اور تیرے حاسدوں نے بخواری و ذلت، اس صورت میں طوع فاعل کی طرف مضاف ہے اور یہ ممکن ہو سکتا ہے، ہم تیری اطاعت کی جیسے لوگ زمانہ کی اطاعت کرتے ہیں اور بیشک زمانہ کا ہر کوئی تابع ہے۔

بحر خفیف کا شعر ہے ؎

تقضم الجمر والحدید الأعادی   دونہ قضم سکر الاھواز

ترجمہ:۔ اس کے دشمن انگاروں اور لوہے کو اس کے حسد کے سبب اس طرح چباتے ہیں کہ شکر بلاد اہواز کی چبانا اس سے کم ہے یعنی چونکہ اس کے دشمن اس سے کسی چیز میں آگے نہیں بڑھ پاتے ہیں اس لئے براہ غضب آگ اور لوہے کو چبا ڈالتے ہیں۔

بحر کامل میں کہا ؎

فکأنما حسب الأسنۃ حلوۃ   أو ظنہا البرنی والآزاذا

ترجمہ:۔ سو گویا وہ نیزوں کو شیریں سمجھا تھا یا ان کو خرما و برنی و ازاذ۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ پھلوں کا کھانے والا تھا نہ کہ جنگی اور بہادر۔

صاحب نے کہا کہ اگر برنی اور ازاذ[1] میں بھی شکر ملنے لگی تو پھر قصہ ہی ختم ہے پھر صاحب نے کہا کہ شعرا ہمیشہ مآزز (لنگی) کا لفظ اپنے شعر کو منزہ کرنے کے لئے استعمال کرتے تھے کیونکہ اس کا استعمال غلط جگہوں پر ہوتا تھا لیکن متنبی ان سب سے آگے بڑھ گیا اور کھلم کھلا بیان کرنے لگا حالانکہ اس سے پہلے کسی اور نے یہ راستہ اختیار

---

[1] ایک قسم کی کھجور۔

نہیں کیا تھا مثلاً اس نے بحر کامل میں کہا ؎

إنّی علیٰ شغفی بما فی خمرها　　لأعف عمّا فی سراویلاتها

ترجمہ:- میں باوجودیکہ اس چیز کو دوست رکھتا ہوں جو ان کی اوڑھنیوں میں پوشیدہ ہے یعنی ان کے چہرہ کو البتہ اس چیز سے جو ان کے پائجاموں میں ہے پاک ہوں۔

اس شعر کو سن کر کہنا پڑتا ہے کہ اس پاکیزگی سے گری ہوئی بات بھی زیادہ بہتر ہے۔

قاضی نے کہا کہ اس کی عام مثالوں میں سے بحر متقارب کا یہ شعر ہے ؎

وکل مکان أتاه الفتی　　علی قدر الرجل فیه الخطی

ترجمہ:- جو راہ جوان مرد چلتا ہے موافق اندازہ پاؤں کے اس میں اس کے قدم پڑتے ہیں۔ یعنی اگر وہ کے پاؤں لمبے ہیں تو قدم بھی لمبے پڑیں گے اور اگر چھوٹے ہیں تو قدم بھی چھوٹے پڑیں گے۔

غلو آمیز اور بعید از قیاس استعارے

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

مسرة فی قلوب الطیب مفرقها　　وحسرة فی قلوب البیض والیلب

ترجمہ:- اس کا سر خوشبو کے دلوں میں عین مسرت ہے اور خود اور چلتہ کے دلوں میں حسرت یعنی خود اور چلتہ اس پر حسرت کرتے ہیں کہ وہ ان کو نہیں پہنتے تھے اس لئے کہ وہ مردوں کا لباس اور خوشبو بسبب اس کے استعمال میں آنے کے خوشی مناتی تھی اور طیب اور بیض کے لئے دل ثابت کئے کہ ان کے واسطے مسرت اور حسرت ثابت کرے۔

بحر منسرح میں کہا ؎

تجمعت فی فؤاده همم　　ملء فؤاد الزمان إحداها

ترجمہ:- ممدوح کے دل میں ایسی ہمتیں جمع ہیں کہ ان میں کی ایک ہمت بقدر بڑی دل زمانہ ہے باوجودیکہ زمانہ سے زیادہ وسیع کوئی شے نہیں ہے اور جبکہ زمانہ باین وسعت صرف

اس کی ایک سمت سے بھر جاتا ہے تو باقی سمتیں اس کی ظاہر نہ ہو سکیں گی۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

لم یحك نائلك السحاب، وإنما حمت به فصبیبها الرحضاء

ترجمہ:۔ تیری عطا اس درجہ بڑھی ہوئی ہے کہ ابر جلیل الماد اس کے مشابہ نہیں ہو سکتا بلکہ اصل
قصہ بارش کا یہ ہے کہ تیری کثرت سخاوت کو دیکھ کر راہ شرم و حسد ابر کو تپ چڑھ گئی
ہے سو اس کا باران اس کی تپ کا پسینہ ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

إلا یشب فلقد شابت له كبد شیباً إذا خضبته سلوة نصلا

ترجمہ:۔ وہ عاشق زار اگرچہ پیر نہیں ہوا تو اس کا جگر بے شک بوڑھا ہو گیا ہے یعنی اگر اس کے
سر و ریش کے بال سفید نہیں ہوئے تو بسبب صدمۂ شوق اس کا جگر ایسا پیر ہو گیا ہے
کہ اگر اس پر ترک محبت کا خضاب کیا جائے تو وہ فوراً جاتا رہتا ہے اور وہی عشق
کی بے چینی آموجود ہوتی ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

وقد ذقت حلواء البنین علی الصبا فلا تحسبیني قلت ما قلت عن جهل

ترجمہ:۔ اور میں نے بے شک شیرینی پسران بوقت ان کی خرد سالی کے یا اپنے آغاز جوانی میں
چکھی ہے اور ان کا حال ایسا ہی پایا جیسا میں نے گزارش کیا سو تو میرے اس قول کو الیا
نہ سمجھ کہ میں نے وہ نادانستگی میں کہا بلکہ بعد تجربہ۔

شاعر نے مذکورہ بالا شعروں میں خوشبو، گورے رنگ اور عقلمندی سے، بخار سے بادل،
دل سے زمانہ اور جگر سے بڑھاپا مراد لیا ہے۔ ان استعاروں کو کسی شاعر نے استعمال نہیں
کیا ہے اور استعارہ اسی وقت صحیح اور خوبصورت لگتا ہے جبکہ اسے مناسب جگہوں پر استعمال
کیا جائے اور صحیح طور پر تشبیہ دی جائے۔

صاحب نے کہا کہ ہم ابو تمام کے بحر کامل کے اس شعر پر ہمیشہ تعجب کرتے رہیں گے ؎

لاتسقنی ماء الملام فانہ صب قد استعذبت ماء بکائی

ترجمہ :- مجھے ملامت کا پانی نہ پلاؤ یعنی مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ میں اپنے آنسوؤں کے میٹھے پانی سے بھیگ گیا ہوں یعنی میں نے اپنے آنسوؤں سے اپنی پیاس بجھالی ہے۔

متنبی کے کلام میں کلمۂ "ذا" کی کثرت

قاضی کے خیال میں "ذا" کی کثرت سے شعر بہت کمزور ہو جاتا ہے اگرچہ یہ بناوٹ کی پہچان ہے کبھی کبھی اس کا استعمال شعر کو قابل قبول بھی بنا دیتا ہے مثلاً اس کا بحر خفیف کا شعر ہے ؎

قد بلغت الذی اردت من البر ومن حق ذا الشریف علیکا

واذا لم تسر الی الدار فی وقتک ذا خفت ان تسیر الیکا

ترجمہ :- جو تو نے ہمارے اکرام کا ارادہ کیا سووہ تو نے پورا کر دیا اور حق اس ملک کا جو تیری مجلس میں حاضر ہے تجھ پر تھا تو نے ادا کر دیا اب اگر اس وقت تو اپنے دولت خانے میں نہ جائے گا تو مجھے خوف ہے کہ وہ گھر تیرے پاس مشتاقانہ چلا آئے گا۔

اسی طرح بحر کامل میں اسنے کہا ہے ؎

لولم تکن من ذا الوریٰ اللذ منک ھو عقمت بمولد نسلھا حواء

ترجمہ :- اگر تو مجرا اس مخلوق کے درحقیقت وہ تجھ سے ہے نہ ہوتا تو حضرت حوا اپنی نسل کی پیدائش سے بانجھ ہو جاتیں، دراصل وہ تجھ سے ہے لکے یہ معنی ہیں کہ دنیا اور مخلوق تجھی سے عبارت ہے کیونکہ تو سب سے افضل ہے اور باعث شرف انسان ہے اور بانجھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حضرت حوا تیرے ہی سبب اولاد والی شمار ہوتی ہیں ورنہ اور لوگوں کا وجود و عدم برابر ہے۔

بحر کامل کا ایک دوسرا شعر ہے ؎

من ذا الذی ھو مکتوم اللہ منہ کما لہ تنسی الفریسة خوفہ بجمالہ

ترجمہ :- میں نے موانع ملاقات ایسے ممدوح کے دور کئے کہ شیر اس کے کمال سے محروم ہیں یعنی جو مراتب کمال اس میں پائے جاتے ہیں وہ شیروں میں نہیں پائے جاتے ہیں منجملہ ان کمالات کے ایک یہ ہے کہ وہ شکار کو بسبب اپنی خوبروئی کے اپنا خوف بھلا دیتا ہے یعنی شیر میں محض ہیبت و خوف ہے اور ممدوح میں علاوہ ہیبت حسن کامل بھی ہے کہ اس میں شکار محو ہو کر بخوشی جان دے دیتا ہے یعنی وہ باوجودیکہ قاتل اعدا ہے اس پر بھی لوگ بسبب جمال و کمال ممدوح کو دوست رکھتے ہیں۔

بحر منسرح بھی اس نے کہا ہے ؎

وان بکینا لہ فلا عجب   ذا الجزر فی البحر غیر معہود

ترجمہ :- اور اگر ہم اس کے لئے جزع و فزع کریں تو کیا عجب ہے کیونکہ اس طرح کا جزر یعنی بھاٹا دریا میں خلاف معمول ہے یعنی یہ نہایت بڑا جزر ہے۔

بحر طویل کا ایک شعر ہے ؎

أفی کل یوم ذا الدمستق مقدم   قفاہ علی الاقدام للوجہ لائم

ترجمہ :- کیا ہر روز یہ دمستق سپہ سالار روم یاں چڑھ کر اور پیش قدمی کر کے تیری طرف آئے گا اور اس پیش قدمی پر اس کی پشت اس کے منہ کو ملامت گر ہو گیا کہ کیوں اول اس طرف منہ کیا تھا اور آخر کیوں پشت دکھائی۔ 'ذا' کا اشارہ قریب تحقیر کے لئے ہے۔

بحر طویل کا ایک اور شعر ہے ؎

أجا المسک ذا الوجہ الذی کنت تائقا   الیہ و ذا الوقت الذی کنت راجیا

ترجمہ :- اے ابوالمسک (کافور) یہی تیرا روئے مبارک ہے جس کا میں ایک عرصہ سے مشتاق تھا اور یہی وقت تیری ملاقات کا ہے جس کا میں امیدوار تھا (یہ شعر ہجو پر بھی محمول ہو سکتا ہے)

بحر طویل میں ایک دوسرا شعر ہے ؎

واعجب من ذا الهجر والوصل أعجب

ترجمہ:۔ شوق سے زیادہ عجیب چیز فراق ہے کہ اس کی مدت دراز ہے اور حصول وصل بسبب کوتاہی کے نہایت عجیب ہے کہ اس سے کم مدت کوئی چیز نہیں ہے۔

بحر بسیط میں ایک شعر ہے ؎

أريد من زمني ذا أن يبلغني　　ما ليس يبلغه في نفسه الزمن

ترجمہ:۔ میں اپنے اس زمانے سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو اس چیز پر پہونچا دے جس کو خود زمانہ نہیں پہونچا ہے یعنی میں زمانے سے اپنی استقامت احوال کا طالب ہوں اور یہ امر خود زمانے کو حاصل نہیں ہے یعنی وہ خود ایک حال پر نہیں رہتا۔

اس کی تمام مثالوں سے ظاہر ہو رہا ہے کہ "ذا" کی وجہ سے اشعار کتنے کمزور اور گھٹیا ہو گئے ہیں اس کے دوسرے اشعار کو دیکھنے سے یہ بات جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ جاہلی شعراء کے دیوان میں اس لفظ کا استعمال بہت کم ہوا ہے۔ بعد کے شعراء نے اس کا استعمال کہیں کم کہیں زیادہ کہیں غلطی اور کہیں نا واقفیت کی بنا پر کیا ہے۔

متنبی کے کلام میں مبالغہ کی زیادتی
اور
حد امکان سے خروج

جیسا کہ بحر وافر کا شعر ہے ؎

ونالوا ما اشتهوا بالحزم هونا　　وصاد الوحش نملهم دبيبا

ترجمہ:۔ اور ان لوگوں نے جو چاہا بسبب ہوشیاری کے بآسانی حاصل کر لیا اور ان کی چیونٹی نے بآہستگی وحشیوں کا شکار کر لیا۔

بحر بسیط میں اس نے کہا ؎

وضاقت الارض حتی صار ھاربہم　　　　إذا رأی غیر شیٔ ظنہ رجلا

ترجمہ:- اور بسبب شدت خوف کے ان پر میدان زمین تنگ ہوگیا کہ ان کو گریز کی جگہ نہ ملی یہاں تک کہ ان پر ہراس غالب ہوا کہ ان میں بھاگنے والا جب کوئی شے غیر قابل التفات وغیر خوفناک یا سوائے انسان کے جس سے خوف قتل تھا کوئی اور شے دیکھتا تو بسبب غلبہ خوف اس کو بھی ایک مرد سمجھتا تھا۔

فبعدہ والی ذا الیوم لو رکضت　　　　بالخیل فی لہوات الطفل ماسعالا

ترجمہ:- سو بعد اس روز کے جس دن بنی تمیم ہلاک ہوئے آج تک بنی تمیم ایسے ذلیل وقلیل ہوگئے کہ اگر وہ اپنے گھوڑوں کو لڑکے کے تالو میں ہنکا دیں تو وہ کھانسے نہیں اور اس کو وہ گھوڑے معلوم بھی نہ ہوں یعنی نہایت قلیل المقدار رہ گئے ہیں۔

بحر وافر میں اس نے کہا ؎

وأعجب منک کیف قدرت تنشا　　　　وقد أعطیت فی المہد الکمالا

ترجمہ:- اور میں تیرے معاملے میں تعجب کرتا ہوں کہ تو بڑھنے پر کس طرح قادر ہوا حالانکہ تو گہوارے میں بحالت طفلی کمال عطا کیا گیا تھا، یعنی بہمہ وجوہ کامل پیدا ہوا تھا۔

وأقسم لو صلحت یمین شیٔ　　　　لما صلح العباد لہ شمالا

ترجمہ:- اور میں قسم کہتا ہوں کہ اگر تو کسی شے کی جانب راست ہونے کی صلاحیت رکھے تو تمام خلق اس کی جانب چپ جو مفضول نہیں ہوسکتی۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

بمن أضرب الامثال ام من أقیسہ　　　　إلیک وأھل الدھر دونک والدھر؟

ترجمہ:- کس شخص سے تیری امثال بیان کی جائیں یا کس سے تیرا قیاس کروں؟ حالانکہ اہل زمانہ و زمانہ خود تجھ سے کم ہیں۔

دوسرا بحر طویل کا شعر ہے ؎

ولو قلم ألقیت فی شق رأسہ　　　　من السقم ما غیرت من خط کاتب

ترجمہ:۔ اور اگر میں کسی قلم کے شگاف میں ڈالا جاؤں تو بسبب بیماری و لاغری کے لکھنے والے کے خط میں کچھ تغیر نہ کروں۔

بحر بسیط میں کہا ہے

من بعد ما کان لیلی لا صباح لہ　　　کأن أول یوم الحشر آخرہ

ترجمہ:۔ یہ رات مجھ کو اس حال کے بعد نصیب ہوئی کہ میری رات بشدت غموم اتنی دراز ہوگئی تھی کہ گویا اس کے لئے صبح ہی نہیں تھی اور ایسی دراز تھی کہ گویا اس رات کا آخر اول روز حشر سے ملا ہوا تھا۔

متنبی اپنی شاعری میں مبالغہ کا کثرت سے استعمال کرتا تھا حالانکہ نقاد عام طور سے اس زیادتی کو پسند نہیں کرتے۔

ایک ہی شعر میں غیر خوبصورت الفاظ کی تکرار

بحر طویل کا شعر ہے

ومن جاهل بي وهو يجهل جهله　　　ويجهل علمي أنه بي جاهل

ترجمہ:۔ اور بعض طاعن ایسے ہیں کہ میرے رتبے کی رفعت کو نہیں جانتے اور نہ میرے مرتبے سے جاننے کو سو یہ دو جہالتیں ہوئیں اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ میں اس کو جاہل جانتا ہوں۔ یہ اس کی تیسری جہالت ہے۔

اسی قصیدے میں اس کا شعر ہے

فقلقلت بالهم الذي قلقل الحشا　　　قلاقل عيس كلهن قلاقل

ترجمہ:۔ سو میں نے بسبب ایسے غم کے جس نے میرے احشا نے باطنی کو ہلا دیا ایسے ناقہا سے سریع السیر کو حرکت دی جو سب کی سب حرکات مجسم تھیں یعنی میں نے ایسے ناقہ والوں سے سفر اختیار کیا۔

صاحب نے کہا کہ لوگ مسلم کے بحر کامل کے اس شعر کو ناپسند کرتے ہی تھے

سلت وسلت ثم سل سليلها　　فأتى سليل سليلها مسلولا

ترجمہ:۔ (شراب) قدامت کی وجہ سے رقیق ہوئی، اور یہ رقیق شراب اور رقیق ہوئی پھر یہ رقیق شدہ حصہ مزید رقیق ہوکر سامنے آیا۔

یہاں تک کہ یہ انوکھا شاعر ۔۔ متنبی ۔۔ آیا اور اس نے بحر وافر میں کہا ؎

وأنجم من فقدنا من وجدنا　　قبيل الفقد مفقود المثال

ترجمہ:۔ اور اپنے آدمیوں میں جن کو ہم نے گم کیا ہے یعنی وہ مر گئے ہیں سب سے زیادہ ستانے والی وہ ہے جو قبل مرنے کے بے مثل تھی یعنی بے مثل شخص کا مرنا نہایت موذی ہوتا تھا کیونکہ اس کا کوئی بدل نہیں ہے جس کو دیکھ کر اس کا غم بھول جائیں۔

اس شعر کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ متنبی جس شخص کا مرثیہ کہہ رہا ہے وہ مرثیہ گو کے مقابل میں کم تکلیفوں کا شکار ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

عظمت فلما لم تكلم مهابة　　تواضعت وهو العظم عظما عن العظم

ترجمہ۔ تو عظیم القدر اور بلند ہمت ہوا سو جب تجھ سے بسبب خوف ہیبت لوگ کلام نہ کر سکے تو تو نے فروتنی اختیار کی ایسے حال میں کہ تو عظمت سے بچا تھا اور عظمت حقیقی اسی کا نام ہے۔ کیونکہ تواضع شریف کی اس کے شرف سے افضل ہے۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

ولا الضعف حتى يتبع الضعف ضعفه　　ولا ضعف ضعف الضعف بل مثله ألف

ترجمہ:۔ تو خلق کا دونا نہیں ہے یہاں تک کہ یہ دُونا دُونا کیا جائے یعنی یہ ضعف وضعف ہو جائے اور نہ ضعف الضعف کا دُونا بلکہ اس کے مثل ہزار یعنی تو تمام مخلوق سے بڑھا ہوا ہے۔

بحر وافر میں کہا ؎

ولم أر مثل جيراني ومثلي　　لمثلي عند مثلهم مقام

ترجمہ:۔ بعد میں نے خست میں اپنے ہمسایوں کی مانند اور فضل و شرف و احتیاج میں اپنی ہی مانند
نہیں دیکھا کہ مجھ سا صاحب فضل ایسے خسیسوں کے پاس رہے اور وہ لوگ میری مدارات نہ کریں
مطلوب ذم ہمسائگاں اور اپنے قیام کی ان میں ہے۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

العارض الہتن ابن العارض الہتن ابن العارض الہتن ابن العارض الہتن

ترجمہ:۔ ممدوح ابر بسیار بار ہے یعنی بڑا سخی اور ایسا ہی اس کا باپ، اس کا دادا اور پردادا
تھا۔

بحر طویل میں کہا ؎

وإني وإن كان الدفين حبيبه حبيب إلى قلبي حبيب حبيبه

ترجمہ:۔ اور اگرچہ یہ شخص مد فون سیف الدولہ کا حبیب ہے مگر بے شک میرا یہ حال ہے
کہ دوست کا دوست میرا دلی دوست ہے۔ مثل مشہور ہے کہ حُبُّ الحبیبِ حَبیبٌ۔

بحر طویل کا ایک شعر ہے ؎

لك الخير غيري رام من غيرك الغنى وغيري بغير اللاذقية لاحق

ترجمہ:۔ تیرا شہر لاذقیہ میرا نہایت درجہ کا مطلب ہے جو اس میں پہونچ جاتا ہے اس کی ساری امیدیں
پوری ہو جاتی ہیں اور تیرا دیدار مجموعہ آرزوؤں کا ہے اور تیرا گھر ساری دنیا ہے کہ اس
میں اس کی ساری نعمتیں موجود ہیں اور تو تنہا تمام خلائق کے برابر ہے۔

بحر منسرح میں کہا ؎

ملولة ما يدوم ليس لها من ملل دائم بها ملل

ترجمہ:۔ جو چیز ہمیشہ نہیں رہتی ہے اس سے اس کا یعنی محبوبہ کا دل پھر جاتا ہے اور اس کے باعث
ملال ہو جاتا ہے مگر اس کو اپنے دائم ملال سے ملال نہیں آتا یعنی وہ ایک حالت پہ
ہمیشہ نہیں رہتی مگر ملال پہ برابر رہتی ہے۔

بحر وافر کا شعر ہے ؎

تبیل أنت أنت وأنت منهم وحدك بشر الملك الهمام

ترجمہ:- بنی عجل ایسا گروہ ہے کہ تو بایں علوئے رتبہ کے جو تو ہے اور تیرا دادا بشر جو بادشاہ صاحب عزم ہے اس قوم میں سے ہے پس بنی عجل کے لئے یہ افتخار کافی ہے۔

بحر وافر میں ایک دوسرا شعر ہے ؎

وکلکم أتی مأتی أبیہ فعل فعال کلکم عجاب

ترجمہ:- اور تم نے ہر ایک نے اپنے باپ کے سے کام کئے سو سب کام تم سب کے عجیب ہیں۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

وما أنا وحدی قلت ذا الشعر کلہ ولکن شعری فیک من نفسہ شعر

ترجمہ:- میں نے یہ کل شعر تنہا نہیں کہے مگر میرے شعر کے لئے بتری تعریف میں اس کے نفس میں سے شعر نکلتے ہیں۔ یعنی میرے شعر خود تیری تعریف کرنا چاہتے ہیں۔

بحر خفیف میں کہا ؎

أنما الناس حیث أنت وما لنا س بناس فی موضع منک خالی

ترجمہ:- حقیقت میں آدمی وہ ہیں جہاں تو ہے اور جہاں تو نہیں ہے وہ بے حقیقت آدمی ہیں۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

ولولا تولی نفسہ حمل حلمہ عن الأرض لانہدت وناء بہا الحمل

ترجمہ:- اگر ممدوح زمین سے اپنے حلم کا بوجھ نہ اٹھا سکتا تو زمین سے گر پڑتی اور حلم کا بار بسبب گرانی کے اس کو دبا لیتا۔

بحر وافر کہا ؎

ونہب نفوس اہل النہب أولی باہل المجد من نہب القماش

ترجمہ:- اور دشمنوں کے لشکر کی جانیں لوٹنا اہل شرف کو غارت اسباب سے زیادہ مناسب ہے۔

اسباب کا لوٹنا دونِ ہمت پر دلالت کرتا ہے اور قتل اعدا عالی ہمتی ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

ارانہ صغیرا قدرھا عظم قدرہ — فما لعظیم قدرہ عندہ قدر

ترجمہ:۔ ممدوح کی بلندی قدر نے دنیا کو اس کی نظر میں حقیر دکھا دیا سو جو شخص لوگوں میں
عظیم القدر شمار ہوتا ہے ممدوح کے نزدیک اس کی بھی کچھ قدر نہیں ہے کیونکہ جب وہ
خود دنیا کو کم قدر جانتا ہے تو اہل دنیا کس حساب میں ہیں۔

بحر وافر کا شعر ہے ؎

جوابُ مسائلی أله نظیر — ولا لکَ فی سؤالِکَ لا ألا لا

ترجمہ:۔ جواب میرے سائل کا جس کا سوال یہ ہو کہ کیا ممدوح کا کوئی مثل و نظیر ہے یہ
ہے کہ "لا و لک" یعنی ممدوح کا فضائل میں کوئی مثل و مانند نہیں ہے اور نہ
اے سائل حق میں تیرا کوئی نظیر ہے جو ایسی بات پوچھتا ہے جس کو سب
جانتے ہیں۔

صاحب نے کہا کہ اس قسم کے اشعار سماعت کو تکلیف پہونچاتے ہیں، میری نظروں سے
"الفافاء" کا استعمال تو گزرا ہے لیکن میں نے متنبی کے علاوہ کسی اور شاعر کو "اللالاء"
کا استعمال کرتے نہیں دیکھا۔ متنبی اپنے کو کسی قاعدہ قانون کا پابند نہیں مانتا تھا۔

متنبی کی ادبی بے ادبی

بحر کامل کا شعر ہے ؎

فقد أسیرا قد بللت ثیابه — بدم، وبل ببوله الأفخاذا

ترجمہ:۔ سو وہ ایسے حال میں قید ہوا کہ تو نے اس کے کپڑے اس کے خون سے تر کر دیے
اور اس نے اپنے پیشاب سے اپنی رانیں تر کر لیں یعنی اس کا پیشاب مارے
خوف کے خطا ہو گیا۔

بحر متقارب میں کہا ہے ؎

وما بین کاذتی المستقیر　　کما بین کاذتی البائل

ترجمہ: - اور درمیان دورانوں اسپ طالب غارت کے اتنا ہی فاصلہ تھا جتنا فاصلہ درمیان
دونوں رانوں پیشاب کرنے والوں کے ہوتا ہے جب کہ وہ ٹانگیں پھیلا کر پیشاب کرتا ہے
غرض بیان مضبوطی پا پائے اسپاں ہے کہ باوجود شدت دوڑ دھوپ ان کے پاؤں میں
زیادہ فاصلہ نہیں ہوتا جیسا کہ در گھوڑی میں ہو جاتا ہے۔

بحر طویل کا شعر یہ ہے ؎

خَفِ اللہ واستُر ذا الجمال ببُرقُعٍ　　فان لُحتَ ذَابَت فی الخُدورِ العواتِقُ

ترجمہ: - اے ممدوح تو خدا سے ڈر اور اپنے اس جمال کو بذریعہ برقع پوشیدہ رکھ ورنہ اگر تو ظاہر
ہوا تو تیرے عشق میں زنان نوجوان پردوں میں بہہ جائیں گے۔

کہا جاتا ہے کہ لوگوں نے جب "حاضت" کا استعمال پسند نہیں کیا تو متنبیؔ نے اسے
"ذابت" سے تبدیل کر دیا۔ کیونکہ لوگ بادشاہوں اور رئیسوں کو مخاطب کرتے وقت "بول اور حیض" کا
استعمال نہیں کرتے۔

اس سے بھی زیادہ معیوب بات اس نے سیف الدولہ کی بہن کے مرثیہ میں کی ہے سیف الدولہ
کی بہن کی تعزیت کرتے وقت اس نے بحر بسیط میں کہا ہے ؎

وھل سمعت سلاما لی الم بھا　　فقد اطلعت وما سلمت من کثب

ترجمہ: - اور اے زمین! کیا تو نے میرا سلام سنا؟ جو میری طرف سے اس کے پاس آیا کیونکہ میں نے
اس کے پاس سلام و دعا دور سے بہت بھیجے ہیں اور قریب سے سلام کرنے کی نوبت
نہیں پہونچی کیونکہ اس نے مجھ سے بہت دور وفات پائی ہے۔

اسے کیا حق ہے کہ وہ بادشاہ کے محل کی خواتین کو سلام کرے اور ان کا ذکر اشعار میں
اس طرح کرے جس طرح غزل گو شعرا اپنے اشعار میں محبوب کا ذکر کرتے ہیں۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

لیعلمن حین تحیی حسن مبسمہا　　ولیس یعلم إلا اللہ بالشنب

ترجمہ:۔ جبکہ وہ تحیہ سلام پیش کئے جاتے تھے یعنی جب اس کی ہم عمر عورتیں اس کو سلام کرتی تھیں اور وہ ہنس کر ان کا جواب دیتے تھے تو وہ عورتیں صرف اس کے ہونٹوں کی خوبصورتی معلوم کرتی تھیں اور اس کے آب دنداں اور ان کی خنکی کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا تھا (اس کی عفت کی تعریف کرتا ہے)

ابوبکر الخوارزمی کہتے تھے کہ اگر کوئی شخص میرے گھر والوں کی تعزیت ان الفاظ میں کرتا تو میں اس قبر ہی پر اس کی گردن اڑا دیتا۔ صاحب نے کہا کہ میں نے سیف الدولہ کی والدہ کا مرثیہ متنبی کے قلم سے دیکھا ہے۔ اس میں احساس گندگی اور نفس کی برائیاں پائی جاتی ہیں، اس شخص کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جس نے بادشاہ کی ماں کے لئے بحر وافر میں کہا ہے ؎

بعیشك هل سلوت فإن قلبی　　وإن جانبت أرضك غیر سالی؟

ترجمہ:۔ تجھ کو تیری زندگی کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تو حیات اور اس کے حالات کو بھول گئی ہے۔ کیونکہ میں اگرچہ تیری سرزمین سے دور ہوں مگر میرا دل تیرے غم کو نہیں بھولتا۔

اس شعر میں سیف الدولہ کی ماں سے اظہار شوق کر رہا ہے اور یہ ایک ایسی غلطی ہے جو اس سے پہلے کسی نے بھی نہیں کی۔ متنبی نے اس قسم کے کچھ مرثیے اپنے گھر والوں کے لئے کہے ہیں لیکن اس قسم کا مرثیہ مادر ملک کے لئے کہنا اس بات کی علامت ہے کہ شاعر کو موقع محل کی قطعی پہچان نہیں ہے۔

اسی قصیدے میں کہتا ہے ؎

رواق العز فوقك مسبطر　　وملك علی ابنك فی کمال

ترجمہ:۔ عزت کا پردہ تجھ پر تنا ہوا ہے اور سلطنت تیرے بیٹے سیف الدولہ کے اوپر کمال میں۔

عورتوں کے مرثیے میں اسبطرار مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے مثلاً رقیق۔

(نازک)" صفحق (شوخ) اور "متبر" (کچا سونا)۔ اور جب اس نے اس قصیدے میں زیادہ جدت دکھائی تو کہا ؎

صلاۃ اللہ خالقنا حنوط علی الوجہ المکفن بالجمال

ترجمہ:۔ خدا کی رحمت بجائے خوشبوئے میت اس روئے مبارک پر لگی ہوئی ہے جس کو جمال بشکل کفن ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ خوبصورتی کس میں ہے، مذکورہ بالا استعارے میں یا خود والدہ ملک کے چہرے میں جس کے لئے شاعر نے مرثیہ کہا تھا یا اس کے حسب ذیل شعر میں، جس میں اس نے مرحومہ کے رشتہ داروں اور اس کی کنیزوں کا ذکر کیا ہے ؎

اتتھن المصائب غافلات فدمع الحزن فی دمع الدلال

ترجمہ:۔ ان پردہ نشینوں پر بحالت غفلت یہ مصیبت جو بجائے مجموعہ مصیبتوں کے تھی آپڑی سو وہ اس حال میں کہ ناز سے رو رہی تھیں اشک غم ان میں آن ملے یعنی دونوں طرح کے اشک باہم مل گئے۔

عقیدہ کی کمزوری اور دینی معاملات میں غیر پختگی کا اظہار

دینی معاملات میں شعرا کو ناپنے کا کوئی پیمانہ نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو اس کی دینی بے عقیدگی کے باعث ادبی طور سے نظر انداز کیا جا سکتا ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ اسلام کا ذکر اس کی عظمت اور جلال کو ذہن میں رکھتے ہوئے کرنا چاہیئے۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنے کلام سے اسلام کی راہ میں روڑا اٹکائے اور جو شخص اسلام کی توہین کرتا ہے اور اسے اور اس کے متعلقات کو اس کے صحیح مقام پر نہیں رکھتا تو وہ وقت آنے پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا شکار ہوگا۔ متنبی نے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اس نے اکثر و بیشتر

اسلام کی اہانت کی ہے مثلاً بحر خفیف کا شعر ہے ؎

یترشفن من فمی رشفات　　　هن فیه احلی من التوحید

ترجمہ:۔ وہ عورتیں براہ محبت میرا آب دہن بار بار چوستی ہیں ان کا بار بار چوسنا میرے منہ میں کلمہ توحید سے زیادہ شیریں معلوم ہوتا ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

ولصفی الذی یکنی ابا الحسن الهوی　　　ونرضی الذی یسمی الالہ ولا یکنی

ترجمہ:۔ اور ہم اس شخص سے جس کی کنیت ابوالحسن ہے محبت خالص رکھتے ہیں اس کی اطاعت کے سبب اس ذات پاک کو خوشنود رکھتے ہیں جس کا مبارک نام اللہ ہے اور اس کی کنیت کوئی نہیں ہے کیونکہ وہ "لم یلد ولم یولد" ہے۔

علوی کی مدح کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

وابہر آیات التہامی انہ　　　ابوکم واحدی مالکم من مناقب

ترجمہ:۔ اور غالب تر معجزات تہامی یعنی حضرت محمدؐ کا یہ معجزہ ہے کہ آنحضرتؐ تجھ سے حمیدہ صفات بیٹی کے پدر بزرگوار ہیں۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

تتقاصر الافہام عن ادراکہ　　　مثل الذی الافلاک فیہ والدنا

ترجمہ:۔ لوگوں کی فہم اس کی صنعت وحقیقت کے دریافت کرنے سے ایسی کوتاہ ہے جیسے اس چیز کے ادراک سے عاجز ہیں جس میں افلاک اور تمام عالم ہیں یعنی علم الٰہی سے۔

اس شعر میں اس نے بہت مبالغہ سے کام لیا ہے کیونکہ جیسے افلاک وکائنات کا علم ہے وہ ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

بحر کامل میں پھر کہا ؎

لو کان علمک بالالہ مقسما　　　فی الناس ما بعث الالہ رسولا

ترجمہ۔ اگر تیری خداشناسی سب لوگوں میں تقسیم ہو جاتی تو خدا کسی رسول کو نہ بھیجتا کہ وہ خود راہ راست پر ہو جاتے اور کسی کو تعلیم دین کی حاجت نہ پڑتی۔

اوکان لفظک فیھم ما انزل اد   تورات والفرقان والانجیلا

ترجمہ۔ اگر تیرا کلام لوگوں میں موجود ہوتا تو خدا قرآن، توراۃ اور انجیل نازل نہ فرماتا یعنی تیرا کلام معجز نظام سے حلال و حرام سب معلوم ہو جاتے۔

بحر کامل میں کہا ہے

لوکان ذوالقرنین اعمل رائیہ   لما اتی الظلمات صرن شموسا

ترجمہ۔ اگر سکندر ذوالقرنین اس کی رائے کو کام میں لاتا جب کہ وہ ظلمات میں گیا تھا تو ظلمات مثل شموس روشن ہو جاتے۔

اوکان صادف رأس عازر سیفہ   فی یوم معرکۃ لاعیا عیسی

ترجمہ۔ یا اس کی تلوار بروز جنگ سر عازر پر لگتی تو اس کا زندہ کرنا حضرت عیسیٰ کو عاجز کر دیتا۔

عازر اس شخص کا نام ہے جسے حضرت عیسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ کر دیا تھا

اوکان لج البحر مثل یمینہ   ما انشق حتی جاز فیہ موسیٰ

ترجمہ۔ اور اگر وسط دریائے قلزم مثل عطا یائے دست راست ممدوح کثیر ہوتا تو وہ نہ پھٹتا کہ اس میں حضرت موسیٰ مع بنی اسرائیل گزر جاتے

ان اشعار کو پڑھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کے پاس معانی کا ذخیرہ اتنا کم ہو گیا کہ اس نے انبیا کے معاملات کی حقارت کرنے ہی میں پناہ لی، اسی قصیدے میں آگے کہتا ہے

یا من نلوذ من الزمان بظلہ   ابداً ونطرد باسمہ ابلیسا

ترجمہ۔ اے وہ شخص کہ ہم حوادث زمانہ سے   اس کی پناہ پکڑتے ہیں اور اس کی نام کی برکت سے شیطان کو بھگاتے ہیں کیونکہ وہ ہم نام حضرت رسالت پناہ کا ہے یا اس کے خوف سے بھاگ جاتا ہے۔

بحر مجزوء رجز میں متنبی کا حسب ذیل شعر ہے جو توہین کے حدود سے آگے
بڑھ گیا ہے ؎

أي محل أرتقي؟!　　أي عظيم أتقي؟!

ترجمہ:۔ میں نے سب مراتب بلند نامی کے طے کر لئے اب کس مرتبے پر ترقی کروں
کس شخص عظیم سے ڈروں ؟

وكل ما قد خلق الله　وما لم يخلق
محتقر في همتي　كشعرة في مفرقي

ترجمہ: اور حال یہ ہے کہ جو چیز خدا نے پیدا کی اور وہ چیز جو نہیں پیدا کی یہ دونوں
چیزیں میری ہمت کے سامنے حقیر ہیں جیسا ایک بال میرے سر کا۔
(اس قسم کی ڈینگیں متنبی کی سرشت میں داخل ہیں ۔)

متنبی کی مثال ایسے شخص کی ہے جو بچپن سے بڑھاپے تک گندا رہا، اس کی شروعات
بھی گندگی سے ہوئی اور اس کا خاتمہ بھی گندگی پر ہوا۔ ایسا ہی شخص مذکورہ بالا قسم کی مہمل باتیں
کر سکتا ہے جسے معاف نہیں کیا جا سکتا۔

موضوعات کا بے محل استعمال

بحر وافر کا شعر ہے ؎

أغار من الزجاجة وهي تجري　　على شفة الأمير أبي الحسين

ترجمہ:۔ میں شیشۂ شراب سے جبکہ وہ لب امیر ابوالحسین پر بہتا ہے غیرت اور رشک
کرتا ہوں کہ اس کو یہ شرف کیوں حاصل ہوا اور میں محروم رہا۔

یہ جذبہ عاشق اور معشوق کے درمیان ہونا چاہیئے اس خیال کو ابوالفتح کشاجم نے بہت بہتر
میں زیادہ اچھے انداز سے ادا کیا ہے ؎

أغار إذا دنت من فيه كأس　　على در يقبله الزجاج

ترجمہ:۔ میں اس گلاس سے حسد کرتا ہوں جو کہ محبوب کے قریب جاتا ہے اور اس کا شیشہ
اس کے ہونٹوں کا بوسہ لیتا ہے۔

محبوب کے ہونٹوں سے اگر کوئی چیز مس ہو تو اس پر حسد کیا جا سکتا ہے لیکن بادشاہوں
یا شہزادوں کے ہونٹوں سے مس ہونے والی چیزوں پر کیا حسد کرنا۔

بحر متقارب میں کہا ؎

وغیالدمستق قول العدی ۔۔۔ ان علیا ثقیل وصب

ترجمہ:۔ اور دمستق کو دشمنوں کے اس قول نے دھوکا دیا تھا کہ بیشک علی یعنی سیف الدولہ
بسبب مرض کے اٹھ نہیں سکتا۔

یہاں پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کا کوئی دشمن عام لوگوں کے پاس گیا اور اس
کی چغل خوری کی جو کہ نا ممکن ہے اور ممدوح کی شان جبھی ہوتی ہے جب اسے اس کے دشمن پر فضیلت
دی جائے۔

بخار کے پسینہ کا وصف بحر وافر میں یوں کیا ہے ؎

ترجمہ:۔ اذا ما فارقتنی غسلتنی ۔۔۔ کانا عاکفان علی حرام

ترجمہ:۔ جب وہ تپ مجھ سے مفارقت کرتی ہے تو مجھ کو بسبب کثرت عرق تپ غسل دیتی
ہے گویا ہم دونوں بطور حرام باہم ہوئے تھے۔

حالانکہ حرام کام غسل سے کبھی حلال نہیں ہو سکتا ہے

بچھڑے کی تعریف بحر رجز میں کی ہے ؎

وزادف الاذن علی الخرانق

ترجمہ حس خفی کے معلوم کرنے میں وہ بچہ خرگوش سے بھی زیادہ بڑھا ہوا ہے
اور یہ اوصاف محمودہ اسپان ہے

حالانکہ گھوڑے کے کانوں کی تعریف ہے کہ وہ قلم کی طرح کھڑے رہیں خرگوش کے
کان اس قسم کے نہیں ہوتے۔

صوفیانہ خیالات کا استعمال

اس نے الجھے ہوئے الفاظ اور پیچیدہ معانی استعمال کئے ہیں جیسے کہ گھوڑے کی تعریف کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

وتسعدنی فی غمرة بعد غمرة   سبوح لها منها علیها شواهد

ترجمہ:۔ اور میری مدد کرتا ہے ایک شدت میں بعد دوسری شدت کے ایک گھوڑا اسپ سیر کہ اس کے لئے اس میں اس پر کریم الاصل ہونے کے گواہ ہیں یعنی اس کے خصائل اس کی نجابت کے لئے بمنزلہ بہت سے گواہوں کے ہیں۔

بحر وافر کا شعر ہے ؎

اذا ما الکاس ارعشت الیدین   صحوت فلم تحل بینی وبینی

ترجمہ:۔ جبکہ پیالۂ شراب ہر دو دست نوشندہ (پینے والے دونوں ہاتھ) کو رعشہ میں لاتا ہے تو میں نے اسے نہ پیا اور ہوشیار رہا تو وہ مجھ میں اور میری عقل میں حائل نہ ہوا۔

بحر مخلع البسیط میں کہا ؎

نال الذی نلت منه منی   لله ما تصنع الخمورا

ترجمہ:۔ شراب سے جس قدر حظ میں نے اٹھایا تھا اسی کے موافق اس نے میری عقل و قوت میں سے حصہ لے لیا، یہ اثر جو شراب کرتی ہے ایسا عجیب ہے کہ گویا خدا کا کیا ہوا کام ہے۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

کبر العیان علی حتی انه   صار الیقین من العیان توهما

ترجمہ:۔ تیرا دیکھنا مجھ کو ایک امر عظیم معلوم ہوا یہاں تک کہ تیرا دیدار یقینی مجھ کو ایک امر وہمی معلوم ہونے لگا۔

بحر کامل کا ایک شعر ہے ؎

وبه یضن علی البریة، لا بها　　وعلیه منها، لا علیها، یوسی

ترجمہ:۔ تمام خلق سے ممدوح کی بابت بخل کیا جاتا ہے نہ تمام خلق سے یعنی اگر ممدوح تمام خلق پر فدا کیا جائے۔ اس طرح کہ تمام خلق سالم رہے نہ وہ، تو ساری مخلوق اس کے فضائل کو نہ پہونچے گی اس لئے اس کے فدا کرنے میں بخل کیا جاتا ہے اور اگر تمام خلق اس پر فدا کی جائے تو محل بخل نہیں ہے کیونکہ وہ تمام دنیا سے افضل ہے

بحر وافر میں ہے ؎

ولولا اننی فی غیر نوم　　لکنت اظننی منی خیالا

ترجمہ:۔ اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں حالت بیداری میں ہوں تو میں اپنے آپ کو اپنا خیال خواب نہ سمجھتا۔

صاحب نے کہا کہ اگر متنبی کا بحر خفیف کا حسب ذیل شعر جنید اور شبلی اپنی عبارت میں استعمال کرتے تو ایک زمانہ تک صوفیاء کے درمیان کشمکش چلتی رہتی۔

نحن من ضایق الزمان له فیـ　　ـک وخانته قربک الایام

ترجمہ:۔ ہم وہ لوگ ہیں کہ زمانے نے اپنے لئے تیرے معاملے میں ہم سے بخل کیا اور ایام نے تیرے قرب کے باب میں ہماری خیانت کی یعنی زمانہ تیرا عاشق ہے اس لئے تجھ کو ہم سے جدا کر کے صرف اپنا کر لیا جیسا کوئی رقیب کو تنہا لے اڑتا ہے

بلکہ اس کے مقابلے میں اسی معنی میں بحر طویل کا یہ شعر زیادہ زوردار ہے ؎

ولکنک الدنیا الی حبیبه

فما عنک لی الا الیک ذهاب

ترجمہ:۔ لیکن تو میرے حق میں تمام پیاری دنیا کی طرح ہے سو نہیں ہے تجھ سے مگر تیری طرف رجوع یعنی جہاں جاتا ہوں تو تیری طرف جاتا ہوں اور تیری محل ذکر سب طرف ہے۔

شاعری کم فلسفہ زیادہ

بحر کامل میں کہا ؎

وجدت حتی کدت تبخل حائلا — للمنتہیٰ ومن السرور بکاء

ترجمہ:۔ اور تو نے بخشش کی یہاں تک کہ تو بخشش کی انتہا کو پہونچ گیا جس کے آگے کوئی اور سخا کا مرتبہ نہ رہا، اب قریب ہے کہ تو بخیل ہو جائے اور بسبب منتہی ہونے سخاوت کے تو رجوع کرے اور پیچھے لوٹے اور مائل بہ بخل ہو جائے اور یہ کیا عجب ہے کیوں کہ غایت سرور سے گریہ آجاتا ہے یعنی جب سرور انتہا کو پہونچ جاتا ہے تو کبھی کبھی انسان رونے لگتا ہے اور بہ صورت شادیٔ مرگ لاحق ہوتی ہے

بحر خفیف کا شعر ہے ؎

والأسی قبل فرقۃ الروح عجز — والأسی لا یکون قبل الفراق

ترجمہ:۔ غم روح کے نکلنے سے پہلے عجز و قصور کی بات ہے اور بعد روح نکلنے کے غم کا کیا موقع ہے، شجاعت کی تحریص کرتا ہے کہ مرنے سے پہلے غم کرنا قبل از مرگ واویلا ہے اور مرنے کے بعد غم کے کیا معنی؟

بحر خفیف کا شعر ہے ؎

الف ہذا الہواء أوقع فی الأنفس أن الحمام مر المذاق

ترجمہ:۔ محبت زندگی نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈال دی ہے کہ موت کا مزہ کڑوا ہے اس لئے موت سے ڈرتے ہیں اور نفاق سے پیش آتے ہیں۔

بحر بسیط میں کہا ؎

تخالف الناس حتی لا اتفاق لہم — إلا علی شجب والخلف فی الشجب

ترجمہ:۔ تمام لوگ سب چیزوں میں باہم مختلف ہیں یہاں تک کہ ان کو کسی چیز پر اتفاق نہیں مگر ہلاکی پر یعنی اس بات پر سب متفق ہیں کہ انجام ہر جاندار کا ہلاکی ہے اور

پھر ہلاکی ہی میں اختلاف ہے۔

فقیل: تخلص نفس المرء سالمہ　　وقیل: تشرک جسم المرء فی العطب

ترجمہ:۔ کہا گیا ہے کہ انسان کی روح بعد ہلاک سالم بچ جاتی ہے اور یہ قول ان لوگوں کا ہے جو بعث اور حشر کے قائل ہیں اور کہا گیا ہے کہ وہ روح ہلاکی میں جسم کے شریک ہے یعنی اس کے ساتھ یہ بھی ہلاک ہو جاتی ہے اور یہ قول دہریوں کا اور ان لوگوں کا ہے جو قدیم عالم کے قائل ہیں۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

خلفت صفاتک فی العیون کلامہ　　کالخط یملأ مسمعی من ابصل

ترجمہ:۔ تیری خوبیاں آنکھوں میں کلام خدا کے قائم مقام ہو گئیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تو افضل ہے تو گویا خدا نے تجھ کو رئیس اکبر کہا۔ یہ فعل خدا بجائے اس قول کے ہو گیا جیسا خط دونوں کان دیکھنے والے کے بھر دیتا ہے یعنی اگر کوئی کسی کا خط دیکھتا ہے تو گویا وہ ایسا ہوتا ہے کہ اس سے کلام کر لیا۔

بحر وافر میں کہا ؎

تمتع من سہاد او رقاد　　ولا تأمل کری تحت الرجام

ترجمہ:۔ اپنے ایام زندگی میں بے داری اور خواب سے نفع اٹھا اور نیند کی قبر میں امید مت رکھو۔

فان لثالث الحالین معنی　　سوی معنی انتباھک والمنام

ترجمہ:۔ کیونکہ سوائے خواب و بیداری کے تیرے حال یعنی موت کے لئے سوائے معنی تیری بیداری اور خواب کے اور معنی اور اثر ہیں۔ یعنی موت کو خواب مت خیال کر وہ اور چیز ہے۔

ابن جنی نے کہا مجھے امید ہے کہ متنبی کا اس شعر سے یہ مطلب ہرگز نہیں تھا کہ جو شخص قبر میں چلا جاتا ہے وہ ہر بات سے بے خبر ہو جاتا ہے۔

لوگوں کے ناموں کا خواہ مخواہ استعمال

قاضی نے کہا کہ بجز وافر کے اس شعر کے علاوہ تم اس کے اشعار میں ناموں کے خواہ مخواہ استعمال کرنے کی مثال نہیں پاؤ گے۔

احبک او تقول الناس نمل ثبیرا وابن ابراھیم ریعا

ترجمہ:۔ میں تجھ کو دوست رکھوں گا یہاں تک کہ لوگ کہیں کہ ایک چیونٹی نے کوہ ثبیر کو کھینچ لیا اور ابن ابراہیم ڈرایا گیا یعنی جیسے یہ دوامر محال ہیں ایسے ہی میرے عشق کی انتہا بھی محال ہے۔

لیکن بحر طویل میں بھی اس نے کہا ہے ؎

فافنی وما افنیته نفسی کانما ابوالفرج القاضی له دونھا کھف

ترجمہ:۔ سو اس بیماری نے مجھ کو فنا کر دیا اور میرا نفس اس کو فنا نہ کر سکا گویا ابوالفرج قاضی اس بیماری کا میرے نفس کے بجائے اس کی جائے پناہ ہے لہذا وہ مجھ پر غالب رہی۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

لوستطعت رکبت الناس کلھم الی سعید بن عبداللہ بعرانا

ترجمہ:۔ اور جب تک میں زندہ ہوں میرے اونٹ کو کوئی اپنی طرف ہرگز نہیں کھینچ سکتا اور نہ میرے اونٹ میرے کجاوؤں کو حرکت دے سکتے ہیں۔

بحر طویل میں کہا ہے

اعز مکان فی الدنا ظہر سابح وخیر جلیس فی الزمان کتاب

ترجمہ:۔ دنیا میں عمدہ مکان تیز گرد زم رفتار گھوڑوں کا زین ہے جس پر سوار ہو کر دفع مکروہات و طالب مرغوبات بآسانی ہو سکتے ہیں اور زمانے میں عمدہ ہم نشین کتاب ہے جس سے طرح طرح کی معلومات حاصل ہو سکتے ہیں۔

و بحر ابوالمسک الخضم الذی لہ علی کل بحر زخرۃ وعباب

ترجمہ:۔ ابوالمسک دریائے کثیر الماء (کثیر پانی والا دریا) یا خبر جیسی ابوالمسک دریائے مواج ہے کہ اس کو ہر دریا پر مواجی اور قوت حاصل ہے۔

حالانکہ یہ اشعار اگر بہت اچھے اور پسندیدہ نہیں ہیں تو یہ گرے ہوئے اور خراب اشعار کہلانے کے بھی مستحق نہیں ہیں۔

مقطعوں کے عیوب

اس کے اچھے اشعار کے بعد کچھ اشعار ایسے بھی ہیں جو انتہائی خوب صورت ہیں اور جنکی وجہ سے متنبی کو ایک بلند مقام ملا اور یہ بحر طویل کے اشعار ہیں سہ

ولله سر في علاك وإنما　　كلام العدا ضرب من الهذيان

ترجمہ:۔ اور تیری رفعت مرتبت میں خدا کا بھید ہے جو لوگوں کی سمجھ میں بھی نہیں آتا اور یہی بات ہے کہ دشمنوں کا تیرے باب میں کلام ایک قسم کا جنون ہے کہ وہ سر الٰہی کو نہیں سمجھتے۔

أتلتمس الأعداء بعد الذي رأت　　قيام دليل أو وضوح بيان

ترجمہ:۔ کیا تیرے دشمن بعد دیکھنے تیری ترقی اقبال کے اب بھی کوئی دلیل اور وضوح (واضح) بیان تیری رفع قدر (بلندیٔ منزلت) کے لئے طلب کریں گے۔

رأت كل من ينوي لك الغدر يبتلى　　بغدر حياة أو بغدر زمان

ترجمہ:۔ تیرے دشمنوں نے دیکھا کہ جو تجھ سے بے وفائی و عہد شکنی کرتا ہے اس کی زندگی اس سے بے وفائی کرتی ہے یا زمانہ اس سے غداری کرتا ہے۔

قضى الله يا كافور أنك أول　　وليس بقاض أن يرى لك ثاني

ترجمہ:۔ اے کافور خدا تعالیٰ نے حکم کر دیا کہ تو مکارم و معالی میں سب سے اول نمبر پر ہے اور وہ یہ حکم کرنے والا نہیں ہے کہ تجھ جیسا یا تجھ سے قریب بھی

دوسرا [illegible]

فمالك تختار القسي، وإنما ... عن السعد ترمي دونك الثقلان

ترجمہ:- سو تجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ تو کمانوں کو دشمنوں کے قتل کے لئے پسند کرتا ہے اور
بات یہ ہے کہ تیری سعادت بخت جب تیرے بجائے جن و انسان کے تیر
مارتی ہے تو تجھ کو کمان کی کیا ضرورت ہے۔

وما لك تعنى بالأسنة والقنا ... وجدك طعان بغير سنان؟!

ترجمہ- اور تجھ کو کیا ضرورت پیش آئی کہ بھالوں اور نیزوں کا تو اہتمام فرماتا ہے اور حال
یہ ہے کہ تیرا نصیب بے بھالے کے سخت نیزہ زنی کرتا ہے۔

ولم تحمل السيف الطويل نجاده ... وأنت غني عنه بالحدثان

ترجمہ:- تو کس لئے لمبے پرتلے کی تلوار باندھتا ہے اور یہ ہے کہ تو بسبب حوادث زمانہ
کے جو تیری طرف سے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں تلوار سے بے پرواہ ہے۔

أرد لي جميلاً جدت أو لم تجد به ... فإنك ما أحببت فيّ أتاني

ترجمہ- تو میرے حق میں نیکی کا ارادہ فرما، پھر وہ چاہے دے یا نہ دے کیونکہ
تو میرے لئے جو پسند کرتا ہے وہ میرے پاس آ ہی جاتا ہے۔

لو الفلك الدوار أبغضت سعيه ... لعوقه شيء عن الدوران

ترجمہ:- اگر تو چرخ گرداں کی حرکت کو ناپسند کرے تو بے شک اس کو کوئی چیز حرکت
سے روک دے گی کیوں کہ تیرا حکم واجب العمل ہے۔

پھر کامل کے قصیدے میں اس کا شعر ہے ؎

في خطه من كل قلب شهوة ... حتى كأن مداده الاهوام

ترجمہ:- ممدوح کے خط کی ہر دل میں خواہش اور رغبت ہے یہاں تک کہ
گویا اس کی روشنائی لوگوں کی محبت ہے یعنی گویا ممدوح لوگوں کی خواہشوں
کی روشنائی بنا کر لکھتا ہے۔ اسی لئے اس کے خط کو سب پسند کرتے ہیں

ولكل عين قرة في قربه ... حتى كأن مغيبه الاقذام

ترجمہ۔ اس کے قرب میں ہر آنکھ کی خنکی ہے۔ یہاں تک کہ اس کی غیبت آنکھوں کی
کنک ہی یا کنک ڈالنا ہے۔

یہ شعر اس کا مقطع ہے ؎

لو لم تکن من ذا الوری اللذ منک ھو　　　عقمت بمولد نسلہا حواء

اگر تو مجملہ اس مخلوق کے جو درحقیقت وہ تجھ سے ہی نہ ہوتا تو حضرت حوا اپنی
نسل کی پیدائش سے بانجھ ہو جاتیں، درحقیقت وہ تجھ سے ہے کہ معنی ہیں کہ
دنیا اور مخلوق تجھی سے قائم ہے کیونکہ تو سب سے افضل ہے اور بانجھ ہونے
کا یہ مطلب ہے کہ حضرت حوا تیرے ہی سبب اولاد والی شمار ہوتی ہیں ورنہ
اور لوگوں کا وجود و عدم برابر ہے۔

بحر کامل میں اس نے قصیدے کے آخر میں کہا ؎

خلت البلاد من الغزالۃ لیلہا　　　فاعاضہاک اللہ کی لا تحزنا

ترجمہ: شہر اپنی شب میں آفتاب سے خالی تھے سو خداوند تعالیٰ نے ان شہروں کو
بجائے آفتاب تجھے دے دیا تاکہ وہ مغموم نہ ہوں۔

یہاں تک ہم نے اس کے کلام کی برائیاں دکھائی ہیں۔ اب ہم اس کے کلام کی ان خوبیوں کا بیان کریں گے جن کی وجہ سے وہ اپنے متقدمین سے آگے بڑھ گیا اور اپنے متاخرین کو پیچھے چھوڑ گیا۔

متنبی کے خوبصورت مطلعے

بحر طویل کا شعر ہے ؎

فدیناک من ربع وان زدتنا کربا　　　فانک کنت الشرق للشمس والغربا

ترجمہ۔ اے خانۂ حبیب ہم تجھ پر قربان اگرچہ تو نے بسبب یاد ایام وصال کے ہمارا کرب بہت
زیادہ کردیا ہے کیونکہ کبھی تو مشرق کے لئے تھا کہ مجھ میں سے وہ نکلتا تھا اور کبھی

اس کے لئے مغرب کہ وہ اس میں داخل ہوکر پوشیدہ ہو جاتا تھا۔

نزلنا من الاکوار نمشی کرامۃ لمن بان عنہ ان نلم بہ رکبا

ترجمہ:- جب ہم اونٹ سے دیار پر پہنچے تو ہم کجاووں سے اتر پڑے اور پیادہ ہوئے واسطے تعظیم اس محبوب کے جو دیار سے جدا ہو گیا تھا، اس بات سے بچنے کو ہم اسکی زیارت بحالت سواری کریں۔

بحر کامل میں کہا ؎

الرأی قبل شجاعۃ الشجعان ھو اول وھی المحل الثانی

ترجمہ:- تدابیر اور رائے بہادروں کی بہادری سے مقدم ہے، رائے مرتبہ اور شرافت میں اول ہے اور شجاعت دوسرے نمبر پر۔

فاذا ھما اجتمعا لنفس مرۃ بلغت من العلیا کل مکان

ترجمہ:- سو جب عقل و شجاعت کسی غیرت مند باعزت نفس کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ مجد و شرف کے ہر بلند رتبے پر پہونچے گا۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

اذا کان مدح فالنسیب المقدم اکل فصیح قال شعرا متیم

ترجمہ:- جب مدح کرنا منظور ہو تو مقدم تشبیب لاتے ہیں اور کیا جو فصیح شعر کہتا ہے وہ عاشق زار ہوتا ہے حالانکہ یہ بات غلط ہے۔

لحب ابن عبد اللہ اولی فانہ بہ یبدی الذکر الجمیل و یختم

ترجمہ:- تو البتہ محبت سیف الدولہ بن عبد اللہ کے افضل و اولی ہے کیونکہ ذکر جمیل اسی سے شروع ہوتا ہے اور اسی پر ختم کیا جاتا ہے یعنی تشبیب کی کچھ حاجت نہیں۔

بحر بسیط میں کہا ؎

اعلی الممالک ما یبنی علی الاسل والطعن عند محبیھن کالقبل

ترجمہ:- سلطنتوں میں اعلیٰ سلطنت وہ ہے جس کی بنیاد تیروں پہ ہے یعنی بزور

سلاح حاصل کی گئی ہو اور نیزہ بازی اس کے عاشقوں کے نزدیک مثل بوسہ ہائے معشوقہ محبوب ولذیذ ہے۔

بحر وافر کا شعر ہے ؎

فؤادٌ ما تسلیہ المدام　　وعمرٌ مثل ما یہب اللئام

ترجمہ: میرا دل ایسا ہے کہ اس کو شراب تسکین نہیں دیتی کیوں کہ میں صاحب عزم بلند ہوں عیاش اور سے نوش نہیں ہوں اور عمر ایسی کوتاہ اور کم تر ہے جیسے بخیلوں کی بخشش تھوڑی اور حقیر ہوتی ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

أفاضل الناس أغراض لذا الزمن　　یخلو من الهمّ أخلاهم من الفطن

ترجمہ۔ عمدہ لوگ اس زمانے کے نشانے ہیں کہ ان پر وہ تیر حوادث برابر لگاتا رہتا ہے، اب غم سے وہ خالی ہے جو عقلوں سے خالی ہے کیوں کہ عاقل انجام امور کی فکر میں معروف و مغموم رہتا ہے

بحر کامل کا شعر ہے ؎

ألیوم عہدکم فأین الموعد　　ہیہات لیس لیوم عہدکم غد !

ترجمہ: بوقت رخصت احباب کہتا ہے کہ آج تمھاری ملاقات کا روز ہے سو اس کے بعد کون سی جگہ ملاقات ہوگی۔ پھر اپنے نفس سے کہتا ہے کہ اے دوست تو تم سے کل ملاقات نہ ہوگی کیوں کہ میں کل کے آنے سے پہلے مرجاؤں گا۔

الموت أقرب مخلبا من بینکم　　والعیش أبعد منکم لا تبعدوا

ترجمہ: موت بلحاظ اپنے پنجوں کے تمھاری جدائی کی بہ نسبت مجھ سے قریب ہے یعنی قبل فراق مرجاؤں گا اور زندگی تم سے دور ہے کیونکہ وہ بحالت تمھاری موجودگی کے معدوم ہوجائے گی۔ پھر ان کو دعا دیتا ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

المجد عاف إذ عوفيت والكرم   وزال عنك إلى اعدائك الألم

ترجمہ۔ شرف وجود و کرم صحت مند ہو گئے جب تو تندرست ہوا اور تیری بیماری تجھ سے جدا ہو کر نصیب اعدا ہوئی۔

خارج از وزن اشعار کی خوبی

بحر بسیط میں کہا ہے

مرت بنا بین تربیها فقلت لها   من این جانس هذا الشادن العربا

ترجمہ: سو وہ اعرابیہ اپنے ہم دو عورتوں کے درمیان ہمارے پاس سے گزری تو میں نے تو میں نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کیسے یہ آہو برہ عرب کے مشابہ ہو گئے

بحر طویل کا شعر ہے

وغیث ظننا تحته ان عامرا   علا لم یمت او فی السحاب له قبر

ترجمہ: اور بہت سے باراں میں کہ ہم نے اس کے نیچے یہ سمجھا کہ عامر جذبہ روح آسمان کی طرف چڑھ گیا ہے اور وہ مرا نہیں یا اس کی قبر برابر میں ہے اور وہ برس رہا ہے۔ اس کی فیاضی کی تعریف ہی مدح ہے۔

بحر طویل میں کہا ہے

والا فخانتنی القوافی وعاقنی   عن ابن عبید اللہ ضعف العزائم

ترجمہ۔ اگر میں اپنے ہر دعویٰ مذکورہ میں جھوٹا ہوں تو قافیے یعنی اشعار مجھ سے دغا اور خیانت کریں اور تیری سب خرابیاں مجھ کو ابن عبید اللہ کے پاس جانے سے روک دیں یعنی نہ مجھ کو شعر کہنا نصیب ہو اور نہ میں ممدوح کے پاس جا سکوں۔

إذا صلت لم اترک مصالا لصائل   وإن قلت لم أترک مقاما لعالم

ترجمہ۔ جب میں حملہ کرتا ہوں تو کسی حملہ کرنے والے کو جائے حملہ نہیں چھوڑتا اور اگر

میں گفتگو کرتا ہوں تو کسی زبردست عالم کے لئے جائے گفتگو نہیں چھوڑتا یعنی میں بڑا بہادر اور اچھی گفتگو کرنے والا ہوں۔

بحر طویل کا ایک شعر ہے ؎

نودعهم والبین فینا کانه — قنا ابن ابی الهیجاء فی قلب فیلق

ترجمہ: ہم ان کو رخصت کرتے تھے اور جدائی ہم میں ایسی اثر کرتی تھی جیسے نیزے سیف الدولہ کے قلب لشکر اعداء میں عمل کرتے ہیں یعنی فراق ہم کو قتل کئے دیتا تھا۔

بحر کامل میں کہا ؎

ومقانب بمقانب غادرتها — اقوات وحش کن من اقواتها

ترجمہ: اور میں نے بہت سے لشکر عظیم اعداء کو بعید اپنے بڑے لشکر کے جنگلی جانور کی خوراک بنا دیا اور پہلے وہ وحشی جانور اس لشکر کی خوراک تھے۔

اقبلتها غرر الجیاد کانما — ایدی بنی عمران فی جبهاتها

ترجمہ: میں نے دشمنوں کے لشکر کے سامنے اپنے گھوڑے ایسے روشن پیشانی کر گیا بنی عمران کی نعمتیں ان کی پیشانی پر چمک رہی ہیں پیش کئے۔

بحر کامل کا ایک اور شعر ہے ؎

حدق یذم من القواتل غیرها — بدر بن عمار بن اسماعیلا

ترجمہ: وہ ایسی آنکھیں ہیں کہ ان کے سوا سب قاتلوں سے بدر بن عمار بن اسماعیل پناہ دیتا ہے مگر چشمان خونریز معشوقاں پر اس کا بھی زور نہیں چلتا ہے اور وہ کھلے خزانے عاشقوں کو قتل کرتی ہیں۔

بحر متقارب میں کہا ؎

ولو کنت فی اسر غیر الهوی — ضمنت ضمان ابی وائل

ترجمہ: اور اگر میں سوائے عشق کسی اور کی قید میں ہوتا تو میں مثل ابووائل کے ضمانت

دے کر چھوٹ جاتا مگر عشق کی قید میں کسی طرح سے رہائی ممکن نہیں ہے۔

فدی نفسه بضمان النضار　　　وأعطی صدور القنا الذ ابل

ترجمہ: ابو وائل نے سونے کی ضمانت دے کر اپنی جان چھڑائی اور اس کو سینہ ہائے باریک نیزوں کے عطا کئے۔ یعنی سیف الدولہ نے اسے دفعتہً مار ڈالا۔

عرب عورتوں پر غزل گوئی

بحر بسیط میں کہا ہے

ومن الجاذر فی زی الاعاریب　　　حمر الحلی والمطایا والجلابیب

ترجمہ: لباس عرب میں یہ بچہ ہائے گاؤ دشتی یعنی وہ عورتیں جن کی آنکھیں خوبصورتی اور حسن میں مثل آنکھ بچہ ہائے نیل گائے (نیل گائے بچوں کی آنکھ کی مانند) ہیں۔ کون ہیں جن کا زیور سرخ رنگ اونٹنیوں پر جو قابل پسند رنگ ہے سوار ہیں اور ان کی چادریں بھی سرخ ہیں۔

إن کنت تسائل شکا فی معارفها　　　فمن حلاك بتسهید وتعذیب

ترجمہ: پھر اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ اگر تو ان کی شناختوں میں شک کر کے ان کو پوچھتا ہے تو یہ تو بتا کہ تجھ کو مرض بیداری و عذاب دہی میں کس نے مبتلا کیا ہے!

سوائر ربما سارت هوادجها　　　منیعة بین مطعون ومضروب

ترجمہ: وہ عورتیں چلتی پھرتی ہیں ان کی سواری کے ہودج اکثر ایسے حال میں سفر کرتے ہیں کہ غیروں کی وہاں تک رسائی نہیں ہوتی۔ اگر کوئی ان تک پہونچنا چاہے تو وہ نیزے سے چھیدا جائے یا تلوار سے مارا جائے۔

یعنی وہ لوگوں میں بہت پسندیدہ تھیں، لوگ ان کی طرف جھکتے تھے اور ان کے لئے لوگ آپس میں لڑتے تھے۔

وربما وخدت ایدی المطی بها علی نجیع من الفرسان مصبوب

ترجمہ: اور بسا اوقات سواریوں کے ہاتھ یعنی ان کے اگلے پاؤں ان کو لے کر خونریز سواریوں پر تیز جاتے ہیں کیونکہ عاشق ان پر قتل پیدا کرتے ہیں اور محافظین ان کو قتل کرتے ہیں۔

کم زورۃ لک فی الاعراب خافیۃ اُدھی وقد رقدوا من زورۃ الذئب

ترجمہ: اپنے آپ کو خطاب کر کے کہتا ہے کہ محبوبہ کی ملاقات کے لئے اعراب میں جبکہ وہ سوتے تھے تیرا مخفی جانا ایسے وقت میں کہ وہ بھیڑیے کے آنے سے بھی زیادہ ہوشیاری سے تھا بہت دفعہ ہوا ہے، بھیڑیے کا مخفی طور پر آنا ضرب المثل ہے یعنی اپنی بہادری اور ہوشیاری کی تعریف کرتا ہے۔

أزورھم وسواد اللیل یشفع لی وأنثنی وبیاض الصبح یغری بی

ترجمہ: میں معشوقوں کے پاس رات کو جاتا ہوں اور رات کی سیاہی میری شفاعت اور مدد کرتی ہے کہ اس کی تاریکی کے سبب کوئی میرے آنے پر مطلع نہیں ہوتا اور آخر شب میں وہاں سے لوٹتا ہوں ایسے حال میں کہ صبح کی سفیدی محافظین کو میرے گرفتار کرنے پر برانگیختہ کرتی ہے کیونکہ وہ میرا آنا ظاہر کرتی ہے۔

شعروں کی خوبصورتی چیدہ الفاظ اور معانی نیز مناسب اوزان کی وجہ سے یہ اشعار اس کے دوسرے اشعار پر فوقیت لے گئے۔

قد وافقوا الوحش فی سکنی مراتعھا وخالفوھا بتقویض وتطنیب

ترجمہ: وہ اعراب اپنے گھروں کے رہنے میں وحوش کے موافق ہیں کیونکہ دونوں جنگل باش ہیں اور خیموں کے بوقت رحلت اکھاڑنے اور بوقت اقامت لگانے میں ان کے مخالف ہیں کہ وحوش یہ نہیں کرتے۔

فؤادہ کل محب فی بیوتھم ومال کل اُخیذ المال محروب

ترجمہ: دل ہر دوست کا ان کے گھروں میں اور مال ہر مال گرفتہ مال کا یعنی ان میں

جمال و شجاعت جمع ہے۔ ان کی عورتیں لوگوں کے دل لوٹتی ہیں اور مرد مال شہروں
کے۔

ما اوجہ الحضر المستحسنات بہ　　　کاوجہ البدویات الرعابیب

ترجمہ:۔ زنان شہری کے چہرے جو بسبب شہر باشی کے اچھے ہیں مثل چہرۂ زنان جنگل باش
سفید رنگ و گداز کے نہیں ہیں بلکہ بدویوں کے چہرے شہریوں سے اچھے ہیں۔

حسن الحضارۃ مجلوب بتطریۃ　　　وفی البداوۃ حسن غیر مجلوب

ترجمہ:۔ کیوں کہ شہری عورتوں کا حسن مانگ پٹی کے ذریعہ ہوتا ہے اور جنگل کی رہنے
والی عورتوں میں حسن غیر مصنوع ہے۔

افدی ظباء فلاۃ ما عرفن بہا　　　مضغ الکلام ولا صبغ الحواجیب

ترجمہ:۔ میں قربان ہوں آہوانِ دشتی پر جنھوں نے وہاں چبا چبا کر بولنا اور ابروؤں
کا رنگنا نہیں سیکھا یعنی وہ فصیح ہیں اور حسن خدا داد رکھتے ہیں۔

ولا برزن من الحمام ماثلۃ　　　اوراکہن صقیلات العراقیب

ترجمہ:۔ اور زنان بدویہ حمام سے ایسے حال میں نہیں نکلتیں کہ ان کے سرین ہلتے ہوں
یعنی مٹک کر اور اس طرح کہ ان کی ایڑیوں کے اوپر کا حصہ چمکتا ہو، یعنی ان کا حسن
خلقی ہے نہ کہ مصنوعی۔

ترجمہ۔ ومن ہوی کل من لیست مموہۃ　　　ترکت لون مشیبی غیر مخضوب

ومن هوكل من ليست مموهة ترکت لون مشيبي غير مخضوب

ترجمہ:۔ اور بسبب محبت ہر ایسی عورت کے جو اپنے حسن میں تصنع نہیں پسند کرتی ہے
میں نے اپنے بڑھاپے کے رنگ یعنی بال کی سفیدی کو بے رنگا چھوڑ دیا چونکہ میری
محبوبہ تکلف نہیں کرتی اس لئے میں نے بھی تکلف چھوڑ دیا۔

ومن هوى الصدق في قولي وعادته رغبت عن شعر في الوجه مكذوب

ترجمہ:۔ اور اس سبب سے کہ میں سچی بات پسند کرتا ہوں اور راستی کا خوگر ہوں منھ کو جھوٹے
بالوں سے اعراض کیا یعنی بالوں کو خضاب نہیں لگایا۔

ان اشعار میں تم کو گہرائی، شیرینی اور خوبصورتی نظر آئے گی۔

متنبی بدوی عورتوں کا وصف بہت شائستہ انداز سے بیان کرتا ہے، اپنے اس
طرز بیان میں وہ منفرد ہے، وہ جو کہنا چاہتا ہے اس پر اُسے پوری قدرت حاصل
ہوتی ہے۔ اس انداز میں اس کا بحر بسیط کا شعر ہے ؎

هام الفؤاد باعرابية سكنت بيتاً من القلب لم تمدد له طنبا

ترجمہ: میرا دل ایک اعرابیہ پر لٹو ہو گیا جو ایک دل کی کوٹھری پر قابض ہے جس کے
لئے اس نے طنابیں نہیں کھینچی ہیں۔

مظلومة القد في تشبيهه غصنا مظلومة الريق في تشبيهه ضربا

ترجمہ: اگر اس کے قد کو نزاکت میں شاخ سے تشبیہ دیں یا اس کے آب دہن کو شیرینی
میں سفید شہد سے تو اس کے قد اور آب دہن پر ظلم کیا جائے گا کیونکہ اس کا

قد شاخ اور اس کا آب دہن شہد سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

بحر کامل میں اُس کا شعر ہے ؎

إن الذين أقمت واحتملوا　　　أيامهم لديارهم دول

ترجمہ:۔ بیشک وہ دوست جو کوچ کر گئے ہیں اور میں بعد ان کی رحلت کے ٹھہرا رہا وہ ایسی خوبیوں کے اشخاص ہیں کہ وہ جہاں قیام فرمائیں تو ان کا قیام ان کی فرودگاہوں کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے کہ وہ ان کے قیام کے سبب بخوبی آباد ہو جاتی ہیں۔

الحسن يرحل كلما رحلوا　　　معهم وينزل حيثما نزلوا

ترجمہ:۔ جب وہ کسی مقام سے کوچ کرتے ہیں تو وہاں کی رونق اور خوبی ان کے ساتھ کوچ کر جاتی ہے اور جہاں وہ فروکش ہوتے ہیں وہ حسن ورونق وہاں ہی اتر پڑتی ہے۔

في مقلتي رشأ تديرهما　　　بدوية فتنت بها الحلل

ترجمہ: وہ حسن کوچ کرتا ہے ہرن کے بچے کی آنکھوں میں جن کو ایک بدویہ عورت حرکت دیتی ہے جس پر تمام اہل قافلہ مفتوں ہو رہے ہیں۔

تشكو المطاعم طول هجرتها　　　وصدودها ومن الذي تصل

ترجمہ: کھانے معشوقہ کے بہت دنوں سے ان کو چھوڑ دینے کے اور اس کے اعراض کے شاکی ہیں یعنی وہ ہمیشہ سے کم خوراک ہے جو عورتوں کی خوبیوں میں شمار ہوتی ہے اور اگر محبوبہ نے کھانا چھوڑا تو کیا تعجب ہے کیونکہ ہجر اس کی

پرانی عادت ہے وہ کسی سے بھی نہیں ملتی ہے۔

حسب ذیل انداز میں اپنے محبوب کی کم خوراکی کو بہت اچھے انداز میں بیان کیا ہے عرب عورتوں میں کم خوراکی کو بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔

ما أسأرت فی القعب من لبن　　　تركته وهو لمسك وا لعسل

ترجمہ:۔ معشوقہ جو اپنے پیالے میں اپنا جھوٹا دودھ چھوڑتی ہے تو اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ بسبب اس کے خوشبودار ہونے کے مشک کی طرح ہو جاتا ہے اور بسبب شیریں لب و آب دہن شہد۔

قالت ألا تصحو فقلت لها　　　اعلمتنی أن الهوی ثمل

ترجمہ: اس نے کہا تو کیوں مدہوشی عشق سے ہوش میں نہیں آتا تو میں نے اس کو جواب دیا کہ تو نے مجھ کو بتا دیا ہے کہ محبت نشہ ہے کیوں کہ ہوش میں آنا نشہ ہی کے بعد ہوتا ہے اور پہلے تو میں بسبب مدہوشی عشق کے یہ بات نہیں جانتا تھا۔

بحر طویل میں کہا ہے

دیار اللواتی دارهن عزیزة　　　لطول القنا یحفظن لا بالتمائم

ترجمہ: یہ خانہ ہائے ویران، گھران عورتوں کے ہیں کہ جن کے گھر نہایت عزیز ہیں اور اُن کی حفاظت دراز نیزوں کے ذریعے ہے نہ بذریعہ تعویذوں کے۔

حسان التثنی ینقش الوشی مثله　　　اذا مسن فی اجسادهن النواعم

ترجمہ:۔ وہ محبوبائیں خوش رفتار ہیں اور ایسی نازک اندام ہیں کہ ان کے اجسام نازک میں جب وہ تبختر سے چلتی ہیں ان کے ریشمی کپڑوں کی بوٹیاں آن پڑتی ہیں۔

ویبسمن عن در تقلدن مثله　　　كأن التراقی وشحت بالمباسم

ترجمہ:۔ وہ ایسے دندان سے ہنستی ہیں جو موتیوں کی مانند سفید ہیں اور دندان کے سفید موتیوں کا ہار پہنے ہوئے ہیں گویا ان کے سینوں پر دانتوں کی بدھی

ڈال دی گئی ہے۔

غزلیہ اشعار کا حُسن

بحر کامل کا شعر ہے ؎

قد کان یمنعنی الحیاء من البکاء　　فالآن یمنعہ الیک ان یمنعا

ترجمہ:۔ بے شک پہلے مجھ کو حیا و شرم رونے سے روکتی تھی سو آج بسبب شدت الم فراق میرا رونا حیا کو منع گریہ سے روکتا ہے یعنی پہلے حیا پر گریہ غالب آتی تھی اور آج گریہ حیا پر غالب ہے۔

حتی کان لکل عظم رنۃ　　فی جلدہ ولکل عرق مدمعا

ترجمہ:۔ اب میری کثرت بکا کا حال یہاں تک پہونچا کہ ہر استخوان کو اس کی کھال میں ایک ایک رونے کی آواز ہے اور ہر رگ کے لئے جگہ آنسو بہانے کی۔

سفرت وبرقعہا الحیاء لصفرۃ　　سترت محاسنہا ولم تک برقعا

ترجمہ:۔ اس نے اپنا چہرہ دم رخصت کھولا تو شرم و خوف و حیا و درد و فراق نے اس پر زرد رنگی کا ایسا برقع ڈال دیا جس نے اس کی خوبی ہائے حسن کو چھپا لیا اور حقیقت میں اس وقت اس کے چہرے پر برقع نہ تھا۔

فکانہا والدمع یقطر فوقہا　　ذہب بسمطی لؤلؤ قد رصعا

ترجمہ:۔ سو گویا وہ زردی چہرہ ایسے حال میں کہ اشک متواتر اس پر ٹپکتے تھے۔ ایک سونا تھی جو دو موتیوں کی لڑی سے جڑا گیا ہے۔ زردی چہرہ کو سونے سے اور قطرات متواتر اشک کو موتی کی لڑی سے تشبیہ دی ہے

کشفت ثلاث ذوائب من شعرہا　　فی لیلۃ فأرت لیالی أربعا

ترجمہ:۔ محبوبہ نے ایک رات اپنے سر کے بالوں کے تین گیسو کھول دیے سو اس نے ایک جگہ چار راتیں دکھلا دیں بر گیسو بشدت سیاہی کے بجائے ایک

رات کے تھا اور جو تھے خود رات تھے۔

واستقبلت قمر السماء بوجهها فأرتني القمرين في وقت معا

ترجمہ: محبوبہ نے اپنا روئے منور آسمانی چاند کے سامنے کر دیا سو اس نے مجھ کو دو چاند ایک وقت اکٹھے دکھا دئے، ایک اس کا چہرا اور دوسرا خود چاند۔

یہاں پر اس نے محبوب کی کل صفات کو اچھے الفاظ اور خوب صورت معانی میں بیان کیا ہے

بحر وافر ؎ أيدري الربع أي دم أراقا؟ وأي قلوب هذا الركب شاقا

ترجمہ: کیا منزل محبوب جانتی ہے کہ اس نے کس کا خون گرایا اور اس قافلۂ شتر سوار میں کس کس کے دل مشتاق کئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب میں نے خانہ محبوب خالی دیکھا پہلے جوش شوق ہوا اور گریہ آیا اور جب اشک تمام ہوئے تو خون بہا یعنی کیا منزل محبوب یہ ماجرا نہیں جانتی۔

لنا ولأهله أبداً قلوب تلاقى في جسوم ما تلاقى

ترجمہ:۔ ہمارے لئے اور اہل اس منزل کے لئے جو وہاں سے چلے گئے ہمیشہ ایسے دل ہیں جو بسبب دوام ذکر و یاد ایام وصال آپس میں ملتے رہتے ہیں مگر وہ دل ایسے جسموں میں ہیں جو باہم ملاقات نہیں کرتے۔

ایسا لگتا ہے کہ متنبی نے ابن المعتز کے بحر رجز کے حسب ذیل شعر سے متاثر ہو کر اپنا شعر کہا ہے ؎

أنا على التباعد والتفرق لنلتقي بالذكر إن لم نلتقي

ترجمہ: اگر چہ ہم دور ہیں اور ایک دوسرے سے جدا ہیں اور ہماری ملاقات نہیں ہوتی ہے لیکن یاد کے ذریعے ہم ایک دوسرے سے ملاقات کر لیتے ہیں۔

اسی قصیدے میں متنبی نے کہا ؎

فليت هوى الأحبة كان عدلا فحمل كل قلب ما أطاقا

ترجمہ۔ سو کاش دوستوں کا عشق عادل ہوتا تو ہر دل پر اسی قدر بوجھ رکھتا جس کی،

وہ طاقت رکھتا ہے مگر یہ عشق بڑا ظالم ہے کہ کاہ پر کوہ کا بوجھ رکھ دیتا ہے

وقد أخذ التمام البدر فيهم　　وأعطاني من السقم المحاقا

ترجمہ: اور جب انھوں نے کوچ کیا تو ان میں پورا چودھویں رات کا چاند پنے حسن و جمال کے سبب ہوگیا اور اس بدر نے مجھ کو بسبب بیماری عشق کے گھٹا دیا۔

ومن الفرح والقدمين نور　　يقود بلا أزمتها النياقا

ترجمہ:۔ اور محبوب کی باتوں سے لے کر قد تک ایسا نور تھا کہ وہ اونٹوں کو بے ان کی باگوں کے چلاتا تھا۔

وطرف إن سقى العشاق كأسا　　بها نقص سقانيها دهاقا

ترجمہ: اور اس کی ایسی آنکھ تھی کہ اگر وہ اور عشاق کو اوچھا پیالہ پلا دے تو وہ مجھ کو چھلکتا ہوا پیالہ پیالہ پلا دے۔ یعنی وہ قدر شناس ہے اور ہر ایک کو بقدر اس کے عشق کے پلاتی ہے۔

وخصر تثبت الأحداق فيه　　كأن عليه من حدق نطاقا

ترجمہ:۔ اور اس کی ایسی کمر ہے کہ بسبب اس کی خوشنمائی کے ناظرین کی آنکھیں اس میں رہ جاتی ہیں گویا اس کی کمر پر دیکھنے والوں کی نظروں کا کمر بند بندھا ہے یعنی عشاق کی آنکھوں نے اس کی کمر کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔

بحر منسرح میں کہا ؎

كأنما قدها إذا انفتلت　　سكران من خمر طرفها ثمل

ترجمہ:۔ اس کا قد جب وہ خراماں چلتی ہے گویا وہ اس کی آنکھ کی شراب کے نشہ سے مست ہے یعنی گویا اس کے قد نے اس کی نگاہ مستانہ کو دیکھا ہے اور اس لئے مست ہوگیا ہے۔

يجذبها تحت خصرها عجز　　كأنه من فراقها وجل

ترجمہ: محبوبہ کو اس کے گراں بار سرین جو زیر کمر ہیں کھینچتے ہیں اور فربہی کے سبب

اس کا گوشت ایسے حرکت کرتا ہے گویا وہ اس کے فراق سے ڈرتا ہے اور اس سبب سے وہ مثل خائف لرزے میں مبتلا ہے۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

شلت عینك فی حشای جراحة فتشابها کلتاهما نجلاء

ترجمہ: جب کہ تو نے میرے تیر نظارہ مارا تو تو نے مانند اپنی چشم فراخ کے میرے اعضائے باطن میں ایک کشادہ زخم لگا دیا۔ اب تیری چشم اور میرا زخم دونوں ایک ہی تیر کا نشانہ بنے ہیں۔

نفذت علی السابری و ربما تندق فیه الصعدة السمراء

ترجمہ:۔ وہ آنکھ میرے جسم میں مضبوط زرہ کو توڑ کر نفوذ کر گئی باوجودیکہ اکثر اس زرہ میں گندم گوں سیدھے نیزے ٹوٹ جاتے تھے حاصل یہ ہے کہ وہ زرہ نیزوں سے جسم کی حفاظت کرتی تھی مگر تیر نظر کو روک نہ سکی۔

بحر وافر میں کہا ؎

کأن العیس کانت فوق جفنی مناخات فلما ثرن سالا

ترجمہ: گویا دوستوں کے اونٹ میری مژہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس لئے میرے اشک رکے ہوئے تھے۔ جب وہ اٹھے تو میرے اشک جاری ہو گئے۔

لبسن الوشی لا متجملات ولکن کی یصن به الجمالا

ترجمہ:۔ انھوں نے جامہائے منقش ریشمی بغرض حصول زینت نہیں پہنے کیونکہ ان کو زینت مصنوعی کی ضرورت نہیں مگر بقصد اپنی خوب روئی وحسن چھپانے کے پہنے ہوئے ہیں۔

وضفرن الغدائر لا لحسن ولکن خفن فی الشعر الضلالا

ترجمہ:۔ انھوں نے موئے سر کی چوٹیوں کو خوبصورتی کے لئے نہیں گوندھا مگر ان کو یہ خوف ہوا کہ اگر وہ نہ گوندھے جائیں گے تو وہ محبوبات اپنے بالوں کی کثرت اور

طول کے سبب ان میں غائب ہو جائیں گی۔

حروف تشبیہ کے بغیر حسنِ تشبیہ

بحر وافر میں کہا ہے ؂

بدت قمراً ومالت خوط بان — وفاحت عنبراً ورنت غزالا

ترجمہ: محبوبہ اپنے حسن میں بحالت قمر ظاہر ہوئی اور مثل شاخ درخت بان جھکی اور ماند عنبر خوشبو دی اور اس نے مثل غزال دیکھا۔

بحر بسیط ؂

تروا الی لعین الظبی مجهشه — وتمسح الطل فوق الورد بالعنم

ترجمہ:۔ وہ محبوبہ روتی چشم بنا کر میری طرف چشم آہو سے دیکھتی ہے اور اپنے رخسار مثل گلاب سے اشک مثل شبنم کو اپنی انگشت ہائے سرخ سے پونچھتی ہے یہاں متنبی نے چار چیزوں کو چار چیزوں سے بے حرف تشبیہ دی ہے، محبوبہ کو آہو سے، اس کے اشکوں کو شبنم سے رخسار کو گلاب اور انگشت ہائے سرخ کو عنم سے

بحر کامل ؂

نفس تری وسحابتین بموضع — من وجهه ویمینه وشماله

ترجمہ: ممدوح کے چہرے اور اس کے دست راست کے سبب ایک قمر اور دو ابر ہم ایک جگہ اکٹھے دیکھتے ہیں یعنی اس کا چہرہ مثل قمر ہے اور اس کے دونوں ہاتھ دو ابر کہ ان سے دوستوں کے لئے بخشش کرتا ہے اور دشمنوں کے خون گراتا ہے۔

بحر بسیط ؂

اُمّا رخ سقم عینیه وحملنی — من الهوی ثقل ما تحوی ماٰزرہ

ترجمہ: اس محبوب بیمار چشم نے اپنی دونوں آنکھوں کی بیماری مجھ کو مستعار دے دی یعنی میں ان کے سبب ان کی مانند بیمار ہو گیا۔ علاوہ ازیں انھوں نے مجھ پر بار عشق اتنا لاد دیا جتنا اس کے سرین بوجھل وبھاری ہیں یعنی بار اتنا ہی مجھ پر رکھ دیا۔

بحر وافر ؎

عرفت نوائب الحدثان حتی　　　لو انتسبت لکنت لہا نقیبا

ترجمہ: میں نے مصائب حوادث کو اس قدر خوب جان لیا ہے کہ اگر وہ صاحب نسب ہوں یعنی کسی طرف منسوب ہوں تو ان کا نساب یعنی نسب بیان کرنے والا ہوں۔

بحر کامل ؎

فأتیت معتزما ولا أسد　　　ومضیت منہزما ولا وعل

ترجمہ: تو ایسا قصد کر کے آیا کہ ایسا حملہ شیر بھی نہیں کر سکتا اور بھاگتا ہوا ایسا چل دیا کہ ایسا بز کوہی بھی نہیں بھاگتا

گھوڑے کی تعریف کرتے ہوئے بحر متقارب میں کہا ؎

خرجن من النقع فی عارض　　　ومن عرق الرکض فی وابل

ترجمہ: ممدوح کے گھوڑے کثرت غبار سے ایسے نمایاں ہوئے جیسے کوئی چیز ابر سے برآمد ہو اور تیز ہنکانے کے سبب جوان کو عرق آرہا تھا اس میں سے ایسے نکلے جیسے مینہ برسنے والے باران سے۔

بحر خفیف میں کہا ؎

وجیاد یدخلن فی الحرب أعرا　　　ء ویخرجن من دم فی جلال

ترجمہ: ان کے سر تھرے ایسے گھوڑوں کی نعلوں کی جوتیاں بن جائیں، جو لڑائی میں بے گردنوں کے جاتے ہیں اور خون اعداء کی جھولیں پہن کر نکلتے ہیں

واستعار الحدید لونا وألقی　　　لونہ فی ذوائب الاطفال

ترجمہ: اور آہن شمشیر اور نیزہ جو بسبب صیقل دار ہونے کے سفید تھے بسبب خون اعداء ان پر خشک ہو کر سیاہ ہو جانے کے دوسرا رنگ مستعار لے لیں یعنی سفید سے سیاہ معلوم ہونے لگیں اور اپنا رنگ لڑکوں کے بالوں میں ڈال دیں کہ وہ بسبب شدت خوف سیاہ سے سفید ہو جائیں۔

تشبیہات اور تمثیلات دینے میں اُس کی جدّت

بحر طویل میں کہا ؎

دانّ نهاری لیلة مد لهمة　　علی مقلة من فقدکم فی غیاهب

ترجمہ:- کیونکہ میرا دن اس آنکھ پر تھا جو تمھاری دوری سے تاریکیوں میں ہے شب دیجور ہے یعنی تمھارے ہجر کے صدمے سے میں اندھا ہوگیا ہوں اس لئے آنکھ کو روز روشن بھی شب تاریک ہے۔

بعیدة مابین الجفون کانها　　عقدتم اعالی کل هدب بحاجب

ترجمہ:- اس آنکھ کی ایک پلک دوسری سے ایسی دور ہے کہ گویا تم نے اے محبوبو! جا بجا ئے اعلیٰ ہر پلک فوقانی کی ابرو سے باندھ دے اس لئے آنکھ بند نہیں ہوتی تیرا نہ دیکھتا رہتا ہوں جب آنکھ بند نہیں ہوتی ہے تو خواب کا کیا ذکر ہے اور پلک بالا کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ آنکھ اس کی نیچے آنے سے بند ہوتی ہے کیوں کہ حرکت اسی کی ہے۔

ابن جنی نے کہا کہ یہ شعر بشار کے بحر وافر کے حسب ذیل شعر سے بہت مشابہ ہے ؎

جفت عینی عن التغمیض حتی　　کأن جفونها عنها قصار

ترجمہ:- میری آنکھ نے بند ہونے سے سختی کی یعنی بند نہیں ہوئی گویا کہ پلکیں آنکھوں سے چھوٹی ہوگئیں۔

قاضی نے ذکر کیا ہے کہ یہ شعر طرمی کے بحر طویل کے حسب ذیل شعر سے ماخوذ ہے ؎

وانا امسی مرفوع الی النجم کأنما　　قفای الی صلبی بخیط مخیط

ترجمہ:- میرا سر ستارے کی طرف اس طرح اٹھا ہوا ہے جیسے کہ میری ریڑھ کی ہڈی میری پیٹھ سے دھاگے کے ذریعہ سی دی گئی ہو۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

کأن رقیباً منک سد مسامعی عن العذل حتی لیس یدخلها العذل

ترجمہ:- میرا حال ملامت کے نہ سننے میں ایسا ہے کہ گویا تیری طرف ایک محافظ نے میرے کان ملامت کے سننے سے بند کر دیے ہیں تاکہ ان میں ملامت داخل نہ ہو سکے۔

کأن سہاد العین یعشق مقلتی فبینہما فی کل ہجر لنا وصل

ترجمہ:- گویا بیداری شب میری آنکھ پر عاشق ہے۔ سو ان دونوں میں ہماری ہر شب ہجر میں ملاقات ہوتی رہتی ہے خلاصہ یہ ہے کہ میں شب ہجر میں سوتا نہیں ہوں۔

بحر طویل کا ایک شعر ہے

رأیت الحمیا فی الزجاج بکفہ فشبہتہا بالشمس فی البدر فی البحر

ترجمہ:- میں نے شیشۂ شراب اس کے ہاتھ میں دیکھا تو میں نے شراب کو آفتاب سے تشبیہ دی جو شیشہ مثل بدر میں ہے اور اس کے ہاتھ میں جو کہ سخا میں مثل بحر ہے۔

بخار کے لئے بحر وافر میں کہا

وزائرتی کأن بہا حیاء فلیس تزور الا بالظلام

ترجمہ:- اپنی تپ کو جو رات کو آتی تھی ایک معشوقہ شرمگیں سے تشبیہ دے کر کہتا ہے کہ معشوقہ میرے پاس گویا بسبب حیا کے نہیں آتی مگر شب تاریک میں۔ حمی رات میں آنے والے بخار کی ایک قسم ہے۔

بذلت لہا المطارف والحشایا فعافتہا وباتت فی عظامی

ترجمہ:- میں نے اس محبوبہ کے لئے چادر ہائے ریشمی پلڑ دار اور گدے استعمال کئے سو اس نے ان دونوں چیزوں کو مکروہ سمجھا اور ان پر آرام نہ کیا اور میرے استخوانوں میں تپ گذری یعنی تپ کے ساتھ لرزہ بھی ہے۔

ہرن کی تعریف کرتے ہوئے بحر رجز میں کہا

اغناہ حسن الجید عن لبس الحلی وعادۃ العری عن التفضل

كأنه مضمخ بصندل

ترجمہ:۔ اس ہرن کو اس کی گردن کے حسن نے زیور پہننے سے بے پرواہ کر دیا تھا اور برہنگی کی عادت استعمال لباس سے، گویا وہ ہرن صندل میں لپٹا ہوا تھا۔
یعنی صندلی رنگ کا تھا۔

اس نے وبا کی تیزی اور سستی کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے بحر وافر میں کہا ؎

وما أنا غير سهم في هواء　　يعود ولم يجد فيه امتساكا

ترجمہ:۔ اور میں سوائے تیر ہوائی کے اور کچھ نہیں ہوں کہ وہ اپنی غایت ارتفاع پر پہونچ کر بے ٹھہرے فوراً لوٹ آتا ہے اور ایسا ہی میرا وطن جانا ہے کہ پہونچتے ہی فوراً واپس آجاؤں گا۔

ابن جنی نے کہا کہ علماء کا اس شعر پر اختلاف ہے، کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اگر تیر یا تیر کہیں پھینکا جائے تو اس کے اوپر جانے کی ایک حد ہوتی ہے اس کے بعد وہ نیچے گر جاتا ہے دوسرے کہتے ہیں کہ اس کی کوئی حد نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کے نیچے گرنے کا پہلا لمحہ ہی اس کی بلندی کا آخری لمحہ ہوتا ہے۔

لوگوں کا عام طور سے خیال ہے کہ یہ اس کا بہترین شعر ہے، جو کہ اس نے بحر طویل میں کہا اللہ اس سے پہلے کسی اور نے اس خیال کو نہیں لکھا ؎

كريم نفضت الناس لما لقيته　　كأنهم ما جف من زاد قادم

ترجمہ:۔ وہ ایسا کریم ہے کہ جب میں اس کے پاس پہونچا تو سب لوگوں کو میں نے دل سے دور کر دیا اور ایسے جھاڑ دیا کہ گویا وہ توشہ خشک سفر سے واپس آنے والوں کے ہیں۔ دستور ہے کہ جب مسافر اپنے وطن میں پہونچتا ہے تو بقیہ توشہ جھاڑ دیتا ہے۔

وكاد سروري لا يفي بندامتي　　على تركه في عمري المتقادم

ترجمہ:۔ جب میں اس کی خدمت میں پہونچ کر مسرور ہوا تو قریب تھا کہ میری خوشی

اس ندامت کو کافی نہ ہو جو میری عمر گزشتہ میں اس کے چھوڑنے اور اس سے
عبدا رہنے میں مجھ کو لاحق ہوئی ہے، میری وہی عمر اچھی ہے جو اس کی خدمت
میں بسر ہوئی ہو۔

شعر کی تعریف میں اس نے بحر بسیط میں کہا ؎

إذا خلعت على عرض له حللا   وجدتها منه في أبهى من الحلل

ترجمہ:- جب کہ میں اس کی آبرو کو اپنی مدح کا خلعت پہناتا ہوں یعنی اس کی تعریف
کرتا ہوں تو میں اس خلعت مدح کو تمام خلعتوں سب سے اچھی پاتا ہوں۔

بذي الغباوة من إنشادها ضرر   كما تضر رياح الورد بالجعل

ترجمہ:- میرے اشعار پڑھنے سے غبی جاہل کو نقصان پہونچتا ہے جیسے گلاب کے پھول
کی خوشبو گوبر والے کیڑے کو جو ہمیشہ نجاست میں رہتا ہے نقصان پہونچاتی ہے۔
کیونکہ گوبر کا کیڑا اگر گلاب کے پھول سے ڈھنک جائے تو وہ اس کی خوشبو سے
بے ہوش ہو جائے گا۔

دیگر شعراء کی تحقیر

بحر بسیط میں کہا ؎

وإنما نحن في جيل سواسية   شر على الحر من سقم على البدن

ترجمہ:- سوائے اس کے نہیں ہے کہ ہم ایسے قرن میں پیدا ہوئے کہ اس کے اہل
برائی میں سب برابر ہیں جو شریف مرد کے حق میں اس سے زیادہ موذی
ہیں جیسے بیماری بدن کو۔

حولي بكل مكان منهم خلق   تخطي إذا جئت في استفهامها بمن

ترجمہ:- ہر جگہ میرے گرد ایسے گروہ یا ایسی صورتیں جمع رہتی ہیں کہ اگر تو ان کا
استفہام بلفظ "من" جو ذی عقل کے واسطے ہوتا ہے کرے تو تو خطا کار

ہوگا۔ کیوں کہ وہ لوگ مثل بہائم ہیں۔ بلکہ ان کا استفہام بلفظ "ما" جو
غیر ذی عقل کے واسطے ہوتا ہے کرنا چاہیئے یعنی ان کا استفہام "ما انتم" سے
کرنا چاہیئے "من انتم" سے نہیں۔

"من" کا استعمال ذی عقل کے لئے ہوتا ہے لیکن متنبی تو ان لوگوں کو جانور
سمجھتا ہے اس لئے ان کے بارے میں اس کا "من انتم" کہنا غلط ہے۔ اسے تو "ما انتم"
کہنا چاہیئے تھا اس لئے کہ "ما" غیر ذی عقل کے لئے کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جیب
جریر نے بحر بسیط میں کہا ؎

یا حبذا جبل الریان من جبل　　　وحبذا ساکن الریان من کانا

ترجمہ:۔ کتنے اچھے ہیں پہاڑوں میں ریان کے پہاڑ اور کتنے اچھے ہیں وہاں کے رہنے
والے جو وہاں رہتے ہیں۔

تو فرزدق نے کہا کہ اگر وہاں کے رہنے والے بندر ہوں تب؟
اس پر جریر نے کہا، اگر میرا ارادہ اس بات کا ہوتا تو میں "ماکانا" کہتا "من
کانا" نہ کہتا۔

بحر بسیط میں متنبی نے کہا ؎

نتاج رأیک فی وقت علی عجل　　　کلفظ حرف وعاہ سامع فہم

ترجمہ:۔ یہ کشتیوں کا ایجاد ایک ایسے شتابی کے وقت مثل تلفظ ایک حرف کے کہ اس کو
سامع فہم نے سنا تیری ہی رائے کا نتیجہ ہے یعنی تو نے یہ ایجاد ایسا جلد
کیا جیسا ایک حرفی کلمہ مثل "ق" بولے اور سامع فہیم اس کو سمجھ جائے۔

بحر بسیط کا ایک اور شعر ہے ؎

من اقتضی بسوی الهندی حاجته　　　أجاب کل سؤال عن هل بلم

ترجمہ:۔ جو شخص بغیر شمشیر ہندی کے اپنی حاجت طلب کرے گا تو وہ ہر سائل کو جو اس
سے پوچھے گا کہ کیا تو نے اپنا مطلب حاصل کیا ہے کہے گا نہیں یعنی کامیابی

بے شمشیر ممکن نہیں ہے۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

أمضى إرادته فسوف له قد ﴿﴾ واستقرب الأقصى فثمّ له هنا

ترجمہ:۔ وہ اپنے ارادے کا پکا ہے جو کرنا چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ پس کلمہ "سوف" جو استقبال کے لئے ہے ممدوح کے لئے بجائے کلمہ "قد" کے ہے جو ماضی کے لئے ہے یعنی وہ جو کام کرنا چاہتا ہے وہ قطعی الظہور بمنزلہ ماضی کے ہوتا ہے اور وہ امر بعید کو بہت نزدیک سمجھتا ہے۔ یعنی بسبب اپنی بلند عزمی کے بجائے کلمہ "ثم" جو اشارہ بعید کے لئے ہے کلمہ ہنا جو اشارہ قریب کے لئے ہے۔

"سوف" کا استعمال زمانہ مستقبل کے لئے ہوتا ہے اور "قد" کا استعمال ماضی کے لئے اور حال کو اپنے قریب لانے کے لئے ہوتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی چیز کی نیت کرتا ہے تو گویا وہ خود اپنی نیت سے مقابلہ کرتا ہے۔ بحر کامل میں کہا ؎

دون التعانق ناحلين كشكلتي ﴿﴾ نصب أدقهما وضم الشاكل

ترجمہ:۔ بہت سے وقفے بے معانقے کے ایسے حال میں تھے کہ ہم دونوں بسبب صدمۂ عشق لاغر اور قریب یکدگر تھے۔ مثل دو شکل نصب کے جن کو کاتب نے بہت باریک و پاس پاس لکھ دیا ہو کہ وہ باوجود غایت قرب متعانق نہیں ہوتے

بحر وافر کا شعر ہے ؎

ولولا كونكم في الناس كانوا ﴿﴾ هراء كالكلام بلا معان

ترجمہ:۔ اگر تم لوگ منجملہ انسان نہ ہوتے تو وہ سب لغو اور فاسد اور مہمل مثل بے معنی کلام کے ہوتے یعنی یہ جو لوگوں میں خوبیاں ہیں صرف تمھارے سبب ہیں۔

بحر طویل میں کہا ؎

قشير وبالعجلان فيها خفية ﴿﴾ كراءين في ألفاظ ألثغ ناطق

ترجمہ:۔ قشیر و بنی العجلان جیسے کثیر التعداد قبیلے ان قبیلوں میں جو سیف الدولہ کے روبرو

بھاگ پوشیدہ اور بے حقیقت ہیں جیسے دو رائیں بولنے والے توتلے کے الفاظ
میں یعنی سیف الدولہ کے مقابلے میں باوجودیکہ اس کثرت سے قبائل تھے گران کو
بھاگنا ہی پڑا۔

بحرِ طویل کا ایک اور شعر ہے ؎

إذا کان ما تنویه فعلاً مضارعاً مضی قبل أن تلقی علیه الجوازم

ترجمہ:۔ جب تو کسی کام کے انجام کا قصد کرتا ہے تو یہ فعل مستقبل ہوتا ہے مگر وہ
فعل تیرے بخت سعید کے سبب اس سے پہلے کہ اس پر حروف جازمہ لگائے
جائیں فعل ماضی ہو جاتا ہے یعنی ظہور پذیر ہو۔

مضارع وہ ہے جس میں "أقوم، نقوم، تقوم اور یقوم میں سے ایک پایا جائے
اور وہ کہتا ہے کہ اگر کسی چیز کی نیت تم نے کی تو اسے اس کے ختم ہونے سے پہلے حاصل
کرلو۔ لوگوں کے کہنے سے پہلے جبکہ وہ کہیں کہ نہیں کیا یا اگر کرتا۔ مثلاً بحرِ وافر کا شعر؎

وکان ابنا عدو کاثراه له یائی حروف انیسیان

ترجمہ:۔ تیرے دشمن کے دو بیٹے جو اس جمع کی تعداد بڑھاتے ہیں وہ دونوں مثل دو
'یائے' زائد حروف انیسیان تصغیر کلمہ انسان کے ہیں۔

'انیسیان' انسان کی تصغیر اور تحقیر ہے۔ 'انسان' میں پانچ حروف ہیں اور وہ اسم
مکبّر ہے تو اگر اسے چھوٹا کرنا چاہیں تو اس میں دو 'ی' بڑھا دی جائے حالانکہ اس کے
حروف زیادہ ہو جاتے ہیں لیکن معانی کم ہو جاتے ہیں۔ جس طرح کہ اس کے دشمن کے پاس
دو بچے ہیں تو وہ ان پر طنز کرنے کے لئے انھیں زیادہ بتاتا ہے اور انھیں لوگوں کی نظروں سے
گرا دیتا ہے۔

متنبی کے کلام میں ذو معنی مدحیہ اشعار

جس طرح کپڑے کے دو رُخ ہوتے ہیں اور دونوں ہی خوبصورت ہوتے ہیں اسی طرح

ذو معنی اشعار ہوتے ہیں۔ بحر طویل میں کہا ہے

نہبت من الاعمار مالو حویتہ لہنئت الدنیا بانک خالد

ترجمہ:۔ تو نے دشمنوں کی اس قدر عمریں ان کو قتل کرکے لوٹی ہیں اگر تو ان سب کو جمع کرلیتا اور اپنی عمر پران کا اضافہ کردیتا تو دنیا کو اس بارے میں مبارکباد دی جاتی کہ تو ہمیشہ رہے گا۔

ابن جنی نے کہا کہ اگر متنبی نے سیف الدولہ کی مدح میں صرف یہی ایک شعر کہا ہوتا تب بھی سیف الدولہ کے لئے یہ کافی ہوتا اور وہ ہمیشہ کے لئے زندۂ جاوید ہو جاتا۔ یہی مدح موجبہ کہلاتی ہے، سیف الدولہ کے دشمنوں کے ختم ہونے پر اس نے یہ شعر کہا۔ پھر اس نے شعر کے آخر میں سیف الدولہ کی بقا اور اس کے لئے عمر جاودانی کی تمنا بھی ظاہر کردی۔ بحر بسیط کا شعر ہے

عمر العدو إذا لاقاہ فی رھج أقل من عمر ما یحوی إذا وھبا

ترجمہ:۔ دشمن کی عمر جب وہ غبار جنگ میں اس کے سامنے آجاتا ہے اس کے مال سے جب وہ بخشنے لگے کم تر ہوتی ہے یعنی جیسا اس کا مال اس کے ہاتھ میں آتا ہے فوراً خرچ ہو جاتا ہے ایسے ہی دشمن کی عمر فوراً تمام ہوجاتی ہے

مال کان غراب البین یرقبہ نکلما قیل ھذا مجتدا نعبا

ترجمہ:۔ جس مرتبے کے حصول میں اس کا قصد کرنے والا اپنی کوتاہی اور درماندگی کی شکایت کرتا ہے ابن علی یعنی ممدوح کو اس پر کامیابی بس نہیں کراتی یعنی جس مرتبے کا حصول اوروں کو دشوار ہے یہ ان پر بھی بس نہیں کرتا۔

بحر منسرح میں کہا ہے

تشرق تیجانہ لغرتہ اشراق الفاظہ بمعناھا

ترجمہ:۔ اس کے سر پر اس کے تاج بسبب اس کے روئے تاباں کے ایسے چمکتے ہیں جیسے اس کے الفاظ اپنے معانی سے روشن ہوتے ہیں۔

بحر منسرح کا ایک اور شعر ہے ؎

تشرق اعراضهم واوجههم　　　کانما فی نفوسهم شیم

ترجمہ:۔ ان کی آبروئیں اور ان کے چہرے ایسے چمکتے ہیں گویا وہ ان کے نفوس میں خصلتیں ہیں یعنی وہ لوگ پاک صورت و سیرت و باآبرو ہیں۔

بحر طویل میں کہا ؎

إلى كم ترد الرسل فيما أتوا له　　　كأنهم فيما وهبت ملام

ترجمہ:۔ تو کب تک قاصدوں کو اس غرض سے جس کے لئے وہ آئے ہیں ایسا ناکام لوٹا دے گا گویا کہ وہ تیرے بخشش کے معاملے میں ملامت ہیں!

بحر طویل کا ایک اور شعر ہے ؎

يخيل لي ان البلاد مسامعي　　　وأني فيها ما تقول العواذل

ترجمہ:۔ میرے لئے خیال کیا جاتا تھا کہ جنگل اور میدان گویا میرے کان ہیں اور میں ان میں ملامت گروں کی گفتگو ہوں یعنی میں ایک شہر سے گزر کر دوسرے شہر میں بلا توقف جاتا تھا اور ٹھہرتا نہ تھا جیسے ملامت ایک کان میں آتی ہے اور دوسرے کان سے نکل جاتی ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

كأن ألسنهم في النطق قد جعلت　　　على رماحهم في الطعن خرصانا

ترجمہ:۔ گویا ان کی زبانیں گویائی میں ایسی تیز ہیں جیسے ان کے نیزوں پر بوقت نیزہ زنی بھالیں یعنی ان کی زبانیں ایسی تیز ہیں جیسے ان کے نیزے۔

سیف الدولہ کو تلوار سے تشبیہ دینے میں سلیقہ مندی

بحر متقارب میں کہا ؎

لقد رفع الله من دولة　　　لها منك يا سيفها منصل

ترجمہ:۔ بے شک خدا نے اس دولت کو بلند کیا یعنی خلیفہ کو تجھ سے اے سیف اللہ
ایک شمشیر براں حاصل ہوگئی ہے دولت سے مراد دولت خلافت ہے۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

لولا سمی سیوفہ مضاؤہ   لما سللن لکن کالاجفان

ترجمہ:۔ اگر شمشیرہائے اس کا ہم نام یعنی سیف الدولہ اور اس کے تیزی انجام
امور مشکلہ میں جبکہ تلواریں میان سے باہر نہ کھینچ گئی ہوتیں تو یہ تلواریں
مثل اپنی میانوں کے قتل اعداء میں نکمی ہوتیں۔

بحر طویل میں کہا ؎

عزاءک سیف الدولۃ المقتدیٰ بہ   فانک نصل والشدائد للنصل

ترجمہ:۔ اے سیف الدولہ اپنا ایسا صبر لازم پکڑ جس کی سب پیروی کرتے ہیں
کیونکہ تو تلوار کا پھل ہے اور تمام شدائد تلوار کے پھل کے لئے ہیں کہ وہ
لوہوں کو کاٹتا ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

یسمی الحسام ولیست من مشابھہ   وکیف یشتبہ المخدوم والخدم

ترجمہ:۔ اس کا نام شمشیر رکھا جاتا ہے اور یہ امر اس سبب سے نہیں ہے کہ ممدوح
اور اسمی شمشیر میں کچھ مشابہت ہے حالانکہ مرتبہ ممدوح بالاتر ہے اور کس طرح
مخدوم و خادم ہم رنگ و برابر ہو سکیں، شمشیر تو اس کی خادم ہے۔

کل السیوف اذا طال الضراب بھا   یمسھا غیر سیف الدولۃ السأم

ترجمہ:۔ تمام شمشیریں جب ان کے ذریعہ زیادہ مارے جائیں تو اس کو اکتاہٹ چھو
جاتی ہے سوائے امیر سیف الدولہ کے کہ اس کا جی لڑائی سے کبھی نہیں بھرتا ہے

بحر طویل میں کہا ؎

تھاب سیوف الھند وھی حدائد   فکیف اذا کانت نزاریۃ عربا

ترجمہ:۔ ہند کی تلواروں سے خوف کیا جاتا ہے حالانکہ وہ صرف لوہے کی ہیں
بے دوسرے کی مدد کے کچھ کام نہیں دیتیں پس اس کا کیا حال ہوگا جبکہ وہ نزار
بن معد بن عدنان کی نسل سے عربی ہو کہ وہ بغیر مدد کے تمام کام کر سکتا ہو یعنی
وہ قابل خوف ہوگا

بحر طویل کا ایک اور شعر ہے ؎

تحیرنی سیف: ربیعۃ اصلہ — وطابعہ الرحمن ذو المجد صاقل

ترجمہ:۔ وہ قاصد اس تلوار کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ جس کی اصل بنی ربیعہ ہے اور
اس کا بنانے والا خدا اور شرف و مجد اس کے صیقل گر اور اس کے جوہر ظاہر
کرنے والا ہیں۔

بحر خفیف میں کہا ؎

قلد اللہ دولۃ سیفہا اہ — ت حساما بالمکرمات محلی

ترجمہ:۔ خداوند تعالےٰ نے اس دولت خلافت کے جس کی تو شمشیر ہے ایک تلوار لٹکادی
ہے جو فضائل و مناقب کا زیور پہنائی گئی ہے یعنی تو حامی خلافت ہے اور
محامد و محاسن سے مزین ہے۔

فإذا اهتز للندی کان بحراً — وإذا اهتز للعدا کان نصلا

ترجمہ:۔ اور جس وقت ممدوح سخاوت کے لئے خوش ہو اور جوش میں آوے تو وہ
بسبب کثرت عطا مثل دریا کے ہوتا ہے اور جب لڑائی کے لئے حرکت کرے
تو وہ مثل شمشیر بُراں کے ہوتا ہے۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

وأنت حسام الملک واللہ ضارب — وأنت لواء الدین واللہ عاقد

ترجمہ:۔ سو تو شمشیر ملک ہے اور اس کا مارنے والا خدا ہے اور تو دین کا جھنڈا ہے
اور خدا اس کا بنانے والا ہے۔

بحر طویل میں کہا ہے

لقد سل سیف الدولۃ المجد معلما   فلا المجد تخفیہ ولا الضرب ثالمہ

ترجمہ:- مجد و شرف نے علی الاعلان سیف الدولہ کو ظاہر کیا یعنی قتل اعدا کے لئے۔ سو اب مجد اس کو چھپا نہیں سکتی اور نہ ضرب سے اس میں دندانے پڑتے ہیں کیونکہ وہ شمشیر آہنی نہیں ہے۔

علی عاتق الملک الاغر نجادہ   وفی ید جبار السموات قائمہ

ترجمہ:- اس شمشیر کا پرتلہ بادشاہ روشن و کریم کے درشن پر ہے یعنی وہ خلیفہ کے لئے زینت ہے یا وہ زینت دوش سلطنت کا ہے اور وہ تلوار خداوند تعالی کے ہاتھ میں ہے

وان الذی سمی علیا لمنصف   وان الذی سماہ سیفا لظالمہ

ترجمہ:- اور بے شک وہ شخص جس نے اس کا نام علی رکھا ہے وہ البتہ منصف ہے کیونکہ وہ حقیقت میں عالی قدر ہے اور بے شک اس شخص نے جس نے اس کا نام سیف رکھا ہے ظالم ہے کیونکہ تلوار قسم جماعات میں سے ہے۔ اور یہ عاقل و فاضل۔

وما کل سیف یقطع الھام حدہ   وتقطع لزبات الزمان مکارمہ

ترجمہ:- اور ہر تلوار کی دھار سروں کو نہیں کاٹتی بلکہ کبھی اچٹ جاتی ہے اور اس سے خطا بھی نہیں پڑتا اور ممدوح کے عمدہ کرم زمانے کی سختیوں کو کاٹ ڈالتے ہیں پس تلوار کو اس سے کیا نسبت۔

بحر کامل کے اشعار ہیں ہے

إن الخلیفہ لم یسمک سیفہ   حتی بلاک فکنت عین الصارم

ترجمہ:- بے شک تیرا نام خلیفہ نے اپنی دولت کی سیف نہیں رکھا یہاں تک کہ تیرا امتحان کر لیا تو تو حقیقی شمشیر قاطع ہے جس کا وار خالی نہیں جاتا۔

واذا تتوج کنت درۃ تاجہ   وإذا تختم کنت فص الخاتم

ترجمہ:۔ اور جبکہ خلیفہ تاج پہنے تو تو اس کے تاج کا موتی ہے اور جب وہ انگشتری پہنے تو تو اس کی انگشتری کا نگینہ ہے یعنی تو ہر حالت میں اس کی زینت کا باعث ہے۔

دوبارہ بحر کامل میں کہا ہے

من للسیوف بان تکون سمیھا فی اصلہ وفرندہ ووفائہ

ترجمہ:۔ ایسی تلواروں کے لئے کون ضامن ہو سکتا ہے کہ وہ تلواریں مثل اپنے ہمنام سیف الدولہ کے ہو جائیں اس کی اصل اور اس کے جوہر اور اس کے وفائے عہد میں یہ خوبیاں ممدوح میں ہی منحصر ہیں کسی اور میں نہیں پائی جاتیں۔

طبع الحدید فکان من اجناسہ وعلی المطبوع من آبائہ

ترجمہ:۔ لوہا بنایا گیا ہے سو وہ اپنے جنس کے اقسام سے بنا۔ اگر وہ اچھا ہے تو وہ بھی اچھا ہوا اور اگر برا ہے تو وہ بھی برا ہوا، اور میرا ممدوح علی اپنے آباؤ اجداد پر بنایا گیا ہے۔ جیسے وہ اچھے اور شریف تھے ویسے ہی وہ بھی خالص اور عمدہ بنا۔

مدحیہ قصائد کی ندرت

بحر کامل کے اشعار ہیں ہے

ملک سنانہ قناتہ و بنانہ تیبار یان دماً وعرفاً سا کبا

ترجمہ:۔ وہ ایک بادشاہ ہے کہ اس کے بھالوں کے نیزے اور اس کی انگلیاں خون ریزی اور احسان کی طرف جوش باراں ریزاں ہے ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے ہیں۔ یعنی اس کا نیزہ دشمنوں کی خون ریزی کی طرف اور اس کی انگلیاں سائلوں کی بخشش کی جانب نہایت سرعت کے ساتھ ایک دوسرے سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں۔

یستصغر الخطر الکبیر لو فدہ ویظن دجلۃ لیس تکفی شاربا

ترجمہ:۔ وہ شئے عظیم القدر کو اپنے سائلوں کے لئے کم تر سمجھتا ہے اور بسبب کثرت عطا اور دریا دلی کے خیال کرتا ہے کہ دریائے دجلہ باوجود بڑا ہونے کے اپنے پانی پینے

والوں کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ اور زیادہ کی حاجت ہے۔

کالبدر من حیث التفت رأیتہ   یہدی إلی عینیك نوراً ثاقبا

ترجمہ۔ وہ مثل بدر کے ہے، تو اس کی طرف متوجہ ہوا تو اس کو ایسے حال میں دیکھے گا کہ وہ تیری دونوں آنکھوں کو چمکتا نور بخشے گا، ایسا ہی ممدوح کی عطا سب جگہ پہونچتی ہے۔

کالشمس فی کبد السماء وضوءھا   یغشی البلاد مشارقاً ومغاربا

ترجمہ۔ وہ آفتاب کے مانند ہے کہ وہ وسط آسمان میں اور اس کی روشنی تمام مشارق و مغارب کو محیط کرتی ہے۔

کالبحر یقذف للقریب جواھراً   جوداً ویبعث للبعید سحائباً

ترجمہ۔ وہ مثل سمندر کے ہے کہ قریب کو براہ بخشش جواہر دیتا ہے اور بعید کو ابر بھیجتا ہے۔ ایسا ہی ممدوح کے فیض سے کوئی محروم نہیں ہے۔

بحر کامل کے اور اشعار ہیں ؎

لیس التعجب من مواھب مالہ   بل من سلامتھا إلی أوقاتھا

ترجمہ۔ اس کے مال کی کثرت عطا سے تعجب نہیں ہے بلکہ اس سے کہ ان بخششوں تک یہ کیونکر سلامت رہا کیوں کہ وہ جمع کرنا تو جانتا ہی نہیں۔

عجباً لہ حفظ العنان بأنمل   ما حفظھا الأشیاء من عاداتھا

ترجمہ۔ ممدوح سے تعجب ہے کہ اپنے گھوڑے کی باگ اپنے ہاتھ میں کیونکر رکھتا ہے کیونکہ چیزوں کے اوپر نگاہ رکھنا تو اس کی عادت میں سے نہیں ہے۔

لو مر یرکض فی سطور کتابۃ   أحصی بحافر مھرہ میماتھا

ترجمہ۔ اگر ممدوح گھوڑا دوڑاتا ہوا اپنے خط کی سطروں میں سے گزرے تو اپنے گھوڑے کے بچے کے قدم سے سطور کی میم (م) شمار کر دے، وجہ تخصیص میم کی یہ ہے کہ وہ سم اسپ سے زیادہ مشابہ ہے تو جب وہ بچے کو بھی قابو میں اتنا رکھتا ہے تو شائستہ گھوڑوں کا کیا کہنا ہے۔

کرم تبین فی کلامک ماثلا و یبین عتق الخیل فی اصواتها

ترجمہ:۔ تیرے کلام میں کرم بخوبی ظاہر ہے یعنی جو تیرے کلام کو سنتا ہے وہ فوراً جان لیتا ہے کہ تو کریم ہے۔ جیسے گھوڑوں کی عمدگی ان کی آوازوں سے ظاہر ہوتی ہے

اعیاذ ذوالشٔ عن محل نلتہ لا تخرج الاقمار من ہالاتہا

ترجمہ:۔ جس رتبۂ شرف پر تو ہے اس سے تنزل تیرا ایسا دشوار ہے جیسے کہ چاند کا اپنے ہالوں سے نکلنا۔

ان اشعار میں مدح سے، مختلف مثالیں دی گئی ہیں اور نادر تشبیہات بیان کی گئی ہیں۔

ذکر الانام لنا فکان قصیدۃ انت البدیع الفرد من ابیاتہا

ترجمہ:۔ تمام خلق ہمارے روبرو مذکور ہوئی سو وہ بمنزلہ ایک قصیدے کے ہے اور تو اس کے ابیات میں ایک نادر و یکتا فرد ہے جیسا یہ شعر اس قصیدے میں یعنی تو باعث زینت مخلوقات ہے۔

اس کے قصیدے کے اشعار میں یہ ایک انوکھا شعر ہے جیسے کہ اس نے بحر طویل میں کہا ہے ؎

وما زلت حتی قادنی الشوق نحوہ یسایرنی فی کل رکب لہ ذکر

ترجمہ:۔ میں ہمیشہ اس کا مشتاق رہا یہاں تک کہ شوق مجھ کو اس کی طرف کھینچ لایا۔ اس کا ذکر خیر ہر قافلے میں میرے ساتھ رہا یعنی جو قافلہ مجھ کو ملا اس نے اس کے محامد و فضائل مجھ سے بیان کئے۔

واستکبر الاخبار قبل لقائہ فلما التقینا صغر الخبر الخبر

ترجمہ:۔ اور میں اس کی ملاقات سے پہلے اس کے فضائل کے اخبار زیادہ گنتا تھا۔ سو جب ہم دونوں ملے تو اس کے محامد کے امتحان نے خبر مسموع کو نہایت چھوٹا

یہ عربوں کے قول کے خلاف بات ہے، وہ کہتے ہیں کہ تم معید کو سنتے ہو، وہ سننا اس کو دیکھنے سے زیادہ بہتر ہے ؎

ازالت بک الایام عتبی کانما — بنوها لها ذنب وانت لها عذر

ترجمہ:۔ زمانے نے تیرے سبب سے میرے غصے کو جو اس پر تھا دور کر دیا گویا ابنائے زمانہ اس کے گناہ ہیں اور تو زمانے کا عذر گناہ۔

بحر طویل میں کہا ؎

الا ایها المال الذی قد اباده — تعزّ فهذا فعله بالکتائب

ترجمہ:۔ سن اے شخص وہ مال جس کو اس نے ہلاک کیا ہے تو اپنے ہلاک ہونے پر صبر کر کیونکہ یہ مصیبت صرف تجھ پر نہیں ہے بلکہ اس کا اس قسم کا عمل دشمنوں کے لشکروں کے ساتھ بھی ہے کہ وہ ان کو بھی ہلاک کرتا ہے پس تجھ کو صبر لازم ہے۔

لعلک فی وقت شغلت فؤاده — علی الجود او اکثرت جیش محارب

ترجمہ:۔ شائد تو نے کسی وقت اس کے دل کو بخشش سے روکا ہے یا تیرے صرف کے سبب لشکر دشمن جنگ کیثر ہو گیا ہے یعنی ممدوح نے جو تجھ کو اس طرح تلف کیا ہے یہ تیرے کسی قصور کی وجہ سے ہوا ہے اور اس کی ان دونوں میں سے ہی کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔

بحر خفیف کے اشعار ہیں ؎

بعثوا الرعب فی قلوب الاعادی — فکان القتال قبل التلاق

ترجمہ:۔ انھوں نے اپنی ہیبت دشمنوں کے دلوں میں لڑائی سے پہلے بھیج دی سو گویا قتال مقاتلے سے پہلے ہو گیا۔

وتکاد الظبا لما عودوها — تنتضی نفسها الی الاعناق

ترجمہ:۔ چونکہ ان کی تلواریں دشمنوں کی گردنوں سے میان ہونے کی خوگر ہیں اس لئے قریب ہے کہ قبل اس کے کہ کوئی سونتے آپ میان سے نکل کر دشمنوں کی گردنوں

تک پہونچ جائیں۔

کل ذمر یزید فی الموت حسنا   کبدور تمامها فی المحاق

ترجمہ۔ وہ ایسے بہادر ہیں کہ جنگ میں مرنا ان کے لئے ایک عمدہ باعث مجد و شرف ہے
جیسا بدر کے واسطے اس کا آخر ماہ میں گھٹنا بسبب اس کے کمال کے
ہوتا ہے۔

کرم خشن الجوانب منهم   فهو کالماء فی الشفار الرقاق

ترجمہ۔ ممدوح کا ایسا کرم ہے کہ اس کے اطراف دشمنوں کے واسطے سخت ہیں کہ وہ باوجود
کرم و نرم مزاجی کے ان سے نہیں بچتا سو وہ نرم و شیریں پانی کے مانند ہے مگر
جب تلوار کی دھار میں پہونچتا ہے تو اس کو قاطع بنا دیتا ہے۔

ومعال اذا ادعاها سواهم   لزمته جنایة السراق

ترجمہ۔ اور ان کے لئے ایسی بلند نامی کے کام ہیں کہ اگر ان کاموں کا کوئی اور دعویٰ کرے
تو اس پر جرم سرقہ ثابت ہو جاتا ہے۔

بحر خفیف کا ایک اور شعر ہے ؎

خیر اعضائنا الرؤس ولکن   فضلتها بقصدک الاقدام

ترجمہ۔ ہمارے بہترین اعضائے سر ہیں کیونکہ وہ مجمع حواس و محل عقل ہیں مگر ان پر
اقدام نے بسبب تیرے قصد کے فضیلت حاصل کی کیونکہ ہم ان کے ذریعہ
سے تیری خدمت میں حاضر ہو گئے

بحر منسرح کے اشعار ہیں ؎

قوم بلوغ الغلام عندهم   طعن نحور الکماة لا الحلم

ترجمہ۔ وہ ایسی قوم ہے کہ لڑکے کا بالغ ہونا اس کے نزدیک یہ ہے کہ وہ دلیروں کی گردنوں
میں تیر سے مارے محض احتلام کو علامت بلوغ نہیں سمجھتے یعنی شجاعت کو علامت
بلوغ سمجھتے ہیں۔

کأنما ولد الذی معهم — لا صغر عاذر ولا هرم

ترجمہ:۔ گویا سخاوت ان کے ساتھ پیدا کی جاتی ہے یعنی ان کی ہمزاد ہے، نہ بچپن ان کی سخاوت سے معذور رکھنے والا ہے اور نہ ہی پیری۔

إذا تولوا عداوۃ کشفوا — وإن تولوا صنیعۃ کتموا

ترجمہ:۔ جبکہ وہ والی عداوت ہوتی ہیں یعنی کسی سے عداوت کرتے ہیں تو علی الاعلان اس کو ظاہر کر دیتے ہیں اور اگر کسی کے ساتھ احسان کرتے ہیں تو اس کو لوگوں سے چھپاتے ہیں۔

تظن من فقدک اعتدادهم — بأنهم أنعموا وما علموا

ترجمہ:۔ اس امر سے کہ وہ اپنی سخاوت کو معتد بہ نہیں سمجھتے بلکہ اس کو حقیر اور کمتر جانتے ہیں تو یہ خیال کرے گا کہ انھوں نے بحالت نادانستگی انعام دیا ہے۔

ان برقوا فالحتوف حاضرۃ — أو نطقوا فالصواب والحکم

ترجمہ:۔ اگر وہ اپنے دشمنوں کو دھمکاتے ہیں تو ان کی موتیں فوراً حاضر ہو جاتی ہیں اور اگر گفتگو کرتے ہیں تو درست بات اور حکمتیں بولتے ہیں۔

أو شهدوا الحرب لاقحاً أخذوا — من مهج الدارعین ما احتکموا

ترجمہ:۔ اور اگر وہ سخت جنگ میں ظاہر ہوں تو دشمنان زرہ پوش کی جانیں جس قدر چاہیں لے لیں یعنی جتنے دشمن چاہیں قتل کریں۔

أو حلفوا بالغموس واجتهدوا — فقولهم "خاب سائلی" القسم

ترجمہ:۔ جب وہ ایسی قسم کھاتے ہیں جس کے توڑنے میں قسم کھانے والا گناہ میں مبتلا ہو جائے اور اسی قسم کے پورا کرنے میں ان کی انتہائی کوشش ہو تو "خاب سائلی" ان کی قسم ہوتی ہے۔

أو رکبوا الخیل غیر مسرجۃ — فإن أفخاذهم لها حزم

ترجمہ:۔ یا وہ برہنہ پشت گھوڑوں پر سوار ہوں تو ان کی رانیں ان گھوڑوں کے تنگ ہو جاتی ہیں یعنی ان کی رانیں اور آسن ان گھوڑوں پر سے گرنے سے روکتے ہیں۔

تشرق أعراضهم وأوجههم — کأنها فی نفوسهم شیم

ترجمہ:۔ ان کی آبروئیں اور ان کے چہرے ایسے چمکتے ہیں گویا وہ ان کے نفوس میں خصلتیں ہیں یعنی وہ
لوگ پاک صورت و سیرت و باآبرو ہیں۔

أعیذکم من صروف دھرکم　　　فانه فی الکرام متھم

ترجمہ:۔ میں تم کو تمہارے زمانے کے حوادث سے خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کیونکہ زمانہ عمدہ لوگوں
کے ستانے میں متہم ہے۔

بحرِ منسرح میں کہا ؎

الناس مالم یروك أشباه　　　والدھر لفظ وانت معناه

ترجمہ:۔ تمام لوگ جب تک تجھے نہ دیکھیں ایک سے ہیں مگر جس وقت تجھ کو دیکھیں گے تو گویا ان میں
اختلاف ظاہر ہو جائے گا کیونکہ ان میں تیرے جیسا ایک بھی نہیں۔ زمانہ ایک لفظ ہے اور
تو اس کا معنیٰ۔

والجود عین وأنت ناظرہ　　　والبأس باع وأنت یمناه

ترجمہ:۔ اور عطا بمنزلہ چشم ہے اور تو اس کا نورِ چشم اور رعب و ہیبت بمنزلہ مقدار دراز ی بر
دو دست ہے اور تو اس کا دست راست یعنی سب میں افضل ہے۔

یا راحلا کل من یودعه　　　مودع دینه و دنیاه

ترجمہ:۔ اے سفر کرنے والے تیرا یہ حال ہے کہ جو اس کو رخصت کرتا ہے وہ اپنے دین و دنیا
کو رخصت کرتا ہے کیونکہ دین تیری حمایت سے محفوظ ہے اور دنیا کا تو مالک ہے اور بخشنے والا۔

ان کان فیما نراہ من کرم　　　فیك مزید فزادك اللہ

ترجمہ:۔ اگر تیرے کرم میں جس کو ہم دیکھتے ہیں گنجائش زیادتی ہے تو خدا تجھے اس کی نہایت تک پہونچادے
یعنی ہماری رائے میں تو تیرا کرم نہایت اعلیٰ درجے کو پہونچا ہوا ہے مگر تیرے نزدیک بسبب بلندی
ہمت کچھ کمی ہے۔

بحرِ بسیط کے اشعار میں ؎

تمشی الکرام علی آثار غیرھم　　　وأنت تخلق ما تأتی وتبتدع

ترجمہ :۔ اور عمدہ لوگ اوروں کے نشان قدم پر چلتے ہیں اور تو جو کرتا ہے وہ نئی بات ہوتی ہے یعنی تو نئے اور عمدہ امور کا موجب ہے۔

من کان فوق محل الشمس موضعه   فلیس یرفعه شیءٌ و لا یضع

ترجمہ :۔ جو شخص کہ جس کا مرتبہ آفتاب کے مرتبے سے اونچا ہو تو اس کو کوئی چیز بڑھا گھٹا نہیں سکتی۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

فلما رأوہ وحدہ دون جیشه   دروا أن کل العالمین فضول

ترجمہ :۔ سو جب سیف الدولہ کو اہل روم نے تنہا اپنے لشکر سے پہلے دیکھا تو ان کو معلوم ہو گیا کہ سب لوگ حاجت سے زائد ہیں اس کے ہوتے کسی کی حاجت نہیں ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

وأورد هم صدر الحصان وسیفه   فتی بأسه مثل العطاء جزیل

ترجمہ :۔ ان کو اپنے گھوڑے کے سینے اور تلوار کے سامنے رکھ لیا اس جوان نے جس کا رعب مثل اس کی بخشش کے کثیر ہے یعنی اس کی ہیبت وعطا دونوں ہی بہت زیادہ ہیں۔

جواد علی العلات بالمال کله   ولکنه بالدارعین بخیل

ترجمہ :۔ وہ باوجود موانع عطا و درپیشی حاجات اپنا سارا مال بخشنے والا ہے مگر وہ اپنے سپاہیان زرہ پوش کے معاملے میں بخیل ہے۔ ان کو کسی کو نہیں دیتا اور اگر زرہ پوش اعدا سے مراد لیں تو یہ معنی ہوں گے کہ ان کو قتل کر ڈالتا ہے اور واپس دشمنوں کو نہیں کرتا ہے۔

بحر طویل میں پھر کہا ؎

اری کل ذی ملکٍ الیك مصیرہ   کأنك بحرٌ والملوك جداول

ترجمہ :۔ میں ہر بادشاہ کو دیکھتا ہوں کہ اس کی جائے بازگشت و موقع پناہ تیری طرف ہے گویا تو سمندر ہے اور بادشاہ ندیاں اور نہریں کہ آخر میں سمندر ہی میں جا ملتی ہیں۔

اذا امطرت منهم ومنك سحابة   فوابلهم طلٌ وطلك وابل

ترجمہ :۔ جبکہ ان کے اور تیرے ابر ہائے عطا برسیں تو ان کی عطا کے کثیر تیرے مقابلے میں نہایت

قلیل وبمنزلہ ترشح ہوں گی اور تیرا ترشح اور عطائے قلیل ان کے بارانِ عطا کی نسبت ایک باران کثیر ہوگا یعنی تیرا قلیل بھی ان کی نسبت کثیر ہے۔

بحرِ طویل کے اشعار ہیں ؎

ودانت له الدنيا فأصبح جالساً وأيامه فيما يريد قيام

ترجمہ:۔ تمام دنیا ممدوح کی مطیع ہوگئی سو اب آرام سے وہ بیٹھا ہے اور زمانہ اس کے ارادے کے پیدا کرنے کے لئے کمربستہ کھڑا ہے کہ جو وہ چاہتا ہے مہیا ہو جائے۔

وكل اناس يتبعون إمامهم وانت لأهل المكرمات إمام

ترجمہ:۔ اور سب لوگ اپنے پیشوا کے تابع ہوتے ہیں اور تو جملہ اہلِ کرم و فضائل کا امام ہے اس لئے سب تیرے تابع ہیں۔

ورب جواب عن كتاب بعثته وعنوانه للناظرين قتام

ترجمہ:۔ اور بہت سے مخالفوں کے خط کا جواب تو نے بھیجا کہ ان کا سرنامہ دیکھنے والوں کے واسطے غبار تیرے لشکر کا تھا یعنی اکثر تو یہ ہوا ہے کہ تو نے غبار اپنے لشکر کو قائم مقام جواب نامہ دشمن کر دیا ہے۔

بحرِ طویل میں کہا ؎

هم المحسنون الكر في حومة الوغى وأحسن منهم كرهم في المكارم

ترجمہ:۔ وہی لوگ میدانِ جنگ میں بار بار اچھا حملہ کرتے ہیں اور اس حملہ جنگ سے ان کا حملہ عمدہ کاموں میں نہایت اچھا ہے یعنی وہ صاحبانِ شجاعت و سخاوت ہیں۔

ولولا احتقار الأسد شبهتها بهم ولكنها معدودة في البهائم

ترجمہ:۔ اور اگر شیر حقیر شمار نہ ہوتے تو میں شیروں کو شجاعت میں ممدوح اور اس کی قوم سے تشبیہ دیتا اور یہ کہتا کہ شیر ایسے بہادر ہیں جیسے وہ لوگ۔

بحرِ منسرح کے اشعار ہیں ؎

أغرا أعداءه إذا سلموا بالهرب استكثروا الذي فعلوا

ترجمہ:۔ ممدوح سردار کریم و شریف ہے جبکہ اس کے دشمن اس کے سامنے بھاگ کر جان بچاتے ہیں تو وہ اس امر کو نہایت بڑا شمار کرتے ہیں اور اس کے آگے سے بھاگ جانے کو علاوہ بہادری خیال کرتے ہیں۔

إنك من معشر إذا وهبوا ما دون أعمارهم فقد بخلوا

ترجمہ:۔ تو بے شک ایسے گروہ میں سے ہے کہ جب وہ سوائے اپنی عمروں کے سب مال و متاع لوگوں کو بخشش دیں اور عمر نہ بخشیں تو وہ اپنے نزدیک اپنے کو بخیل خیال کرتے ہیں، یعنی وہ لوگ اپنی زندگی تک لوگوں کو بخش دیتے ہیں۔ اس لحاظ سے کہ وہ حمایت مظلوم میں اپنی جان تک سے دریغ نہیں کرتے

كتيبة لست ربها نفل وبلدة لست حليها عطل

ترجمہ:۔ جس جماعت کا تو مربی اور سرپرست نہیں ہے وہ ہر شخص کے لئے لوٹ ہے اور وہ شہر جس کی تو زینت نہیں ہے وہ مثل محبوبۂ بے زیور کے زیور سے خالی اور بے رونق ہے۔

بحر منسرح کے اور اشعار ہیں ؎

لو كفر العالمون نعمته لما عدت نفسه سجاياها

ترجمہ:۔ اگر اہل دنیا اس کا کفرانِ نعمت کریں تو بھی وہ خصائل کرم سے جس پر اس کا نفس واقع ہے نہ بڑھے اور نہ تجاوز کرے کیونکہ وہ طبعاً سخی ہے نہ بطلب شکر۔

كالشمس لا تبتغي بما صنعت منفعة عندهم ولا جاها

ترجمہ:۔ کرم طبعی میں ممدوح مثل آفتاب کے ہے کہ وہ باوجودیکہ خلق کو نفع کثیر پہونچاتا ہے مگر وہ اس سے کسی فائدے اور جاہ کا طالب نہیں ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

فجاءت بنا إنسان عين زمانه وخلت بياضا خلفها ومآقيا

ترجمہ:۔ سو وہ گھوڑے ہم کو ایسے شخص عزیز القدر کے پاس لے آئے جو اپنے زمانے کے لئے چشم انسان کی مانند ہے اور انھوں نے اپنے پیچھے ایسے اشخاص کو چھوڑ دیا جو بمنزلہ سفیدی اور گوشہائے چشم تھے۔ لوگوں کو سفیدی اور گوشہ ہائے چشم سے تشبیہ دی ہے کیونکہ وہ دیکھنے کے لئے

سفید نہیں ہے اور کافور کو آنکھ کی پتلی سے کیونکہ بینائی کا مدار اسی پر ہے اور اس کے رنگ کی سیاہی سے کنایہ ہے۔

الفاظ کی خوبصورتی، معانی کی بلندی اور تشبیہ و تمثیل کی ندرت کے باعث یہ اشعار سیاہ بادشاہ (کافوراخشیدی) کی مدح میں کہے گئے تمام اشعار بہترین شمار کیے جاتے ہیں۔

ترفع عن عون المکارم قدره　　فما یفعل الفعلات الا عذاریا

ترجمہ:۔ ممدوح کی قدر اس سے بلند ہے کہ وہ مکارم میانہ سال کو عمل میں لائے تو وہ اچھوتے کام کرتا ہے یعنی جو مکارم مستعملہ وہ لوگ کر چکے ہیں جوان کو پسند نہیں کرتا بلکہ مجد و شرف میں نئے نئے ایجاد کرتا ہے۔

أبا کل طیب لا أبا المسک وحده　　وکل سحاب لا أخص الغوادیا

ترجمہ:۔ اے ہر خوشبو کے پدر نہ خاص مشک کے اور ہر ابر کے پدر نہ خاص ابر ہائے صبح بار کے یعنی تو لطافت طبع میں تمام خوشبوؤں کا مجموعہ ہے اور سخاوت میں تمام ابروں سے بڑھا ہوا ہے۔

یدل بمعنی واحد کل فاخر　　وقد جمع الرحمن فیک المعانیا

ترجمہ:۔ ہر فخر کرنے والا ایک معنی یعنی عمدہ وصف پر فخر کرتا ہے اور تجھ میں تو خدا نے ساری خوبیاں جمع کر دی ہیں۔

یہ اشعار ابونواس کے بحر مجتث کے شعر سے بہت مشابہ ہیں ؎

کانما انت شیء　　حوی جمیع المعانی

ترجمہ:۔ گویا تم کوئی ایسی چیز ہو جس کے اندر تمام معانی اکٹھے ہیں یعنی تمہارے اندر تمام صفات پائی جاتی ہیں۔

بادشاہوں کو مخاطب کر کے مدح خوانی

اس معاملے میں اس کا انداز بعینہ وہی تھا جیسے اپنے محبوب اور دوست کو بہترین انوکھے طریقے سے مخاطب کیا جاتا ہے، یہ متنبی کی اپنی ایجاد ہے اس میں وہ بالکل منفرد تھا، اس فن کو اس نے اپنی شاعری میں جگہ جگہ استعمال کیا ہے۔ اس طریق بیان میں الفاظ او

معانی میں گہرائی بہت ہے اور اس کی وجہ سے اس کا درجہ دوسرے شعراء کے مقابلے میں بہت بلند ہے۔ اسی کی وجہ سے اس نے اپنا مرتبہ بادشاہوں کی نظروں میں بلند کر لیا جیسے کہ کافور کے لئے اس نے بحر طویل میں کہا ؎

وما أنا بالباغي على الحب رشوة　　　ضعيف هوى يبغى عليه ثواب

ترجمہ:۔ میں محبوب کی دوستی پر رشوت نہیں چاہتا ہوں کیوں کہ وہ محبت ضعیف ہے جس پر ثواب کی خواہش کی جائے۔

وما شئت إلا أن أدل عواذلي　　　على أن رأيي في هواك صواب

ترجمہ:۔ اور یہ جو میں طالب عطا ہوں اس سے میرا ارادہ نہیں مگر ملامت گروں کا ذلیل کرنا کہ میری رائے تیرے دوست رکھنے میں راہ پر ہے۔

وأعلم قوما خالفوني فشرقوا　　　وغربت أني قد ظفرت وخابوا

ترجمہ:۔ اور یہ کہ میں بتلاؤں ان لوگوں کو جو میرے خلاف بجانب مشرق گئے اور میں بجانب مغرب کہ میں بے شک کامیاب ہوا اور وہ ناکام۔

إذا نلت منك الود فالمال هين　　　وكل الذي فوق التراب تراب

ترجمہ:۔ جب تیری محبت مجھ کو حاصل ہوگئی تو مال بے حقیقت ہے اور جو چیز سوائے محبت کے مٹی پر ہے یعنی زمین پر ہے وہ آخر کو مٹی میں مل جائے گی۔

جب کافور نے اسے سیاہ بچھڑا تحفہ میں دیا تو اس نے بحر طویل میں کہا ؎

فلو لم تكن في مصر ما سرت نحوها　　　بقلب المشوق المستهام المتيم

ترجمہ:۔ سو اگر تو مصر میں نہ ہوتا تو میں ایک دل عاشق زار رنج کشیدہ کے ساتھ اس طرف ایک قدم بھی نہ اٹھاتا یعنی میں تجھ کو ہی قبلہ حاجات سمجھ کر آیا ہوں۔

ابن العمید سے رخصت ہوتے ہوئے بحر طویل کے یہ اشعار کہے ؎

تفضلت الأيام بالجمع بيننا　　　فلما حمدنا لم تدمنا على الحمد

ترجمہ:۔ ہم دونوں کے اکٹھا کرنے میں بھلے زمانہ نے ہمارے اوپر مہربانی کی موجب ہم نے

اس کی بابت اجتماع کی تعریف کی تو اس نے ہم کو تعریف پرد اٹھنے نہ رکھا بلکہ جب نوبت
فراق پہونچی تو اس کی تعریف ہم نے واپس کر لی۔

فجد لی بقلب إن رحلت فإننی　　　مخلف قلبی عند من فضله عندی

ترجمہ:۔ سوائے ممدوح اگر میں کوچ کروں تو مجھ کو اپنے پاس سے ایک دل بخش دے کیونکہ میں
اپنے دل کو اس شخص کے پاس چھوڑے جاتا ہوں جس کی عطا میرے پاس ہے۔

عضد الدولہ کے لئے بحر وافر میں کہا ؎

أروح وقد ختمت على فؤادی　　　بحبك أن يحل به سواكا

ترجمہ:۔ میں تجھ سے ایسے حال میں رخصت ہوتا ہوں کہ تو نے میرے دل پر اپنی محبت کی مُہر لگادی
ہے اس خیال سے کہ اس میں کوئی اور نہ اُترے۔

فلو أنی استطعت حفظت طرفی　　　فلم أبصر به حتى أراكا

ترجمہ:۔ اور اگر مجھ سے ہوسکے تو میں اپنی آنکھیں بند کرلوں اور اس سے کسی کو نہ دیکھوں جب تک تجھ
کو دیکھوں یعنی جلد لوٹ آؤں۔

یہ اشعار اس قصیدے میں سے جس کا ذکر باب کے آخر میں ہوگا سیف الدولہ کے
لئے بحر بسیط میں کہا ؎

مالی أکتم حباً قد بری جسدی　　　وتدعی حب سیف الدولة الأمم؟

ترجمہ:۔ مجھ کو کیا ہوگیا ہے کہ میں اس محبت کو چھپاتا ہوں جس نے میرے جسم کو لاغر کردیا ہے اور
حال یہ ہے کہ سیف الدولہ کی محبت کا دعوی تمام لوگ کرتے ہیں۔

إن کان یجمعنا حب لغرته　　　فلیت أنا بقدر الحب نقتسم

ترجمہ:۔ اگر اس کے روئے مبارک کی محبت مجھے اور تمام خلائق کو اکٹھا کرتی ہے یعنی دونوں میں
مشترک ہے تو کاش ہم میں ہر ایک بقدر اپنی دوستی کے اس کے انعام و احسان یا مراتب
باہم تقسیم کرلیں۔

یا أعدل الناس إلا فی معاملتی　　　فیك الخصام وأنت الخصم والحکم

ترجمہ:- اے لوگوں میں بڑے عادل مگر میرے معاملے میں کہ اس میں تو عدل نہیں کرتا تجھی میں میرا جھگڑا اور تجھی سے جھگڑا ہے اور تو ہی حکم ہے کیونکہ تو بادشاہ ہے تیرے سوا کون فیصلہ کر سکتا ہے۔

إذا رأيت نيوب الليث بارزة فلا تظنن أن الليث يبتسم

ترجمہ:- جبکہ تو دندان شیر کھلے ہوئے دیکھے تو یہ مت سمجھ کہ شیر تبسم کرنے والا ہے بلکہ وہ تیرے ہلاک کرنے کا قاصد ہے، ایسا ہی اگر میں جاہل سے ہنس کر بولوں تو یہ میری خوشنودی کی علامت نہیں ہے بلکہ اس کی ہلاکی کا سبب ہے۔

أعيذها نظرات منك صادقة أن تحسب الشحم فيمن شحمه ورم

ترجمہ:- تیری صادق نگاہوں کے واسطے پناہ مانگتا ہوں اس عیب سے کہ تو صاحب ورم کو طیار چربی والا سمجھے یعنی تو ہر چیز کو دیکھ کر فوراً ہی اس کا حال معلوم کر لیتا ہے۔

وما انتفاع أخي الدنيا بناظره إذا استوت عنده الأنوار والظلم

ترجمہ:- صاحب دنیا یعنی زندہ شخص کو اپنی آنکھ سے کیا فائدہ ہے جب اس کے نزدیک روشنیاں اور تاریکیاں برابر ہوں یعنی تجھ کو لازم ہے کہ مجھ میں اور کمتر شاعروں میں فرق کیجے۔

يا من يعز علينا أن نفارقهم وجداننا كل شيء بعدكم عدم

ترجمہ:- اے وہ شخص کہ تمہاری مفارقت ہم کو سخت گراں ہے اور تمہاری جدائی میں ہم کو ہر شے کا پانا ہیچ ہے۔

ما كان أخلقنا منكم بتكرمة لو أن أمركم من أمرنا أمم

ترجمہ:- ہم کس قدر تمہاری تکریم کے سزاوار ہوتے اگر تم در باب محبت ہم سے قریب ہوتے یعنی اگر تم ہم پہ ایسے مہربان ہوتے جیسا کہ ہم تم سے محبت رکھتے ہیں تو ہم تمہاری بڑی قدر کرتے۔

إن كان سركم ما قال حاسدنا فما لجرح إذا أرضاكم ألم

ترجمہ:- اگر تم کو ہمارے حاسدوں کے قول نے خوش کیا ہے تو اس زخم کا جس نے تم کو خوش کیا ہے ہمیں درد معلوم نہیں ہوگا کیونکہ ہم ہر حال میں تمہاری موافقت کو دوست رکھتے ہیں۔

وَبيننا لو رعيتم ذاك معرفة ۔۔۔ إن المعارف في اهل النهى ذمم

ترجمہ:۔ اور اگر تم کو ہم سے محبت نہیں ہے تو روشناسی اور آشنائی تو ضرور ہے، کاش تم اس کی اعانت کرو۔
کیونکہ بے شک آشنائیاں عقلمندوں کے نزدیک بمنزلہ عہد ہیں۔

كم تطلبون لنا عيبا فيعجزكم ۔۔۔ ويكره الله ما تأتون والكرم

ترجمہ:۔ تم کب تک ہماری عیب جوئی کروگے اور تم کو ہمارا عیب منا عاجز کر دے گا یعنی ہمارا عیب تم کو نہ ملے گا اور تمہاری اس حرکت کو خدا وند تعالے نے برا سمجھے گا اور تمہارا کرم و انصاف بھی۔

ما أبعد العيب والنقصان من شرفي ۔۔۔ أنا الثريا وذان الشيب والهرم

ترجمہ:۔ عیب و نقصان میرے شرف و بزرگی سے کس قدر دور ہیں کیونکہ میں ثریا کے تاروں کے موافق ہوں اور عیب و نقصان مثل پیری کے ہیں سو جیسے ثریا کو بڑھاپا نہیں ستا سکتا ہے اور اس سے دور رہتا ہے ایسے ہی نقصان اور عیب مجھ سے دور رہتے ہیں۔

ليت الغمام الذي عندي صواعقه ۔۔۔ يزيلهن إلى من عنده الديم

ترجمہ:۔ کاش وہ ابر جس کی بجلیاں مجھ پر گرتی ہیں وہ ان بجلیوں کو اس شخص پر گرا دے جس پر باران کرم برابر برستے ہیں یعنی کاش یہ عتاب جو مجھ پر ہو رہا ہے ان لوگوں پر ہو جو ممدوح کی سخاوت سے زیادہ مستفید ہوتے ہیں۔

أرى النوى تقتضيني كل مرحلة ۔۔۔ لا تستقل بها الوخادة الرسم

ترجمہ:۔ میں فراق کو دیکھتا ہوں کہ وہ مجھ کو ہر ایسی منزل کے قطع کرنے کی تکلیف دیتا ہے کہ شتران تیز رو جانے والے اس کے قطع کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔

إذا ترحلت عن قوم وقد قدروا ۔۔۔ ألا تفارقهم فالراحلون هم

ترجمہ:۔ جب تو کسی قوم سے چلا ہو ایسے حال میں کہ ان کو تیرے جدا نہ ہونے کی قدرت تھی تو اس صورت میں کوچ کرنے والی درحقیقت وہ قوم ہے نہ کہ تو۔

شر البلاد بلاد لا صديق بها ۔۔۔ وشر ما يكسب الانسان ما يصم

ترجمہ:۔ شہروں میں بدترین وہ شہر ہیں جن میں کوئی دوست نہ ہو اور انسان کی بدترین کمائی ہے جو اس کو عیب لگا دے۔

وشر ما قنصته راحتی قنص   شهب البزاة سواء فیه والرخم

ترجمہ:۔ اور میرے ہاتھ کے شکاروں میں وہ شکار بدتر ہے جس میں باز اشہب اور رخم (چیل) برابر ہو یعنی ہرچند عطایائے سیف الدولہ کثیر ہیں مگر چونکہ اس میں میں اور گھٹیا شاعر برابر ہیں اس لئے وہ مجھ کو پسند نہیں ہے۔

یہ قصیدہ دلکش ہے اس کے اشعار اپنے الگ الگ معانی رکھتے ہیں جو کہ خوبصورت ہیں مگر اسے "اساءۃ الادب فی الأدب" کے باب میں ہونا چاہیئے تھا جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

جنگ و جدل کے مواقع پر عشقیہ الفاظ کا استعمال

یہ وہ صفت ہے جو اس سے پہلے والے شعراء میں نہیں ملتی، متنبی اس میں منفرد تھا اس چیز کو اس نے حسین انداز سے پیش کرنے میں اپنی تمام ذہانت صرف کر دی۔ اور اپنے کلام کو لوگوں کے سامنے دلکش بنا کر پیش کیا۔

بحر بسیط میں کہا ؎

اعلی الممالک ما یبنی علی الأسل   والطعن عند محبیهن کالقبل

ترجمہ:۔ اور تلواریں اپنی سلطنتوں میں نہیں ٹھہرتی ہیں جب تک کہ پہلے ایک عرصے تک سرہائے اعداء میں سخت حرکت نہ کریں۔ یعنی اس کے واسطے اول لازم ہے کہ دشمن بکثرت قتل کئے جائیں۔

بحر طویل کا یہ شعر اس کے بہترین اشعار میں سے ہے ؎

شجاع کأن الحرب عاشقة له

إذا زارها فدته بالخیل والرجل

ترجمہ:۔ وہ ایسا بہادر ہے کہ گویا لڑائی اس کی عاشق ہے جب وہ لڑائی میں جاتا ہے تو وہ

دشمن کے سوار و پیادے اس پر قربان کر دیتی ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

وکم رجال بلا أرض لکثرتھم — فترکت جمعھم أرضاً بلا رجل

ترجمہ:۔ اور بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ بسبب ان کی کثرت کے ان کے تلے کی زمین نہیں معلوم ہوتی ہو
تو نے ان کی بسبب قتل ایسی صفائی کر دی ہے کہ ان کی زمین بے کسی مرد کے رہ گئی
یعنی سب کو قتل کر ڈالا۔

مازال طرفک یجری فی دمائھم — حتی مشی بک مشی الشارب الثمل

ترجمہ:۔ تیرا عمدہ گھوڑا خون اعداء میں برابر چلتا رہا یہاں تک کہ مستانہ رفتار سے تجھ کو
لے کر چلا یعنی بسبب کثرت خون اعداء لڑکھڑاتا چلا۔

بحر منسرح کے اشعار ہیں ؎

والطعن شزرا لارض واجفہ — کأنما فی فؤادھا وھل

ترجمہ:۔ اپنے گھوڑے ایسے وقت دشمنوں پر رواں کرتا ہے کہ چپ و راست نیزہ بازی
ہو رہی ہے زمین اس طرح ہلتی ہو کہ گویا اس کے دل میں خوف ہے۔

قد صبغت خدھا الدماء کما — یصبغ خد الفرید ة الخجل

ترجمہ:۔ اور روئے زمین کو خون اعداء نے رنگ دیا ہو جیسے شرم و حیا رخسار زن
شرمگیں کو رنگ دے۔

والخیل تبکی جلودھا عرقا — بأدمع ما تسحھا مقل

ترجمہ:۔ اور گھوڑوں کی کھالیں بلحاظ عرق ایسے اشکوں سے روتی ہوں جو آنکھوں
سے نہیں گرے بلکہ مساموں سے۔

بحر طویل میں کہا ؎

تعود أن لا تقضم الحب خیلہ
اذا الھام لم ترفع جنوب العلائق

ترجمہ:۔ اس کے گھوڑوں کی عادت ہو گئی ہے کہ وہ دانہ نہیں کھاتے جب تک کہ سر ہائے
دشمناں ان کے توبڑوں کے پہلوؤں یا موہنوں کو بلند نہ کریں۔

ولا ترد الغدرات إلا وماؤها　　من الدم کالریحان تحت الشقائق

ترجمہ:۔ اس کے گھوڑے ایسی ہی صورت میں حوضوں کا پانی پیتے ہیں جب ان کا پانی خون ہائے
اعداء کے تلے ہو اور وہ ایسا معلوم ہوتا ہو جیسا ریحان سبز گل ہائے لالہ کے تلے اور
پانی کی سبزی سے اس کی کثرت اور صفائی کی طرف اشارہ ہے۔

بحر کامل میں کہا ؎

فأتتك دامیة الأظل کأنما　　حذیت قوائمها العقیق الأحمرا

ترجمہ:۔ سو وہ تیرے پاس خون آلودہ تلوے آئے گویا اس کے پاؤں میں سرخ عقیق کی جوتیاں
پہنائی گئی ہیں۔

وإذا الحمائل ما یخدن بنفنف　　إلا شققن علیه بردا أخضرا

ترجمہ:۔ اور ناگاہ ان کی سواریاں پہاڑوں کی ترائی میں تیز نہیں جاتی تھیں مگر اس پر سبز تھان قطع
کرتی تھیں یعنی وہ لوگ جو سے ایام بہار میں جدا ہوئے جبکہ زمین سبز تھی سو جب وہ سبزہ
پر چلتے تھے تو ان پر ٹھپا پڑ جاتے تھے اور سبز تھان قطع کئے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

بحر کامل کے اور اشعار ہیں ؎

قد سودت شجر الجبال شعورهم　　فکأن فیه مسفة الغربان

ترجمہ:۔ رومیان مقتول کے بالوں نے درخت ہائے جبال کو سیاہ کر دیا۔ گویا ان درختوں
میں کوّے باہم قریب بیٹھے ہیں۔

وجری علی الورق النجیع القانی　　فکأنه النارنج فی الأغصان

ترجمہ:۔ اور درختوں کے پتوں پہ رومیوں کا نہایت سرخ خون بہا تو وہ بسبب شدت سرخی
ایسا ہو گیا جیسا نارنج شاخوں میں لٹکا ہوتا ہے۔

بحر وافر میں کہا ؎

حمی اطراف فارس شمری   یحنف علی التیاتی فی التفافی

ترجمہ:۔ ممدوح حیت و چالاک نے اطراف ملک فارس کو بذریعہ قتل و فساد مفسدان سے محفوظ رکھا اور جب اس نے بدمعاشوں کو قتل کیا تو اور لوگوں کو خبرت ہوئی اور انھوں نے اوروں کو نہ ستایا اور مستحق قتل نہ ہوئے تو ان کی بقا کا سبب قتل مفسدان ہوا۔

بضرب هاج اطراب المنایا   سوی ضرب المثالث والمثانی

ترجمہ:۔ ملک فارس کی حمایت ایسی ضرب سے کی کہ اپنی موتوں کی خوشیوں کو برانگیختہ کیا بسبب کثرت مقتولوں کے اور اس کی یہ ضرب سہ تارہ، دوتارہ کی ضرب سے جدا ہے جن کی ممدوح کو رغبت نہیں۔

کأن دم الجماجم فی العناصی   کسا البلدان ریش الحیقطان

ترجمہ:۔ گویا خون دشمنان مقتول کی کھوپڑیوں نے جو اُن کے موہائے اطراف سروں میں بہہ رہا ہے شہروں کو پرہائے تیتر نر کے پنہا دئے ہیں یعنی مقتولوں کے موہائے خوں آلود جو بہ کثرت ان کے سروں سے جدا ہو کر زمین پر گرتے ہیں بسبب سُرخی خون سیاہی بالوں کے رنگ برنگ مثل تیتر کے پروں کے معلوم ہوتے ہیں۔ اور نر کی تخصیص اس لئے ہے کہ نر کے پر مادہ سے زیادہ رنگین ہوتے ہیں۔

فلیطرحت قلوب العشق فیھا   لما خافت من الحدق الحسان

ترجمہ:۔ زمین ملک فارس بسبب خوبیٔ انتظام ممدوح ایسی مامون ہے کہ اگر دل ہائے عاشقاں اس پر بکھیر دئے جائیں تو ان کو خوش چشم معشوقوں کا کچھ خوف نہیں ہے، یعنی اس کے زمانے میں سب فتنے دور ہو گئے ہیں۔

بحر طویل میں کہا ہے

کرعن بسبت فی اناء من الورد

ترجمہ:۔ وہ (اونٹ) بیچے نرم ہونٹوں سے ایک گلاب کے برتن میں پانی پینے لگتے تھے۔

مراد یہاں کثرت بارش سے ہو کہ اونٹ بارش کا پانی قبول کر کے پینے لگتے تھے۔

شعر گوئی کا سلیقہ

کتاب "الموازنہ بین شعری الطائیئن" میں ابوالقاسم آمدی کا قول ہے کہ بعض نقادوں نے عباس بن الاحنف کا بحر طویل کا یہ شعر سنا ؎

وصالکم ھجر وحبکم قلی　　　　وعطفکم صد وسلمکم حرب

ترجمہ۔ تمہارا وصال ہجر ہے، تمہاری محبت نفرت ہے اور تمہاری مہربانی سختی ہے اور تمہاری سلامتی جنگ ہے۔

وانتم بحمد اللہ فیکم فظاظۃ　　　　وکل ذلول من مراکبکم صعب

ترجمہ:۔ خدا کے شکر سے تمہارے اندر ایک صفت ہے اور وہ ظلم ہے اور تمہاری سواریاں جو کہ ہلکی اور تیز ہیں وہ بھی (ہمارے حق میں) مشکل ہیں۔

تو انھوں نے کہا خدا کی قسم! یہ شعر اقلیدس کی تقسیم سے بھی بہتر ہے لیکن ابوالطیب متنبیؔ کا بحر بسیط کا شعر اس فن میں اس سے بھی اچھا کہلانے کا مستحق ہے ؎

ضاق الزمان ووجہ الارض عن ملک　　　　ملء الزمان وملء السہل والجبل

ترجمہ:۔ میدان وزمان روئے زمین ایسے بادشاہ سے جو بقدر پری زمانہ و بڑے میدان و پہاڑ ہی تنگ ہے یعنی اس کی ہیبت ورعب اور اس کے فضائل وکمالات اور لشکر ہائے کثیرہ تمام زمین وزمان کو گھیرے ہوئے ہیں۔

فنحن فی جذل والروم فی وجل　　　　والبر فی شغل والبحر فی خجل

ترجمہ:۔ ہم اس کی فتح ونصرت سے خوش ہیں اور روم اس کے حملے سے خائف ہے ہے اور خشکی اس کے لشکروں سے گھری ہوئی ہے اور دریا اس کی سخاوت کے معاملے میں شرمندہ۔

بحر بسیط میں کہا ؎

الدھر معتذر والسیف منتظر　　　　وارضھم لک مصطاف ومرتبع

ترجمہ:۔ پھر سلطان کی ملک ونامہ وضیعت کے قتل کی بابت زمانہ تجھ سے عذر خواہ ہے اور تلوار تیرے

دوبارہ حملے کی منتظر ہے کہ کب تو حملہ کرے اور دشمنوں سے انتقام لے اور ان کی زمین تیرے لئے فرودگاہ گرما اور موسم بہار ہے۔ کوئی تجھ کو روک نہیں سکتا۔

فسبی ما نکحوا، والقتل ما ولدوا　　والنہب ما جمعوا، والنار ما زرعوا

ترجمہ:۔ انجام ان کی زوجات کا قید اور انجام ان کی اولاد بالغ کا قتل اور نتیجہ ان کے اموال کا غارت اور ان کی زراعت کا جلانا ہوا۔

بحر طویل کے اشعار ہیں ؎

فلم یخل من نصرلہ من لہ ید　　ولم یخل من شکرلہ من لہ فم

ترجمہ:۔ سواس کی اعانت سے کوئی ہاتھ والا خالی نہیں ہے اور اس کے لشکر سے کوئی دہن والا محروم نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ بسبب سخاوت وشجاعت کے محبوب القلوب ہے اور اس کی سلطنت کی بنا محبت ہے۔

ولم یخل من أسمائہ عود منبر　　ولم یخل دینار ولم یخل درھم

ترجمہ:۔ اور اس کے اسماء والقاب سے کوئی منبر خالی نہیں ہے اور نہ دینار و درہم یعنی اس کا خطبہ سب جگہ پڑھا جاتا ہے اور اس کا سکہ ہر جگہ جاری ہے کیونکہ ان پر اسی کے نام کا سکہ لگتا ہے۔

بحر وافر میں کہا ؎

قلیل عائدی، سقم فؤادی　　کثیر حاسدی، صعب مرامی

ترجمہ:۔ اب میری عیادت کرنے والے کم ہیں کیونکہ میں مسافر ہوں اور میرا دل بیمار اور میرے فضل کے سبب میرے حاسد بہت ہیں اور میرا مطلب سخت مشکل ہے کیونکہ میں خواہاں ملک وحکومت ہوں

علیل الجسم ممتنع القیام　　شدید السکر من غیر المدام

ترجمہ:۔ میں علیل الجسم ہوں اور بسبب ضعف میرا قیام ممنوع ہے اور بے پئے نقاہت کے نشہ میں پست ہوں۔

بحر متقارب کے اشعار ہیں ؎

بمصر ملوکٌ لهم ما لـه　　ولکنهم مالهم همـه

ترجمہ:۔ مصر میں بہت سے بادشاہ ایسے ہیں کہ وہ اتنے ہی اموال و بلاد کے مالک ہیں جن کا مالک فاتک تھا مگر ان بادشاہوں میں فاتک کی سی ہمت و شجاعت نہیں ہے۔

فأجود من جودهم بخلـه　　وأحسد من حمدهم ذمـه

ترجمہ۔ سو ان بادشاہوں کی سخاوت سے اس کا بخل اچھا تھا اور ان کی تعریف سے اس کی مذمت زیادہ بہتر تھی کیونکہ اگر کوئی اس کی مذمت کرتا تو کہتا کہ مسرف ہے کہ عطا میں حد سے بڑھا ہوا ہے یا یہ کہ بسبب غایت شجاعت مہالک میں اپنی جان کو ڈالتا ہے اور یہ ان کی حمد سے بہتر ہے۔

واشرف من عيشهم موتـه　　وأنفع من وجدهم عدمـه

ترجمہ:۔ اور اس کی موت ان کی زندگی سے اشرف ہے کیونکہ بسبب ذکر خیر کے اس کی شہرت ان سے زیادہ ہے اور ان کی غنا سے اس کا فقر مفید تر ہے کیونکہ وہ باوجود کم استطاعتی ان سے زیادہ فیاض تھا باوجود ان کی غنا کے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

لم تفتقد بك من مزن سوى لثق　　ولا من البحر غير الريح والسفن

ترجمہ:۔ تیرے ہوتے یا تجھ میں کوئی فائدہ ابروں کا ہم گم نہیں کرتے بلکہ تجھ میں بہ نسبت ابروں کے جود و کرم زیادہ ہیں ہاں ابروں میں ایک بڑا عیب ہے جو تجھ میں نہیں ہے۔ ابر کی بارش کے بعد کیچ گارا ہوا کرتا ہے اور تیرے باران عطا کے بعد یہ نہیں ہوتا اور تیرے ہوتے فوائد دریا ہم کو حاصل ہیں مگر دریا سے منتفع ہونے کے لئے کشتی اور ہوا کی حاجت ہوتی ہے اور تیرا فیض ان دونوں کے بغیر پہونچتا ہے۔

ولا من الليث إلا قبح منظره　　ومن سواه سوى ماليس بالحسن

ترجمہ:۔ اور تجھ میں سب اوصاف شیر سوائے اس کی زشت روئی کے موجود ہیں اور پھر بعد تفصیل مجملاً کہتا ہے کہ تجھ میں سب اوصاف نیک بجز اس وصف کے جو برا ہے پائے جاتے ہیں اور یہ کلام

عمدہ ہے۔

بحر طویل کے اشعار ہیں ؂

یجل عن التشبیه، لاالکف لجة ولا هو ضرغام، ولا الرأی مخذم

ترجمہ:۔ ممدوح کا رتبہ بڑا ہے کہ اس کو کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے اس کی کف مثل موج دریا کے نہیں ہے بلکہ اس سے فائق ہے اور نہ وہ بہادری میں شیر ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے اور نہ اس کی رائے تیزی میں شمشیر براں ہے بلکہ اس سے تیزی میں بڑھی ہوئی ہے۔

ولاجرحه یؤسی، ولاغورة یدری ولاحده ینبوا ولا یتثلم

ترجمہ:۔ اور نہ ممدوح کا لگایا ہوا زخم علاج پذیر ہوتا ہے اور نہ اس کی گہرائی دریافت کی جاسکتی ہے یعنی زخم کاری کی یا مقدار غور ممدوح کا۔ اور نہ اس کی دھار اچٹتی اور ناکارگر ہوتی ہے اور نہ اس میں دندانے پڑ جاتے ہیں۔

محلك مقصود، وشانیك مفحم ومثلك مفقود ونیلك خضرم

ترجمہ:۔ تیرا رتبہ اور مقام مقصود خلائق ہے اور تیرے دشمن کا تیرے معاملے میں دم بند ہے کہ تجھ میں کوئی عیب نکال نہیں سکتا اور تیرا مثل معدوم اور تیری عطا کثیر ہے۔

بحر طویل میں کہا ؂

أذم إلی هذا الزمان أهیله فأعلمهم فدم، وأحزمهم وغد

ترجمہ:۔ میں اس زمانے سے اس کے حقیر باشندوں کی برائی بیان کرتا ہوں کیونکہ ان میں جو زیادہ جانتا ہے وہ غبی ہے اور جو ان میں زیادہ محتاط ہے وہ ناکس ہے پس جاہل و غیر محتاط لوگ کیسے ہوں گے۔

وأکرمهم کلب، وأبصرهم عم، وأسهدهم فهد، وأشجعهم قرد

ترجمہ:۔ اور ان کا بڑا بزرگ خست میں مثل کتے کے ہے اور ان میں زیادہ بینا اندھا اور ان کا بڑا جاگنے والا چیتے کے مانند کثیر النوم اور ان کا زیادہ بہادر بندر کے مانند نامرد ہے۔

بحر کامل کا شعر ہے ؂

وغناك مسألة، وطيشك نفخة ورضاك فيشلة، وربك درهم

ترجمہ:۔ اور تیری تونگری لوگوں سے سوال کرتی ہے اور تیرا غصہ اور چمک صرف ایک پھونک کی مانند بے حقیقت ہے اور تیری خوشنودی بے حقیقت ہے اور تیرا معبود درہم ہے۔

بحر خفیف میں کہا ؎

عربي لسانه، فلسفي رأيه، فارسية أعياده

ترجمہ:۔ ممدوح کی زبان عربی ہے اور اس کی رائے حکیمانہ اور اس کے عیدیں فارسی مثل نوروز مہرجان کے۔

بحر طویل کے اشعار ہیں ؎

سقتني بها القطربلي مليحة على كاذب من وعدها ضوء صادق

ترجمہ:۔ مجھ کو اس سرزمین پر شراب قطربلی ایک ایسی نمکین معشوقہ نے پلائی کہ اس کے جھوٹے وعدے پر بھی چمک شخص صادق کی تھی یعنی اس کا جھوٹ بھی سچ معلوم ہوتا تھا۔

سهاد لأجفان، وشمس لناظر وسقم لأبدان، ومسك لناشق

ترجمہ:۔ وہ معشوقہ عاشقوں کی آنکھوں کے لئے بیداری ہے کہ اس کی یاد میں سوتا نہیں ہے اور وہ دیکھنے والے کو مثل آفتاب روشن معلوم ہوتی ہے اور وہ عاشقوں کے جسموں کی بیماری ہے اور سونگھنے والے کے لئے بمنزلہ مشک کے ہے۔

وأغيد يهوى نفسه كل عاقل عفيف، ويهوى جسمه كل فاسق

ترجمہ:۔ اور مجھ کو شراب پلائی ایک ایسی معشوقہ نازک اندام نے کہ اس کے نفس کو بسبب خوبی ذاتی کے ہر عاقل پرہیزگار دوست رکھتا ہے اور اس کے جسم کو شخص فاسق بدکار۔

متنبی کے کلام میں حسن ترتیب

بحر طویل میں کہا ؎

على ذا مضى الناس اجتماع وفرقة وميت ومولود، وقال ووامق

ترجمہ:۔ اسی حالت پر پچھلے لوگ گزر گئے کہ ان کے لئے کبھی اجتماع تھا اور کبھی فرقت اور کبھی کوئی مرتا تھا اور کبھی کوئی پیدا ہوتا تھا اور کوئی دشمن ہوتا تھا اور کوئی دوست۔

بحر طویل کے اشعار ہیں ؎

اَلا أیھا السیف الذی لیس مُغمداً ولا فیہ مرتابٌ ولا منہ عاصم

ترجمہ:۔ اے وہ شمشیر جو کبھی میان میں نہیں رہتی اور نہ تیرے فضائل میں شک کی گنجائش ہے اور نہ کوئی کسی کو تجھ سے بچا سکتا ہے۔

ھنیئاً لضرب الھام والمجد والعلا وراجیکَ والاسلام أنکَ سالم

ترجمہ:۔ تیری سلامتی ضرب ہائے دشمناں اور شرف اور بلندی رتبہ اور تیرے امیدوار اور اسلام کو مبارک وگوارا ہو۔ کیونکہ فضائل مذکورہ صرف تیری ذات میں منحصر ہیں۔

بحر کامل میں کہا ؎

لا یستحی أحد یقال لہ فضلوکَ آل بویہ أو فضلوا

ترجمہ:۔ وہ شخص شرم نہیں کرتا جس کو یہ کہا جائے کہ آل بویہ تجھ پر تیر اندازی میں غالب رہے اور بڑھ گئے کیونکہ وہ سب سے غالب ہیں۔

قدروا عفوا وعدوا وفوا سئلوا أغنوا علوا أعلوا ولوا اعدلوا

ترجمہ:۔ آل بویہ دشمنوں پر قادر ہوئے تو ان کے قصور معاف کر دئے۔ وعدہ کیا تو وفا کیا، سوال کئے گئے تو سائلوں کو غنی کر دیا، بلند رتبہ ہوئے تو اپنے متوسلین کو بلند رتبہ کیا، والی ولایت ہوئے تو انھوں نے انصاف کیا۔

سیف الدولہ کی مدح میں کہے ہوئے بحر طویل کے قصیدے کا شعر ہے ؎

ورب جواب عن کتاب بعثتہ وعنوانہ للناظرین قتام

ترجمہ:۔ اور بہت سے مخالفوں کے خط کا جواب تو نے بھیجا کہ ان کا سرنامہ دیکھنے والوں کے واسطے غبار تیرے لشکر کا تھا یعنی اکثر ذخیرہ یہ ہوا ہے کہ تو نے غبار اپنے لشکر کو قائم مقام جواب نامہ دشمن کر دیا ہے۔

حروف هجاء الناس فیہ ثلاثۃ: جواد ورمح ذابل وحسام

ترجمہ:۔ اس کتاب یعنی لشکر کے حروف تہجی تین ہیں۔ عمدہ گھوڑا، اور سوکھا اور سیدھا نیزہ اور شمشیر یعنی یہ لشکر ان سے مرکب ہے جیسا کتاب حرف ہجا سے۔

جب اس نے فوج کی جگہ خط کی مثال دی اور اس میں ترتیب وار گھوڑے، تیر اور تلوار کا ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاعری پر کتنی قدرت و استطاعت رکھتا تھا۔ بحر بسیط میں کہا ؎

ومرھف سرت بین الجحفلین بہ حتی ضربت وموج الموت یلتطم

ترجمہ:۔ اور بہت سی تیز شمشیریں ہیں کہ میں اس کو لے کر دو بڑے لشکروں کے بیچ میں گھسا ہوں ایسے حال میں کہ موج موت تھپیڑے مار رہی تھی یہاں تک کہ میں نے وہ شمشیر دشمن کے مار دی۔

فالخیل واللیل والبیداء تعرفنی والسیف والرمح والقرطاس والقلم

ترجمہ:۔ سو گھوڑے، رات اور خشک جنگل اور ضرب شمشیر و نیزہ اور کاغذ و قلم سب مجھ سے واقف ہیں یعنی میں صاحب رزم و بزم و سفر شجاعت و فصاحت ہوں۔

ابن جنی نے کہا کہ متنبی اس شعر میں مذکورہ بالا چیزوں کو ایک جگہ جمع کر دینے میں دوسرے شعراء سے آگے بڑھ گیا ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے کسی اور نے ایسا شعر نہیں کہا ہے۔ بحتری نے بحر خفیف میں کہا تھا ؎

اطلبا ثالثا سوای فانی رابع العیس والدجی والبید

ترجمہ:۔ میرے علاوہ کوئی تیسرا تلاش کرو کیونکہ میں چوتھا ہوں۔ اونٹ، رات کی تاریکی اور میدان میرے ساتھی ہیں (یعنی بہت زیادہ سفر کرنے والا ہے)۔

بحتری کے مندرجہ بالا شعر میں شیرینی ہے لیکن اس میں وہ تمام چیزیں جمع نہیں ہیں جو کہ متنبی کے شعر میں ہیں۔ بحر بسیط میں کہا ؎

أنت الجواد بلا من ولا کدر ولا مطال ولا وعد ولا مذل

ترجمہ:۔ تو سچا سخی بلا احسان جتلائے، بے جھوٹ بولے، بے وعدہ کئے اور بے منگنے دئیے۔

بحر منسرح کے اشعار ہیں ؎

بحر شوق إلى ترشفها ینفصل الصبر حین یتصل

ترجمہ:- میں اس کے آب دہن کے چوسنے کے شوق کی آگ میں مبتلا ہوں جب وہ شوق مجھ سے ملتا ہے تو میرا صبر جاتا رہتا ہے۔

فالثغر والنحر والمخلخل وال معصم دائی والفاحم الرجل

ترجمہ:- سو محبوبہ کے دندان اور سینہ اور ساق اور پہونچا اور موئے مشکیں میرے درد عشق کی دوا ہیں یعنی میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔

بحر طویل میں کہا ؎

ولکن بالفسطاط بحراً أزرته حیاتی ونصحی والهوی والقوافیا

ترجمہ:- (شہر مصر) میں ایک شخص مثل دریا فیاض ہے (یعنی کافور) کہ میں اس کے پاس اپنی زندگی خیر خواہی، خواہش نفس اور اپنے مدحیہ اشعار لے آیا یعنی ان سب چیزوں کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔

بحر طویل کا ایک اور شعر ہے ؎

أمیناً واخلافاً وغدراً وخسة وجبناً أشخصاً لحت لی ام مخازیاً؟

ترجمہ:- کیا تو بڑا جھوٹ بولتا ہے اور خلاف وعدگی وعہد شکنی اور خست اور نامرادی کرتا ہے کیا تو بصورت شخص ظاہر ہوا یا تو مجسم رسوائیاں ہے کہ تجھ میں یہ سارے عیوب موجود ہیں۔

مصرعوں میں خوبصورت مثالیں

بحر طویل میں ؎

مصائب قوم عند قوم فوائد

ترجمہ:- بے شک ایک بات ایک قوم کے لئے باعث مصائب ہے تو وہ دوسری قوم کے

[illegible]

بحر طویل سے

ومن قصد البحر استقل السواقیا

ترجمہ:۔ جو شخص دریا کا قصد کرتا ہے وہ چھوٹی نہروں کو کم تر سمجھتا ہے کیونکہ نہریں دریا کے فیض سے جاری ہوتی ہیں۔

بحر طویل سے

وخیر جلیس فی الزمان کتاب

ترجمہ:۔ زمانے میں عمدہ ہم نشین کتاب ہے جس سے طرح طرح کی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

بحر بسیط سے

إن المعارف فی اهل النهی ذمم

ترجمہ:۔ بے شک آشنائیاں عقل مندوں کے نزدیک عہد کے برابر ہیں۔

بحر بسیط سے

وربما صحت الاجسام بالعلل

ترجمہ:۔ اکثر اجسام بسبب بیماریوں کے صحت یاب ہوتے ہیں جیسا داغ دینا یا فصد کھلوانا مثلاً گو باعث فساد بعض اعضاء ہوتے ہیں مگر ان کے سبب باقی اعضاء تندرست ہوتے ہیں۔

بحر وافر سے

وفی الماضی لمن بقی اعتبار

ترجمہ:۔ باقی ماندوں کو زمانہ گزشتہ موجب عبرت ہے یعنی وہ آئندہ بغاوت نہ کریں گے

بحر متقارب سے

وتأبی الطباع علی الناقل

ترجمہ:۔ تمہارا عشق جو میری سرشت میں داخل ہو گیا ہے اور وہ اس کی تبدیلی کرنے والے

سے انکار اور مخالفت کرتا ہے۔

بحرِ متقارب سے

ومنفعۃ الغوث قبل العطب

ترجمہ:۔ فریادرس کی فریادرسی کا نفع ہلاکی سے پہلے ہے بعد ہلاک ہلاک کس کام کے ہے۔

بحر کامل سے

ھیہات تکتم فی الظلام مشاعل

ترجمہ:۔ یہ کب ہو سکتا ہے کہ تاریکیوں میں مشعلوں کے نور پوشیدہ ہو جائیں بلکہ زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔

بحرِ منسرح سے

ومخطئ من رمیہ القمر

ترجمہ:۔ وہ شخص جس کا نشانہ قمر رہی خطا ہو وہ تیر سے اور پر صحیح نشانہ کیسے لگا سکتا ہے کیونکہ تو قمر سے بھی اعلیٰ ہے۔

بحر وافر سے

وماخیرا لحیاۃ بلا سرور

ترجمہ:۔ حیات بلا سرور میں کیا بھلائی ہے یعنی میری زندگی غم والم کے لئے ہے اس میں خوشی کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔

بحر بسیط سے

بجبھۃ العیر یفدی حافر الفرس

ترجمہ:۔ چہرہ خرسم اسپ پہ قربان کیا جاتا ہے یعنی حقیر چیز عزیز شے پر فدا کرنے کے قابل ہوتی ہے۔

بحر متقارب سے

ولا رأی فی الحب للعاقل

ترجمہ:۔ عشق کے باب میں عاشق کی عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا ہے یعنی یہ امر غیر اضطراری ہوتا ہے۔

بحر طویل ؎

ولکن طبع النفس للنفس قائد

ترجمہ:۔ (ہر شخص شجاعت و سخاوت کی خوبی کو جانتا ہے) مگر سرشت نفس اس کو اپنی طرف کھینچ لے جاتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ یہ دونوں وصف تیری سرشت میں داخل ہیں۔

بحر البسیط ؎

ولیس یأکل إلا المیت الضبع

ترجمہ:۔ کفتار نہیں کھاتی مگر مردہ کو یعنی جب وہ مُردے تھے تو تم مثل کفتار مردم خوار ہوئے

بحر خفیف ؎

کل ما منح الشریف الشریف

ترجمہ:۔ شریف شخص جو چیز بخشتا ہے وہ چیز بھی شریف ہوتی ہے۔

بحر منسرح ؎

والجوع یرضی الأسود بالجیف

ترجمہ:۔ بھوک شیروں کو مردارخواری پر راضی کر دیتی ہے۔

بحر متقارب ؎

ومن فرح النفس ما یقتل

ترجمہ:۔ بعض طبیعت کی خوشی ایسی ہوتی ہے کہ وہ قتل کر دیتی ہے اور گرنا تو بڑی بات نہیں ہے۔

بحر طویل ؎

ویستصحب الإنسان من لا یلائمه

ترجمہ:۔ کبھی انسان اپنے غیر موافق شخص کے ساتھ رہ لیتا ہے۔

بحر بسیط ؎

إن النفیس غریب حیثما کانا

ترجمہ:۔ عزیز و کریم شخص جہاں بھی رہے مسافر ہی ہوتا ہے اگرچہ اپنے وطن میں ہو کیونکہ اس کو وہاں بھی دوست نہیں ملتے۔

بحر کامل ؎

فمن الردیف وقد رکبت غضنفرا

ترجمہ:۔ اور کون تیرے پیچھے سوار ہو سکتا ہے جبکہ تو شیر پر سوار ہو۔

بحر طویل ؎

إذا عظم المطلوب قل المساعد

ترجمہ:۔ جب مقصد بڑا اور دشوار ہوتا ہے تو اس کے مددگار کم ہو جاتے ہیں۔

بحر بسیط ؎

ومن یسد طریق العارض الهطل

ترجمہ:۔ راہ ابر بسیار بار کو کون روک سکتا ہے۔

بحر وافر ؎

وأدنى الشرك في نسب جوار

ترجمہ:۔ ادنیٰ مرتبہ شرکت نسب کا حق ہمسائگی ہے یعنی ان کے تجھ پر دو حق ہیں ایک شرکت نسب اور دوسرے ہمسائگی۔

بحر طویل ؎

وفی عنق الحسناء یستحسن العقد

ترجمہ:۔ خوبصورت عورت کے گلے میں ہار اچھا معلوم ہوتا ہے۔

بحر طویل ؎

لاتخرج الأقمار من هالاتها

ترجمہ:- چاند اپنے ہالوں سے باہر نہیں نکلتا ہے۔ یہ بات اس کے لئے بہت مشکل ہے۔

بحر طویل سے ولکن صدم الشر بالشر أحزم

ترجمہ:- بلکہ شر کا مقابلہ شر سے زیادہ ہوشیاری کی بات ہے۔ شر اول سے مراد انداد ہے اور شر ثانی سے مطلب وہ شر ہے جو ان کے مقابلے میں کیا گیا جو بطور قصاص ہے۔

بحر بسیط سے

أنا الغريق فما خوفي من البلل

ترجمہ:- میں مثل اس شخص کے ہوں جو دریا میں ڈوبا ہو پس مجھ کو تری کا جو اس سے سہل ہے کیا خوف ہے۔

بحر طویل سے

أشد من السقم الذی أذهب السقما

ترجمہ:- وہ موت جس نے اسے میرے فراق سے رہائی بخشی اور اس کی بیماری کو دور کیا وہ اس بیماریٔ فراق سے سخت تھی۔

بحر وافر سے

فأن الرفق بالجانی عتاب

ترجمہ:- کیونکہ نرمی گناہ گار کے حق میں عتاب ہے کہ اشراف اس کی وجہ سے مارا جاتا ہے اور جیتے جی کبھی سر اٹھاتا نہیں ہے اور ہمیشہ کے لئے غلام بن جاتا ہے۔

بحر کامل سے

إن القليل من الحبيب كثير

ترجمہ:۔ بے شک دوست کی جانب سے تھوڑا بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔

بحر طویل ؂

یغیض الی الجاهل المتعاقل

ترجمہ:۔ بے شک نادان آدمی جو بتکلف عاقل بنے میرے نزدیک قابل بغض ہے اس لئے میں ان سے گفتگو نہیں کرتا۔

بحر بسیط ؂

ولیس کل ذوات المخلب السبع

ترجمہ:۔ ہر پنجہ دار درندہ نہیں ہوتا ہے یعنی سیف الدولہ کی صورت سب بناتے ہیں لیکن سیرت کسی کے پاس نہیں ہے۔

بحر بسیط ؂

وللسیوف کما للناس آجال

ترجمہ:۔ اور جیسے آدمیوں کی موت کے اوقات مقرر ہیں ایسے ہی تلوار کے لئے بھی موت کا وقت ہے۔

بحر بسیط ؂

فی طلعة الشمس ما یغنیك عن زحل

ترجمہ:۔ کیونکہ چہرۂ شمس میں جو ہر وقت بے تکلف نظر آتا ہے وہ خوبی ہے کہ اس کے ہوتے زحل کے دیکھنے کی حاجت نہیں ہے۔

بحر وافر ؂

فأول قرح الخیل المهار

ترجمہ:۔ پنج سال گھوڑے اول بچھیڑے ہوتے ہیں

بحر بسیط ؂

والبر اوسع والدنیا لمن غلبا

ترجمہ:۔ جنگل و میدان میرے لئے گھر سے زیادہ وسیع ہیں۔ اس لئے اپنا گھر پسند نہیں کرتا اور دنیا اور اس کی دولت اس شخص کے لئے ہے جو لڑے اور غالب آئے، نہ اس کے لئے جو گھر میں پڑا رہے۔

بحر بسیط ؎ لیس التکحل فی العینین کالکحل

ترجمہ:۔ سرمہ لگا کر آنکھ کو سرگیں کرنا مثل اس سرگیں چشم کے نہیں ہوسکتا جو سرشت میں سرگیں ہے۔

بحر کامل ؎

ویبین عتق الخیل فی اصواتھا

ترجمہ:۔ گھوڑوں کی عمدگی ان کی آوازوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

شعر کے دونوں مصرعوں میں مثالیں

بحر طویل میں کہا ؎

وکل امرئ یولی الجمیل محبب وکل مکان ینبت العز طیب

ترجمہ:۔ جو شخص عطا فرمائے محبوب ہے اور جو مکان عزت بخشے سو وہ اچھا ہے اور یہ دونوں باتیں تجھے حاصل ہیں۔

بحر منسرح کا شعر ہے ؎

فی سعة الخافقین مضطرب وفی بلاد من اختها بدل

ترجمہ:۔ درصورت عدم موافقت ایک شہر کے لوگوں کے مجھ کو فراخی مشرق و مغرب میں آنے جانے کی گنجائش ہے اور بہت سے شہروں میں اس کی بہن کا بدل موجود ہے۔

بحر کامل میں کہا ؎

الحب ما منع الکلام الالسنا وألذ شکوی عاشق ما اعلنا

ترجمہ:۔ محبت زبانوں کو کلام کرنے سے منع کرتی اور عاشق کا لذیذ تر اور مزیدار

شکوہ وہ ہے جس کو کھلم کھلا بیان کرے یعنی عشق میں جس قدر رسوائی ہو بہتر ہے۔

بحر خفیف کے اشعار ہیں ؎

ذل من یغبط الذلیل لعیش　　رب عیش أخف منه الحمام

ترجمہ:۔ وہ شخص ذلیل ہے جو ذلیل کی زندگی پر رشک کرے کیونکہ بہت سی زندگیاں ایسی ہوتی ہیں کہ موت ان سے تکلیف میں سبک تر ہوتی ہے یعنی مرنا ان سے بہتر ہوتا ہے۔

من یهن یسهل الهوان علیه　　ما لجرح بمیت ایلام

ترجمہ:۔ جو شخص ذلت اختیار کرے اور اپنی کچھ قدر نہ کرے اس کو ذلت آسان ہو جاتی ہے اور اس کو اس میں کچھ تکلیف نہیں معلوم ہوتی جیسے مردہ شخص کو زخم سے کچھ تکلیف نہیں ہوتی ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

کفی بك داء أن تری الموت شافیا　　وحسب المنایا أن یکن أمانیا

ترجمہ:۔ تجھ کو اس قدر مرض کافی ہے کہ تو موت کو شافی سمجھنے لگے یعنی جب تیرا حال ایسا ہو جائے کہ تو تمنائے موت کرنے لگے تو یہ نہایت شدت ہے اور موتوں کو یہ کافی ہے کہ وہ آرزوئیں ہو جائیں۔

بحر البسیط کا شعر ہے ؎

أفاضل الناس أغراض لذا الزمن　　یخلو من الهم أخلاهم من الفطن

ترجمہ:۔ عمدہ لوگ اس زمانے کے نشانے ہیں کہ ان پر وہ تیر حوادث برابر لگاتا رہتا ہے اب غم سے وہ خالی ہے جو عقلوں سے خالی ہے کیونکہ عاقل انجام امور کی فکر میں مصروف و مغموم رہتا ہے

بحر طویل میں کہا ؎

وأتعب من ناداك من لا تجیبه　　وأغیظ من عاداك من لا تشاكل

ترجمہ:۔ جو شخص تجھ کو پکارے ان میں سب سے زیادہ رنجیدہ وہ ہوگا جس کو تو جواب نہ دے اس صورت میں وہ نہایت ذلیل ہوگا اس لئے میں حاسدین کو جواب نہیں دیتا اور ان

لوگوں میں سے جو تجھ سے عداوت رکھتے ہیں سب سے زیادہ خشمناک وہ ہوگا جو فضل و کمال میں تیرا مساوی اور ہم رنگ نہ ہو پس وہ خود بخود اپنے دل میں نادم رہے گا۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

لا تشتر العبد إلا والعصا معه   إن العبد لأنجاس مناکید

ترجمہ:۔ غلام نہ خرید مگر اس حال میں کہ چوبِ تعلیم اس کے ساتھ خرید۔ بیشک غلام لوگ سرشت کے ناپاک اور بے خبر ہوتے ہیں بے مارے کام نہیں دیتے۔

بحر طویل میں کہا ؎

إذا أنت أکرمت الکریم ملکته   وإن أنت أکرمت اللئیم تمردا

ترجمہ:۔ جب تو بھلے آدمی کی تعظیم کرے گا تو اس کا مالک ہو جائے گا اور وہ تیرے غلام کے برابر ہو جائے گا اور اگر تو کمینے شخص کی تعظیم کرے گا تو وہ سرکشی کرے گا اور تیرے سر چڑھ جائے گا۔

ووضع الندی فی موضع السیف بالعلا   مضر کوضع السیف فی موضع الندی

ترجمہ:۔ استعمال بخشش تلوار کے موقع میں انسان کے علو رتبہ کے لئے مضر ہے جیسا استعمال تلوار بخشش کے موقع پر۔

وما قتل الأحرار کالعفو عنهم   ومن لک بالحر الذی یحفظ الیدا

ترجمہ:۔ آزاد مردوں کو جیسا ان سے عفو کرنا قتل کرتا ہے ایسے ان کو دوسری چیز قتل نہیں کرتی اور ایسا آزاد مرد کہاں ملتا ہے جو نعمت و احسان کو یاد رکھے یعنی وہ ہم ہی ہیں۔

وقیدت نفسی فی ذراک محبة
ومن وجد الإحسان قیدا تقیدا

ترجمہ:۔ اور اپنے آپ کو تیری الفت میں میں نے براہ محبت قید کر دیا اور سچ ہے کہ جس کو احسان کی قید نصیب ہوگی وہ خوشی سے قید ہو جائے گا۔

مثالیں، مفید باتیں، پند ونصائح

زمانہ دُنیا اور دُنیا والوں کی شکایت

بحر طویل میں کہا ہے

وما الجمع بین الماء والنار فی یدی ما أصعب من أن أجمع الجد والفہما

ترجمہ:۔ پانی اور آگ کا اپنے ہاتھ میں جمع کرنا اس امر سے زیادہ دشوار اور سخت نہیں ہے کہ میں سعادت بخت اور فہم درست کو جمع کروں یعنی علم اور صاحب نصیب ہرگز جمع نہیں ہو سکتی ہے

بحر کامل کا شعر ہے

یخفی العداوۃ وھی غیر خفیۃ نظر العدو بما أسر یبوح

ترجمہ:۔ دشمن اس کی عداوت کو چھپاتا ہے مگر وہ چھپی نہیں رہتی کیونکہ دشمن کی نظر اس چیز کو جس کو اس نے چھپایا ہے ظاہر کر دیتی ہے یعنی عداوت کو۔

بحر منسرح کا شعر ہے

والأمر للہ رب مجتہد ما خاب إلا لأنہ جاھد

ترجمہ:۔ فتح و شکست کا اختیار خداوند تعالیٰ کو ہے بہت سی کوشش کرنے والے ناکام نہیں ہوئے مگر اس سبب سے کہ وہ کوشش کرنے والے تھے اور اس کوشش پر بھروسہ رکھتے تھے کیونکہ بھروسہ صرف خدا کا چاہیئے۔

بحر طویل میں کہا ہے

الیک فانی لست ممن إذا اتقی عضاض الأفاعی نام فوق العقارب

ترجمہ:۔ اے ناصح میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جب سانپوں کے کاٹنے سے ڈرے تو بچھوؤں پر جا سوئے یعنی میں ایسا نہیں ہوں کہ ہلاک کے خوف سے عار اختیار کر لوں

بحر کامل کا شعر ہے

خیر الطیور علی القصور، وشرها　　یأوی الخراب ولیکن النادو سا

ترجمہ:۔ عمدہ پرندے محلوں پر بیٹھتے ہیں اور ان کے بد ترشل بوم ویرانہ میں اور مجوس کے مقابر میں رہتے ہیں جن کی زیارت کو کوئی نہیں جاتا۔

بحر بسیط میں کہا ؎

لیس الجمال لوجہ صح مارنہ　　أنف العزیز بقطع العز یجتدع

ترجمہ:۔ حقیقی جمال اس چہرے کو حاصل نہیں ہے جس کی ناک سالم ہو کیونکہ ذی عزت شخص کی ناک بےعزتی سے درحقیقت کٹ جاتی ہے گو بظاہر اس کی ناک موجود ہے۔

بحر وافر کا شعر ہے ؎

ولیس یصح فی الأفهام شیء　　إذا احتاج النهار إلی دلیل

ترجمہ:۔ جبکہ اثبات روز بے دلیل درست نہ ہو تو ذہن میں کوئی شے صحیح نہ ہوگی یعنی بدیہی امر دلیل طلب نہیں ہوتا ہے۔

ابن جنی کہتے ہیں کہ یہ بات تو وہ ہے جو اہل سائنس کہتے ہیں کہ جس نے مشاہدات میں شک کیا وہ عقل سے کورا ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

وقد تیمزیا بالهوی غیر أهله　　ویستصحب الإنسان من لا یلائمه

ترجمہ:۔ اور کبھی بہ تکلف لباس عشق غیر اہل عشق پہن لیتا ہے اور کبھی انسان اپنے غیر موافق کے ساتھ رہتا ہے۔

بحر طویل کا ایک اور شعر ہے ؎

وما تنفع الخیل الکرام ولا القنا　　إذا لم یکن فوق الکرام کرام

ترجمہ:۔ اور عمدہ گھوڑے اور نیزے کچھ فائدہ بخش نہیں ہیں جبکہ عمدہ گھوڑوں پر عمدہ اور بہادر آدمی سوار نہ ہوں۔

بحر بسیط میں کہا ؎

ماکل ما یتمنی المرء یدرکہ   تجری الریاح بما لا تشتھی السفن

ترجمہ:۔ جو آرزوئیں مرد کرتا ہے وہ سب اس کو حاصل نہیں ہوتیں، خلاف مرضی کشتی والوں کی ہوائیں چلتی ہیں یعنی میرے دشمن میری موت چاہتے ہیں مگر ان کی تمنا پوری نہیں ہوتی۔

بحر کامل کا شعر ہے ؎

واُحب اُنی لو ھویت فراقکم   فارقتہ والدھر اُخبث صاحب

ترجمہ:۔ اور گمان کرتا ہوں کہ اگر میں تمہارے فراق کی خواہش کروں تو البتہ تمہارے فراق سے مجھ کو فراق ہوجائے کیونکہ زمانہ مصاحب خبیث ہے اور ہر بات میں میری آرزو کے خلاف کرتا ہے۔

بحر کامل کا ایک اور شعر ہے ؎

من خص بالذم الفراق فاننی   من لا یری فی الدھر شیئاً یحمد

ترجمہ:۔ جو شخص صرف فراق کی مذمت کرتا ہے وہ اسے نہیں جانتا ہے کیونکہ میں ایسا شخص ہوں کہ زمانہ میں کسی شے کو قابل تعریف نہیں سمجھتا۔ فراق کی کیا تخصیص ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

ومن نکد الدنیا علی الحر ان یری   عدواً لہ ما من صداقتہ بد

ترجمہ:۔ آزاد و شریف مرد پر دنیا کی سختی اور قلت خیر سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے ایسے دشمن کو دیکھے جس کی دوستی سے چارہ نہیں ہے۔

بحر خفیف کا شعر ہے ؎

واذا کانت النفوس کباراً   تعبت فی مرادھا الاُجسام

ترجمہ:۔ اور جبکہ ہمتیں اور طبیعتیں بڑی ہوتی ہیں تو ان کی مراد کے حاصل کرنے میں جسم سخت تکلیف اٹھاتے ہیں۔

بحر کامل میں کہا ؎

تلف الذی اتخذ الشجاعۃ جنۃ   وعظ الذی اتخذ الفرار خلیلا

ترجمہ:۔ اس شیر کے ہلاک ہونے نے جس نے شجاعت کو دوست بنایا تھا اس شیر کو نصیحت کی جس نے گریز کو اپنا دوست بنالیا یعنی وہ سمجھ گیا کہ درصورت مقابلہ میں بھی مقتول ہوں گا۔

بحر طویل کا شعر ہے ؎

فإن یکن الفعل الذی ساء واحداً — فافعاله اللاتی سررن الوف

ترجمہ:۔ سو اگر حسین کا وہ فعل جس نے مجھے رنجیدہ کیا ہے ایک ہے تو اس کے وہ افعال جنھوں نے مجھے خوش کیا ہے ہزاروں ہیں۔

بحر کامل میں کہا ؎

وإذا خفیت علی الغبی فعاذر — أن لا ترانی مقلة عمیاء

ترجمہ:۔ اور جبکہ میری قدر و منزلت جاہل پر پوشیدہ رہے تو اس کو اس بات میں معذور سمجھتا ہوں کہ کوئی چشم کور مجھے نہ دیکھے یعنی وہ نادان اور مثل اندھے کے نہ دیکھنے میں معذور ہے۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

إن کنت ترضی بأن یعطوا الجزی بذلوا — منها رضاك ومن للعور بالحول

ترجمہ:۔ اے سیف الدولہ اگر تو ان سے جزیہ لینے پر راضی ہو جائے تو وہ تجھ کو من مانا جزیہ دے دیں اور ایسا کون سا شخص ہے کہ اندھوں کو بھینگا پن دے دے اور اس کا ضامن ہو جائے کیوں کہ اندھے پن سے کجی چشم اچھی ہے۔

بحر وافر میں کہا ؎

فآجرك الإله علی علیل — بعثت به إلی عیسی طبیبا

ترجمہ:۔ سو تجھ کو خدا اجر نیک عطا کرے اس علیل کی بابت جو طبیب بن کر آیا جس کو اس کے مسیح کی طرف تو نے بھیجا۔ وکیل کو علیل کہا اور اپنے کو مسیح، اور مسیح کو طبیب کی حاجت نہیں ہے کیوں کہ وہ خود مردہ زندہ کرتا ہے خصوصاً جب کہ طبیب علیل ہو۔

بحر وافر کا ایک اور شعر ہے ؎

إذا أتت الإساءة من لئیم — ولم ألم المسیء فمن ألوم

ترجمہ:۔ جبکہ میری طرف بدی کسی کمینے کی طرف سے آئے اور میں بدکار کو ملامت نہ کروں تو
کس کو ملامت کروں۔

بحر کامل میں کہا ؎

وإذا أتتك مذمتي من ناقص   فهي الشهادة لي بأني فاضل

ترجمہ:۔ اگر کوئی ناقص شخص میری مذمت کرے تجھ سے تو یہ اس بات کی شہادت ہے کہ میں
فاضل ہوں۔

بحر متقارب کا شعر ہے ؎

إذا ما قدرت على نطقة   فإني على تركها أقدر

ترجمہ:۔ جب کہ مجھ کو اظہار راز پر قدرت ہے تو ترک اظہار پر زیادہ قدرت ہے یعنی
جو کسی کام کرنے پر قدرت رکھتا ہے اس کو ترک پر زیادہ قدرت نہیں رہتی ہے۔

بحر خفیف میں کہا ؎

واحتمال الأذى ورؤية جانيه   غذاء تضوى به الأجسام

ترجمہ:۔ اور تکلیف اٹھانا اور دشمن دہندہ تکلیف کا دیکھنا ایسی غذا ہے کہ اس کے سبب
اجسام لاغر ہو جاتے ہیں۔ یعنی تکلیف کا اٹھانا سخت ہے اور اس کا دیکھنا
سخت تر۔

بحر کامل میں کہا ؎

وتوهموا اللعب الوغى والطعن في ال   هيجاء غير الطعن في الميدان

ترجمہ:۔ اور لوگوں نے لڑائی کو کھیل سمجھ لیا ہے اور حال یہ ہے کہ لڑائی میں نیزہ بازی اور ہے
کھیل کے میدان میں اور۔

بحر خفیف کا شعر ہے ؎

وإذا ما خلا الجبان بأرض   طلب الطعن وحده والنزالا

ترجمہ:۔ اور جب کہ بزدل شخص اپنے مکان میں تنہا ہوتا ہے اور وہاں کوئی اس سے لڑنے

والا نہیں ہوتا تو وہ بحالت تنہائی نیزہ زنی اور جنگ طلب کرتا ہے کہ کوئی ہے جو لڑے؟ اور جب کسی لڑنے والے کو دیکھتا ہے تو خاموش ہو جاتا ہے۔

بحر خفیف کا ایک اور شعر ہے ؎

ومن الخیر بطء سیبک عنی　　أسرع السحب فی المسیر الجهام

ترجمہ۔ تیری عطا جو مجھ کو دیر میں پہونچی یہ عمدہ بات ہوئی کیونکہ جو ابر جلد چلتا ہے وہ بے آب ہوتا ہے برستا نہیں۔

بحر طویل میں کہا ؎

ولیس الذی یتبع الوبل رائدا　　کمن جاءه فی داره رائد الوبل

ترجمہ۔ اور جو شخص بارش کی طلب میں جائے اس شخص کی مانند نہیں جس کے خود گھر میں بارش آجائے یعنی ہم بڑے خوش قسمت ہیں کہ گھر بیٹھے تیرے شرف ملاقات سے مشرف و مستفید ہوئے

بحر منسرح کا شعر ہے ؎

أبلغ ما یطلب النجاح به الطبع وعند التعمق الزلل

ترجمہ۔ وہ شے جس سے زیادہ کامیابی ہوتی ہے وہ عادت ہے اور زیادہ مبالغہ اور تکلف میں خطا و لغزش ہوتی ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

کم مخلص وعلا فی خوض مهلکة　　وقتلة قرنت بالذم فی الجبن

ترجمہ۔ ہلاکی کی جگہ گھسنے میں خلاصی اور حصول بلند نامی کی راہیں بہت سی نکل آتی ہیں۔ اور بسبب نامردی کے مقتول ہونے میں مذمت کا قرب ہوتا ہے۔ یعنی بسا اوقات مہالک میں گھسنے والا سالم ہوتا ہے اور بلند نام اور نامرد مذموم مقتول ہوتا ہے۔

بحر متقارب کے اشعار ہیں ؎

وما قلت للبدر أنت اللجین　　ولا قلت للشمس أنت الذهب

ترجمہ۔ اور میں نے پورے چاند کو چاندی نہیں کہا اور نہ آفتاب کو سونا کہا یعنی میں نے تیری

بزرگی نہیں گھٹائی کہ تو مجھ پر خفا ہو۔

ومن رکب الثور بعد الجوا د أنکر أطلا قه والغیب

ترجمہ:۔ اور جو بعد عمدہ گھوڑے کے بیل پر سوار ہو، تو اس اس کے کھر اور گلے تلے کی شکنی کھال اوپر سے معلوم ہوگی ۔ یعنی تجھ کو دیکھ کر دوسرا امیر پسند نہیں آتا۔ مگر اس کو لفظ سواری سے تعبیر کرنا خلافِ شانِ ملوک ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

فقر الجھول بلا قلب إلی أدب فقر الحمار بلا رأس إلی رسن

ترجمہ:۔ جاہل بے عقل کی احتیاج ادب کی طرف ایسی ہے جیسے بے احتیاج خرِ بے سر کی رسی کی طرف ۔ یعنی جاہل لائق تعلیم ادب نہیں ہے جیسے بے سر کا گدھا لائق رسی باندھنے کے نہیں ہوتا۔

لا یعجبن مضیما حسن بزته وھل یروق دفینا جودۃ الکفن

ترجمہ:۔ چاہیئے کہ مظلوم کو اس کی خوبی لباس خوش نہ کرے اور کیا میتِ مدفون کو عمدگی کفن اچھی معلوم ہوتی ہے ۔ یعنی مظلوم جو اپنے سے دفع ظلم نہ کر سکے بمنزلہ میت کے ہے اور میت کو عمدگی کفن خوش نہیں کرتی۔ پس ایسا ہی حال مظلوم کا ہونا چاہیئے۔

بحر وافر کے اشعار میں ؎

اذا ما الناس جربھم لبیب فإنی قد أکلتھم وذاقا

ترجمہ:۔ جبکہ کوئی عاقل لوگوں کا تجربہ کرے تو وہ مجھ سے زیادہ ان کا حال دریافت کر سکے گا کیوں کہ اس نے تو ان کو صرف چکھا ہے اور میں نے ان کو کھایا ہے۔ پس جیسے کھانے والا چکھنے والے سے حالِ مطعوم خوب جانتا ہے ایسا ہی میں اس عاقل سے ان کا حال زیادہ جانتا ہوں۔

فلم أر ودھم إلا خداعا ولم أر دینھم إلا نفاقا

ترجمہ:۔ سو میں نے لوگوں کی دوستی نہیں دیکھی مگر فریب اور میں نے ان کا دین نہ دیکھا مگر نفاق۔

بحرِ طویل میں کہا ہے

ذرینی أنل مالاینال من العلا　　　فصعب العلا فی الصعب والسهل فی السهل

ترجمہ:۔ تو مجھ کو چھوڑ دے اور دشوار کاموں کے اختیار کرنے میں مجھ کو ملامت نہ کر۔ تاکہ میں وہ مراتب رفیعہ حاصل کروں جو کسی کو حاصل نہیں ہوئے سو سخت اور بڑی رفعت مرتبہ سخت کاموں کے اختیار کرنے میں ہے اور سہل بلند نامی اور سہل میں۔

تریدین لقیان المعالی رخیصة　　　ولا بد دون الشهد من إبر النحل

ترجمہ:۔ تو حصول مراتب بلند کو ارزاں جانتی ہے اور حال یہ ہے کہ شہد کے پہلے نیش زنبور عسل ضرور ہے۔

بحرِ طویل کے اور اشعار ہیں

تمن یلذ المستهام بمثله　　　وإن کان لا یغنی فتیلا ولا یجدی

ترجمہ:۔ یہ جو میں ذکر کر رہا ہوں ایک آرزو ہے کہ اس قسم کی تمنا سے عاشق لطف اندوز ہوتا ہے اگرچہ یہ آرزو کچھ نہیں ہے اور مفید بے حاصل ہے۔

وغیظ علی الایام کالنار فی الحشا　　　ولکنه غیظ الاسیر علی القد

ترجمہ:۔ اور مجھ کو زمانے پر ایسا غصہ آ رہا ہے جو شل آگ میرے باطن دل میں بھڑک رہا ہے مگر وہ محض بے کار ہے جیسے قیدی کا غصہ تسمے پر جس سے وہ بندھا ہوا ہو کہ یہ اس کو فائدہ بخش نہیں ہے۔

بحرِ کامل میں کہا ہے

ومکائد السفهاء واقعة بهم　　　وعداوة الشعراء بئس المقتنی

ترجمہ:۔ اور کمینے لوگوں کے فریب وا پس انہیں کے اوپر پڑا کرتے ہیں کیونکہ وہ بے سمجھ ہوتے ہیں اور شاعروں کی عداوت بڑا ذخیرہ ہے کہ وہ ہجو کہہ کر تمام عالم میں انتشار پیدا کر دیتے ہیں۔

لعنة مقاربة اللئیم فإنها　　　ضیف یجر من الندامة ضیفا

ترجمہ:۔ ناکس کی صحبت لعنت کی جائے کیونکہ وہ ایک مہمان ہے جو اپنے ساتھ ندامت کا طفیلی

میدان کھینچ لاتا ہے یعنی انجام اس کا پشیمانی ہے

بحر طویل میں کہا ؎

وما الخیل إلا کالصدیق قلیلہ　　　وإن کثرت فی عین من لا یجرب

ترجمہ:۔ نہیں ہیں گھوڑے مگر مثل دوست صادق کے کم تر اگرچہ ناتجربہ کار کی آنکھ میں کثیر معلوم ہوتے ہیں۔

إذا لم تشاهد غیر حسن شیاتها　　　وأعضائها فالحسن عنك مغیب

ترجمہ:۔ جبکہ تو سوائے اس کی خوبی رنگ اور اس کے اعضاء کے کوئی اور جوہر نہ دیکھے تو حقیقت یہ ہے کہ گھوڑے کی خوبی کی تجھ کو شناخت نہیں ہے کیونکہ اس کی علامت دوڑ و چال ہے نہ صرف رنگ و اعضاء

بحر کامل کے اشعار ہیں ؎

تصفو الحیاۃ لجاهل أو غافل　　　عما مضی منها وما یتوقع

ترجمہ:۔ • زندگی غموں سے صاف ہوتی ہے دو شخصوں کے لئے' یا تو اس نادان کے لئے جو انجام موت سے بے خبر ہے یا اس شخص کے واسطے جو اپنی حیات گزشتہ اور مصائب آئندہ سے غافل ہے۔ اور ہوشیار کی زندگی تو ہمیشہ مکدر ہی ہوتی ہے۔

ولمن یغالط فی الحقائق نفسه　　　ویسومها طلب المحال فتطمع

ترجمہ:۔ اور زندگی اس شخص کی صاف ہوتی ہے جو امور واقعیہ میں کہ موت ہے اپنے نفس کو غلطی میں ڈالے اور دھوکا دے اور اس زندگی کا مثل طلب محال کے قصد کرے یعنی یہ چاہے کہ میں ہمیشہ زندہ رہوں اور میری ساری امیدیں پوری ہوں اور اس کا نفس ان امور کی طمع کرے۔

گویا کہ یہ لبید کے بحر رمل کے شعر سے ماخوذ ہے ؎

أکذب النفس إذا حدثتها　　　إن صدق النفس یزری بالأمل

ترجمہ:۔ جب میرا نفس مجھ سے بات کرتا ہے تو میں اُسے جھوٹا بنا دیتا ہوں، اور نفس کی سچائی انسان کو اس کی آرزوؤں سے نفرت کرا دیتی ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

واتعب خلق الله من زاد همه ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ وقصر عما تشتهی النفس وجده

ترجمہ:۔ خلق خدا میں سب سے زیادہ رنجیدہ شخص وہ ہے کہ اس کی ہمت بڑھی ہوئی ہو اور اس طاقت و وسعت اس چیز سے جس کو اس کی طبیعت چاہتی ہے کوتاہ ہو۔ یعنی ایسا ہی حال میرا ہے۔

فلا ینحلل فی المجد مالک کلہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ فینحل مجد کان بالمال عقدہ

ترجمہ:۔ سو چاہیئے کہ طلب شرف میں تیرا سارا مال نہ کھل پڑے اور اگر ایسا کرے گا تو وہ شرف اور بزرگی جس کی گرہ بسبب مال کے بندھی تھی کھل پڑے گی یعنی بزرگی مال سے ہے اور اگر مال نہیں تو بزرگی بھی نہیں۔ پس سخاوت میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیئے۔

ودبرہ تدبیر الذی المجد کفہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ إذا حارب الاعداء والمال زندہ

ترجمہ:۔ اور مال کی تدبیر مثل اس شخص کے کر جب وہ دشمنوں سے لڑے تو بزرگی اس کی ہتھیلی ہو اور مال اس کا بازو۔ پس جیسے ہتھیلی بے بازو کے دشمن کو مار نہیں سکتی۔ ایسے ہی مجد بے مال کے حاصل نہیں ہو سکتی۔

فلا مجد فی الدنیا لمن قل مالہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ولا مال فی الدنیا لمن قل مجدہ

ترجمہ:۔ سو جس کے پاس مال نہیں ہے اس کو دنیا میں عالی رتبہ حاصل نہیں ہے اور جس کو علو رتبہ حاصل نہیں تو گویا اس کے پاس مال نہیں ہے۔

إذا کنت فی شک من السیف فابلہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ فإما تنفیہ و إما تعدہ

ترجمہ:۔ جبکہ تجھ کو خوبی و زشتی شمشیر میں شک ہو تو اس کا امتحان کرے پھر یا تو وہ نکمی نکلے گی اور اس کو تو پھینک دے گا یا وہ تلوار عمدہ کاٹ کرے گی اور تو اس کو لڑائی کے لئے چھپا رکھے گا۔ یہی میرا حال ہے کہ بعد تجربہ میرے جوہر معلوم ہوں گے۔

وما الصارم الهندی إلا کغیرہ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ ‌ إذا لم یفارقہ النجادہ وغمدہ

ترجمہ:۔ جبکہ تلوار سے اس کا میان اور پرتلہ جدا نہ ہو تو ہندی شمشیر اور تلوار برابر ہیں کیونکہ خوبی اس کی کاٹ سے معلوم ہوتی ہے ایسا ہی میرا حال بعد تجربہ معلوم ہو سکتا ہے۔

بحر خفیف کے اشعار ہیں ؎

إنما تنجح المقالة فی المرء إذا وافقت هوى فی الفؤاد

ترجمہ:۔ کوئی گفتگو کرو پردہ کامیاب و موثر نہیں ہوتی مگر جبکہ وہ خواہش قلب کے موافق ہو

وإذا الحلم لم یکن فی طباع لم یحلم تقادم المیلاد

ترجمہ:۔ اور جبکہ علم کسی سرشت میں نہ ہوسکے تو پہلے پیدا ہوتا یعنی کلانی عُمر کو بردبار نہیں کرتے

انما انت والد والأدب القاطع احنی من واصل الأولاد

ترجمہ:۔ تو اپنے خواجہ زادہ کا بمنزلہ پدر ہے کیونکہ تو نے اس کی پرورش کی ہے اور باپ

قاطع الرحم واصل الرحم اولاد سے زیادہ مہربان ہوتا ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

وما الحسن فی وجه الفتی شرفاً له إذا لم یکن فی فعله والخلائق

ترجمہ:۔ چہرۂ جوان میں حسن کا ہونا باعث اس کی شرافت کا نہیں ہوتا ہے جب کہ وہ حسن

اس کے افعال اور خصائل میں نہ ہو یعنی خوب روئی بے خوبی خصائل قابلِ ستائش نہیں ہے

وما بلد الإنسان غیر الموافق ولا أهله الأدنون غیر الأصادق

ترجمہ:۔ ترکِ وطن و دوستانِ وطن کی رغبت دلانے کو کہتا ہے کہ انسان کا شہر وہ نہیں ہے

جو اس کو موافق نہ ہو اور اس کے اہل قریب نہیں ہیں مگر دوستانِ صادق۔

وجائزة دعوى المحبة والهوى وإن کان یخفی کلام المنافق

ترجمہ:۔ اور دعویٰ محبت و عشق کا اس شخص سے جو عشق کا معتقد نہیں ہے جائز ہے۔ اگرچہ

منافق شخص کا کلام چھپا نہیں رہتا۔

وما یوجع الحرمان من کف حارم کما یوجع الحرمان من کف رازق

ترجمہ:۔ نہ دینے والے کے ہاتھ سے محروم رہنا ایسا نہیں ستاتا جیسا سخی و رازق کے ہاتھ

سے محروم رہنا ستاتا ہے۔

بحر خفیف میں کہا ؎

إنما النفس الأنيس سباع   يتغارسن جهرة و اغتيالا

ترجمہ:۔ انسانوں کی جانیں وطبیعتیں نہیں ہیں مگر درندے کہ وہ اپنے مرغوبات کے لئے کھلم کھلا براہ فریب باہم مقاتلہ کرتے ہیں۔

من اطاق التماس شيء غلابا   واقتسارا لم يلتمسه سؤالا

ترجمہ:۔ جو شخص کسی شے کی طلب براہ غلبہ وغصب کے کر سکتا ہے تو وہ اس شے کو مانگتا نہیں ہے، مانگنا درصورت کمزوری ہوتا ہے نہ درصورت صورت غلبہ۔

كل غاد لحاجة يتمنى   أن يكون الغضنفر الرئبالا

ترجمہ:۔ ہر شخص جو صبح کو بطلب حاجت کے جاتا ہے تو وہ یہی آرزو کرتا ہے کہ وہ شیر ہو یعنی اپنی حاجت بطور غلبہ کے حاصل کرلے۔

بحر بسیط کے اشعار ہیں ؎

لولا المشقة ساد الناس كلهم   الجود يفقر والإقدام قتال

ترجمہ:۔ اگر حصول سرداری میں محنت نہ ہوتی تو سب لوگ سردار بن جاتے مگر اس کا حصول سخت دشوار ہے کیونکہ بخشش محتاج کر دیتی ہے اور میدان جنگ میں پیش روی آدمی کو قتل کرنے والی ہے۔

وقلما يبلغ الانسان غايته   ما كل ماشية بالرحل شملال

ترجمہ:۔ اور انسان فضائل میں نہیں پہونچتا مگر بسبب اپنی طاقت کے دیکھو ہر ناقہ پالان بردار سریع اور قوی نہیں ہوتا یعنی کریم غایت کرم کو نہیں پہونچتا۔

انا لفي زمن ترك القبيح به   من اكثر الناس إحسان وإجمال

ترجمہ:۔ ہم ایسے زمانے میں ہیں کہ بری بات کا چھوڑنا اکثر لوگوں میں احسان ونکوکاری ہے پس یہ امر عجائب ہے فاتک ساکنی اور خلق کا خیر خواہ و نفع رساں ہمارے زمانے میں پیدا ہوا۔

ذكر الفتى عمره الثاني وحاجته   ما قاته وفضول العيش اشغال

ترجمہ:۔ یادگار نیک جوان کی دوسری عمر ہے اور اس کی حاجت و قوت اور ضرورت بقدر قوت ہے اور زیادہ سامان عیش نکے جھگڑے ہیں۔

بحر وافر میں کہا ؎

یری الجبناء أن العجز حزم ۔۔۔ و تلک خدیعة الطبع اللئیم

ترجمہ:۔ نامرد لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عاجزی، دشوار کاموں اور لڑائیوں سے بچنا ہوشیاری ہے اور یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ اس کی کمینہ طبیعت کا فریب ہے اور بہادری ہر حال میں بہتر ہے۔

وکل شجاعة فی المرء تغنی ۔۔۔ ولا مثل الشجاعة فی الحکیم

ترجمہ:۔ اور مرد میں ہر قسم کی شجاعت مفید ہے۔ مگر ایسی مفید نہیں ہے جیسے بہادری عاقل و حکیم کی کہ یہ نہایت مفید ہے بسبب انضمام عقل کے۔

متنبی سے کہا گیا، کیا کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو بہادر بھی ہو اور عقلمند بھی؟ تو اس نے کہا، ہاں ایسے آدمی علی ابن ابوطالب ہیں۔

وکم من عائب قولاً صحیحاً ۔۔۔ و آفته من الفهم السقیم

ترجمہ:۔ اور قول صحیح کے عیب گیر بہت ہیں۔ حالاں کہ وہ درست رہتا ہے اور خرابی عیب گیر کی کہ اس کا فہم بیمار ہے۔

ولکن تاخذ الاذهان منه ۔۔۔ علی قدر القرائح والعلوم

ترجمہ:۔ مگر بات یہ ہے کہ سامع کے کان اس قول سے بقدر اپنی طبیعت اور علوم کے سمجھتے ہیں۔

بحر کامل کے اشعار ہیں ؎

ولقد رأیت الحادثات فلا أری ۔۔۔ یقفاً یمیت ولا سواداً یعصم

ترجمہ:۔ اور میں نے بے شک حادثات زمانہ دیکھے ہیں۔ سو میں یہ نہیں دیکھتا کہ نہایت سفید بال کسی کو مار دیتے ہوں اور نہ موئے سیاہ کسی کو مرجانے سے بچاتے ہیں بلکہ بوڑھے

جیتے رہتے ہیں۔

والھمّ یخترم الجسیم نحافۃ   ویشیب ناصیۃ الصبی ویھرم

ترجمہ:۔ اور غم شخص جسیم کو بسبب لاغری کے ہلاک کر دیتا ہے اور موئے پیشانی نوعمر کو سفید کر دیتا ہے اور اس کو بے وقت بوڑھا کر دیتا ہے۔

لا یخدعنک من عدوّ دمعہ   وارحم شبابک من عدوّ یرحم

ترجمہ:۔ تجھ کو دشمن کا رونا دھوکے میں نہ ڈالے اور اس دشمن کے ضرر سے جس پر تو رحم کرتا ہے، اپنی جوانی پر رحم کر۔ کیونکہ جب وہ تجھ پر قابو پائے گا تو رحم نہ کرے گا۔

لا یسلم الشرف الرفیع من الأذی   حتی یراق علی جوانبہ الدم

ترجمہ:۔ شریف کے شرف رفیع اعدا وحساد کی تکلیف سے نہیں بچتے۔ جب تک اس کے اطراف میں خون دشمناں نہ گرایا جائے اور وہ ڈر کر اس سے معترض نہ ہوں۔

ابن جنی نے کہا، خدا کی قسم اگر متنبی نے اس شعر کے علاوہ کچھ بھی نہ کہا ہوتا جب بھی وہ اس کے ذریعے اکثر شعراء سے آگے بڑھ جاتا۔ اس کے یہ تمام اشعار انوکھے اور بے نظیر ہیں۔ انھیں وہی شخص کہہ سکتا ہے جسے شعر و شاعری پر پوری قدرت حاصل ہو۔

والظلم من شیم النفوس فإن تجد   ذا عفۃ فلعلۃ لا یظلم

ترجمہ:۔ ستم گاری نفوس کی سرشتوں میں داخل ہے سو اگر تو ایسے شخص کو پائے جو ظلم سے بچتا ہے تو وہ کسی خاص وجہ سے ظلم نہیں کرتا ہے یعنی یہ خوف جزائے اُخروی یا انتقام دنیوی کے باعث ہے ورنہ فطرت میں ظلم ہے۔

ومن البلیۃ عذل من لا یرعوی   عن جھلہ وخطاب من لا یفھم

ترجمہ:۔ اور منجملہ مصیبت کے ملامت کرنا اس شخص کا ہے جو اپنی نادانی سے باز نہ آئے اور نافہم سے خطاب کرنا یعنی تو ایسا ہے۔

ومن العداوۃ ما ینالک نفعہ   ومن الصداقۃ ما یضر ویؤلم

ترجمہ:۔ اور بعض عداوت ایسی ہوتی ہے کہ تجھ کو اس کا فائدہ پہونچتا ہے اور بعض دوستی ایسی

ہوتی ہے کہ تجھ کو وہ تکلیف اور نقصان پہونچاتی ہے یعنی ذلیل کی عداوت تجھ کو مفید ہے۔ کیونکہ اس صورت میں وہ تجھ سے نہیں ملے گا۔ پس تو صحبت بد سے محفوظ رہے گا۔ اس طرح اس کی دوستی بھی تجھے نقصان پہنچا سکتی ہے۔

بحر طویل کے اشعار ہیں ؎

أرى كلنا يبغي الحياة لنفسه حريصاً عليها مستهاماً بها صبيا

ترجمہ:۔ میں ہر ایک کو دیکھتا ہوں کہ اپنی کوشش سے طالب حیات ہے ایسے حال میں کہ اس پر حریص مدہوش عاشق ہے۔

فحب الجبان النفس أورده التقى وحب الشجاع النفس أورده الحربا

ترجمہ:۔ سو نامرد کو اس کی جان کی دوستی نے اس کو لڑائی سے بچنے یا بقائے زندگی کے گھاٹ پر جا اتارا اور بہادر کو اس کی جان کی دوستی نے اسے لڑائی میں ڈال دیا۔ یعنی نامرد کو زندگی کی دوستی نے لڑنے کی اجازت نہ دی اور بہادر نے اپنی زندگی کو لڑائی میں ڈال دیا۔

ويختلف الرزقان والفعل واحد إلى أن ترى إحسان هذا لذا ذنبا

ترجمہ:۔ اور دو رزق مختلف ہوتے ہیں۔ حالانکہ فعل ایک ہوتا ہے۔ یعنی دو شخص ایک کام کے لیے سعی کرتے ہیں مگر ایک کامیاب ہوتا ہے اور دوسرا محروم۔ یہاں تک کہ اس کا احسان دوسرے کے لئے گناہ ہو جاتا ہے۔

بحر وافر میں کہا ؎

وفيك إذا جنى الجاني أناة تظن كرامة وهي احتقار

ترجمہ:۔ اور تیرے مزاج میں جب گناہگار گناہ کرتا ہے ایسا حلم ہے کہ وہ گناہگار کے لئے بظاہر عزت کی بات ہے اور حقیقت میں اس کی توہین ہے یعنی تو اس کو ذلیل قابل انتقام نہیں سمجھتا۔

بنو كعب وما أثرت فيهم يد لم يدمها إلا السوار

ترجمہ:۔ بنو کعب اور تیری تاثیر ان میں ایسی ہے جیسے ہاتھ کہ اس کو کنگن نے ہی زخمی کیا ہو یعنی

گر تو نے بنی کعب کو قتل کیا مگر اس میں ان کی بے آبروئی نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ اس کے لئے معتوب رہیں جیسے کنگن کبھی ہاتھ کو زخمی کر دیتا ہے مگر وہی اس کی زینت کا سبب بھی ہوتا ہے۔

بھامی قطعۃ ألم و نقص   و فیھا من جلالتہ افتخار

ترجمہ:- ہاتھ کو کنگن کے زخمی کرنے سے درد اور نقصان پہونچتا ہے مگر ہاتھ کو اس کی عظمت سے فخر ہوتا ہے۔ یعنی ہر چند تو نے ان کو قتل کیا مگر تو بہر حال ان کے لئے مایۂ فخر ہے کہ وہ ایسا سردار اپنے سر پر رکھتے ہیں۔

لھم حق بشرکک فی نزار   و أدنی الشرک فی نسب جوار

ترجمہ:۔ بنی کعب کا تجھ پر ایک یہ حق ہے کہ وہ تیرے نزار میں شریک ہیں کہ تو اور وہ دونوں بنی نزار ہیں اور ادنیٰ مرتبہ شرکت نسب کا ہے حق ہمسایگی ۔ یعنی ان کے تجھ پر دو حق ہیں ایک شرکتِ نسب اور دوسرے حق ہمسائگی۔ پس ان پر رحم لازم ہے۔

لعل بنیھم لبنیک جند   فأول قرح الخیل المھار

ترجمہ:۔ شاید ان کے بیٹے آئندہ تیرے بیٹوں کا لشکر بن جائیں کیونکہ گھوڑے اوّل بچھیرے ہوتے ہیں۔

و ما فی سطوۃ الارباب عیب   و لا فی ذلۃ العبدان عار

ترجمہ:۔ اور بادشاہوں کے عتاب میں کچھ عیب نہیں ہے اور نہ غلاموں کی ذلت میں کچھ ننگ و عار یعنی وہ لوگ تیرے غلام ہیں اور تیرے عتاب سے ان کی بے آبروئی نہیں ہے۔

بحر بسیط میں کہا ؎

من اقتضی بسوی الھند حاجتہ   أجاب کل سؤال عن ھل بلم

ترجمہ:۔ جو شخص بغیر شمشیر ہندی کے اپنی حاجت طلب کرے گا تو وہ ہر سائل کو جو اس سے

پوچھے گا کہ کیا تو نے اپنا مطلب حاصل کیا؟ تو وہ کہے گا کہ نہیں یعنی کامیابی بے تمیز ممکن نہیں ہے۔

ولم تزل قلة الإنصاف قاطعة   بين الرجال وإن كانوا ذوي رحم

ترجمہ:۔ اور قلت انصاف ہمیشہ مردوں کے باہمی علاقہ کو القطع کرنے والی ہے اگرچہ وہ قرابتی ہی ہوں۔

هون على بصر ما شق منظره   فإنما يقظات العين كالحلم

ترجمہ:۔ تو اپنی بینائی پر جس کا دیکھنا آسان کرے اس کو گراں ہو یعنی ان امور کے دیکھنے سے جو تجھ کو ناپسند ہوں دل تنگ نہ ہو کیوں کہ آنکھ کی بیداریاں مثل خواب وخیال کے ہیں جن کو کچھ بقا نہیں۔

لا تشكون إلى خلق فتشمته   شكوى الجريح إلى الغربان والرخم

ترجمہ:۔ تو کسی مخلوق سے اپنی تکلیف کا ایسا شکوہ نہ کر جیسا مجروح شخص مردار پرندوں اور کوؤں سے کرتا ہے اور ایسا کرے گا تو اس کو خوش کرے گا۔

وكن على حذر للناس تستره   ولا يغرنك منهم ثغر مبتسم

ترجمہ:۔ اور تو لوگوں سے بچتا رہ اور اپنے حذر کو ان سے چھپاتا رہ تاکہ ان کو تیرے ستانے کی زیادہ جرأت نہ ہو اور ہنسنے والے کے دانت تجھ کو فریب نہ دیں کیوں کہ اس کے دل میں تیری عداوت ہے گو بظاہر ہنستا ہے۔

وقت يضيع وعمر ليت مدته   في غير أمته من سائر الامم

ترجمہ:۔ میرا وقت اور عمر نااہل زمانہ میں بے کار جاتا ہے۔ کاش میری عمر کی مدت غیر امت موجودہ حال یعنی جو عمدہ لوگ تھے میں گزرتی شکایت اہل زمانہ کرتا ہے۔

أتى الزمان بنوه في شبيبته   فسرهم وأتيناه على الهرم

ترجمہ:۔ ابنائے زمانہ سابق اس میں جب آئے کہ زمانہ جوان تھا سو اس نے انھیں خوش رکھا اور ان کی مرادیں پوری کیں اور ہم اس میں اس کی حالت پیری میں آئے یعنی پیدا

ہوئے اس وقت اس کے پاس خوش کرنے کا سامان بسبب ضعف پیری نہ تھا۔

بحر کامل کے اشعار ہیں ؎

الرأي قبل شجاعة الشجعان　　هو أول وهي المحل الثاني

ترجمہ:- تدابیر اور رائے بہادروں کی بہادری سے مقدم ہے رائے مرتبہ اور شرافت میں اول ہے اور شجاعت دوسرے نمبر پر۔

فإذا هما اجتمعا لنفس مرة　　بلغت من العلياء كل مكان

ترجمہ:- سو جب عقل و شجاعت کسی غیرت مند با عزت نفس کے لئے جمع ہو جائیں تو وہ مجد و شرف کے ہر بلند مرتبے پر پہونچے گا۔

ولربما طعن الفتى أقرانه　　بالرأي قبل تطاعن الأقران

ترجمہ:- جوانمرد اکثر اپنے ہمسرانِ جنگ کو بذریعہ رائے اور تدبیر کے قبل نیزہ بازی سواروں کے زخمی کر دیتا ہے۔

لولا العقول لكان أدنى ضيغم　　أدنى إلى شرف من الإنسان

ترجمہ:- اگر عقل موجب شرف نہ ہوتی تو گھٹیا شیر بہ نسبتِ انسان شرف سے زیادہ قریب ہوتا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

کافور کی مدح کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

لحا الله ذي الدنيا مناخا لراكب　　فكل بعيد الهم فيها معذب

ترجمہ:- اس دنیا پر جو سوار کی تھوڑی دیر کے لئے فرودگاہ ہے خدا لعنت کرے کہ اس میں ہر بلند ہمت کو عذاب دیا جاتا ہے۔

ألا ليت شعري هل أقول قصيدة　　ولا أشتكي فيها ولا أتعتب!؟

ترجمہ:- سن کاش مجھ کو اس امر کی خبر ہو کہ کیا مجھ کو ایسی صورت بھی پیش آئے گی کہ میں کوئی قصیدہ کہوں اور اس میں زمانے کے جور کا شکوہ نہ ہو اور اس پر اس بابت عتاب نہ کروں یعنی اب تک تو زمانہ کے ظلم کے سبب یہ نوبت نہیں آگے کی خبر نہیں۔

وبي ما يذود الشعر عني أقله   ولكن قلبي يا ابنة القوم قُلّب

ترجمہ:۔ اور مجھ پر مصائب دہر اس قدر ہیں کہ ان کی کم تر مصیبت مجھ سے شعر گوئی کو دور کرتی ہے۔
لیکن میرا دل اے بڑے جتھے کی بیٹی یا عمدہ لوگوں کی بیٹی بڑا مدبر اور حیلہ جو ہے۔ میں مصائب
کو نہیں مانتا۔

اما تغلط الایام فیّ بأن أرى   بغیضاً تنائی أو حبیباً تقرب؟

ترجمہ:۔ کیا زمانہ میرے باب میں کبھی ایسی غلطی نہیں کرتا کہ دشمن کو ایسے حال میں دیکھوں کہ اسے
زمانے نے مجھ سے دور کر دیا ہو اور دوست کو مجھ سے قریب کر دیا ہو۔

اسی کی مدح کرتے ہوئے پھر بحر طویل میں کہا ؎

أبی خلق الدنیا حبیبا تدیمه   فما طلبی منها حبیباً تردہ؟

ترجمہ:۔ عادت دنیا اس بات سے انکار کرتی ہے کہ کسی حبیب موجود کو ہمارے پاس ہمیشہ رکھے
سو اس سے حبیب مفقود کو کہ وہ اسے لوٹا لائے اور کس طرح میں طلب کر سکتا ہوں۔

وأسرع مفعول فعلت تغیرا   تکلف شیءٌ فی طباعك ضدہ

ترجمہ:۔ اور جو کام تو کرے اس میں سے وہ کام جلد متغیر ہو جاتا ہے کہ جس چیز کو تو تکلف کرے اور
تیری طبیعت میں اس سے نفرت ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ زمانہ اگر کسی کو دوست سے ملا دیتا ہے
تو چونکہ یہ امر اس کی سرشت کے خلاف ہے اس لئے فوراً ہی وصل کو ہجر سے جو اس کی طبیعت
کے موافق ہے بدل دیتا ہے۔

اسی کی مدح بحر طویل کے ان اشعار میں بھی کی ؎

إذا ساء فعل المرء ساءت ظنونه   وصدق ما یعتادہ من توهم

ترجمہ:۔ جب مرد کے بڑے کام ہوتے ہیں تو اس کے خیالات بھی بڑے ہو جاتے ہیں اور جن توہمات
کی اس کو عادت ہے اس کو سچا جاننے لگتا ہے۔

وعادی محبیه بقول عداته   وأصبح فی لیلٍ من الشك مظلم

ترجمہ:۔ اور وہ اپنے دشمنوں کے کہنے سے اپنے دوستوں کو دشمن سمجھنے لگتا ہے اور بسبب شک کے

شب تاریک میں ہو جاتا ہے یعنی وہ اپنے توہمات میں حیران رہ جاتا ہے۔

اسی قصیدے میں آگے چل کر کہا ہے

وما کل ھاوللجمیل بفاعل ولا کل فعال لہ بمتمم

ترجمہ:۔ اور ہر نیک کام کا قصد کرنے والا اس کا کر گزرنے والا نہیں ہوتا بلکہ بہت سے لوگوں کے ارادے پورے نہیں ہوتے اور نہ ہر کام کا کرنے والا اس کو کما حقہ تمام کرتا ہے۔

فأحسن وجہ فی الوری وجہ محسن واَیمن کف فیھم کف منعم

ترجمہ:۔ سو دنیا میں سب سے زیادہ خوب صورت چہرہ احسان کرنے والے کا ہوتا ہے اور مبارک ہاتھ ان میں منعم کا ہوتا ہے۔

واشرفھم من کان اشرف ھمۃ واکثرھم إقداماً علی کل معظم

ترجمہ:۔ اور لوگوں میں اشرف وہ ہے جو بلحاظ ہمت اشرف ہو اور ہر امر عظیم پہ سب سے بڑھا ہے

لمن تطلب الدنیا إذا لم ترد بھا سرور محب أو مساءۃ مجرم؟

ترجمہ:۔ جب تجھ کو دوست کی خوشی اور دشمن کو رنجیدہ کرنا منظور نہیں ہے تو دنیا کو کس واسطے طلب کرتا ہے۔

مغیث بن علی العجلی کی مدح کرتے ہوئے بحر وافر میں کہا ہے

فؤاد ما تسلیہ المدام وعمر مثل ما یھب اللئام

ترجمہ:۔ میرا دل ایسا ہے کہ اس کو شراب سے سکون نہیں کیونکہ میں صاحب عزم بلند ہوں۔ عیاش اور مے نوش نہیں ہوں اور عمر ایسی کوتاہ اور کم تر ہے جیسے بخیلوں کی بخشش تھوڑی اور حقیر ہوتی ہے۔

ودھر ناسہ ناس صغار وإن کانت لھم جثث ضخام

ترجمہ:۔ میرا زمانہ ایسا ہے کہ اس کے آدمی کم ہمت اور حقیر القدر ہیں اگرچہ ان کے بدن بڑے موٹے تازے ہیں۔

وما أنا منھم بالعیش فیھم ولکن معدن الذھب الرغام

ترجمہ:- میں جو ان میں زندگی بسر کرتا ہوں ان کے میل کا نہیں ہوں بلکہ ان سے اعلیٰ اور افضل
ہوں جیسے سونے کی کان کہ اس کا مولد مٹی ہے باوجود اس کے کہ وہ اس سے فائق و اشرف ہے۔

وشبه الشیٔ منجذب الیه   واشبهنا بدنیانا الطغام

ترجمہ:- اور ہم رنگ اپنے ہم رنگ کی طرف مائل ہوتا ہے اور ہماری دنیا سے زیادہ مشابہ
جاہل اور فرومایہ اشخاص ہیں اس لئے دنیا کمینوں کی طرف راغب ہے۔

ولو لم یعل الا ذو محل   تعالی الجیش وانحط القتام

ترجمہ:- اور اگر بلند نہ ہوتا مگر صاحب مرتبۂ رفیعہ تو لشکر اوپر ہوتا اور غبار نیچے۔

ولو حیز الحفاظ بغیر عقل   تجنب عنق صیقله الحسام

ترجمہ:- اور اگر بے واسطہ عقل حفاظت حقوق وایفائے عہد میں جمع کیا جا سکے تو شمشیر براں اپنے
صیقل گر کی گردن کاٹنے سے احتراز کرے مگر ایسا نہیں ہوتا۔ غرض یہ ہے کہ اہل زمانہ بے تمیز
وکم فہم ہیں اس لئے ان سے محافظت حقوق اہل فضل نہیں ہوتی ہے۔

بحر خفیف میں کہا ؎

ابداً تسترد ما تهب الدنـ   ـیا فیا لیت جودها کان بخلا

ترجمہ:- دنیا جو کسی کو بخشتی ہے وہ ہمیشہ موہوب بہہ سے واپس لے لیتی ہے سو کاش اس کی بخشش
بخل سے ہوتی کہ نہ دیتی اور نہ لیتی۔

فکفت کون فرحة تورث الغـ   ـم وخل یغادر الوجد خلا

ترجمہ:- سو اس صورت میں وہ دنیا ہمارے لئے اس خوشی سے جس کا انجام غم ہے اور اس
دوست سے جس کی مفارقت ہم کو غم کا دوست بنا دیتی تھی کافی ہو جاتی اور ہر دو
صدمات سے ہم کو بچا لیتی۔

وهی معشوقة علی الغدر لا تحـ   ـفظ عهداً ولا تتمم وصلا

ترجمہ:- اور وہ دنیا باوجود اپنی بے وفائی اور اپنے دئے کو لوٹا لینے کے کہ نہ وہ حفاظت عہد
کرتی ہے اور نہ وصل کو پورا کرتی ہے لوگوں کی معشوقہ ہے یعنی یہ عجب ہے کہ باوجود اس قدر

محبوب کے وہ محبوب القلوب ہو۔

کل دمع یسیل منہا علیہا　　و بفک الیدین عنہا تخلی

ترجمہ:۔ تمام اشک دنیا کے سبب بہتے ہیں یعنی جس کو دنیا رلاتی ہے وہ اسی دنیا کے غم میں جاری ہیں یعنی وہ اس کے رنج مفارقت میں روتا ہے اور ہر شخص کو دنیا کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑتا ہے اور جب تک اس کے ہاتھ زبردستی نہ کھولے جائیں وہ نہیں چھوڑتا ہے یعنی ہر وہ شخص جس کو دنیا نے رونے پر مجبور کیا ہے تو وہ دنیا کے چھوٹنے پر روتا ہے، انسان دنیا کو نہیں چھوڑتا ہے لیکن اس کے ہاتھوں سے دنیا کو زبردستی چھڑا دیا جاتا ہے۔

شیم الغانیات فیہا فلا أد　　ری لذا أنث اسمہا الناس أم لا؟

ترجمہ:۔ زنان محبوبہ کی خصلتیں یعنی بے وفائی و بدعہدی دنیا میں موجود ہیں سو مجھ کو معلوم نہیں ہے کہ لوگوں نے اسی سبب سے اس کے نام کو مؤنث سمجھا ہے یا نہیں۔

ولذیذ الحیاۃ انفس فی النف　　س وأشہی من أن یمل وأحلی

ترجمہ:۔ اور مزےدار زندگی انسان کی طبیعت میں نہایت نفیس ہے اور وہ زیادہ مرغوب شیریں تر ہے اس بات سے کہ اس سے کوئی ملول ہو یعنی زندگی جب انسان کی سرشت میں داخل ہے۔

واذا الشیخ قال أف فما مل　　حیاۃ وإنما الضعف ملا

ترجمہ:۔ اور جب کہ پیر مرد تکالیف پیری سے تنگ دلی ظاہر کرتا ہے اور آہ بھرتا ہے تو وہ اس صورت میں بھی زندگانی سے تنگدل نہیں ہوا بلکہ ضعف سے ملول ہوا ہے غرض حب حیات کسی حال میں نہیں جاتی۔

آلۃ العیش صحۃ و شباب　　فإذا ولیا عن المرء ولی

ترجمہ:۔ سامان زندگی صحت و جوانی ہے سو جب یہ دونوں مرد سے پشت پھیرتے ہیں تو زندگی بھی رخصت ہو جاتی ہے

مرثیوں میں بامعنی الفاظ کا استعمال

بحرِ منسرح میں کہا ہے

سالم اهل الوداد بعدهم　　　یسلم للحزن لا لتخلید

ترجمہ:- ان کے بعد جو دوستوں سے زندہ رہا ہے وہ ان کے غم کے واسطے جیتا رہا ہے نہ ہمیشہ جینے کے واسطے۔

فما ترجی الخلود من زمن　　　احمد حالیه غیر محمود

ترجمہ:- سو جانیں ایسے زمانے سے کیا امید رکھیں جس کے دو حالوں میں سے عمدہ حال یعنی بقا خیر لیہ یہ ہے کیونکہ اس کا انجام غم مفارقت احباب یا مصائب پیری ہے۔

بحرِ کامل کے اشعار ہیں

المجد أخسر والمکارم صفقة　　　من ان یعیش بها الکریم الاروع

ترجمہ:- شرف اور فضائل کا حقہ اور بحت اس سے کم ہو گیا کہ ان میں سخی اور متعجب شخص یعنی الوشجاع جو ان دونوں وصفوں کا حامی اور محافظ تھا اپنی زندگی بسر کرے۔

والناس أنزل فی زمانك منزلا　　　من ان تعایشهم وقدرك أرفع

ترجمہ:- تیرے زمانے کے لوگ تجھ سے مرتبے میں بہت گھٹے ہوئے تھے اس بات میں کہ تو ان سے اختلاط رکھے کیونکہ تیرا مرتبہ ان سے بلند تر ہے یعنی اسی لئے تو ان سے جدا ہو کر ملاء اعلیٰ میں چلا گیا۔

قبحا لوجهك یا زمان؛ فإنه　　　وجه له من کل قبح برقع

ترجمہ:- اے زمانے! خدا تیرے منہ کا برا کرے اور اس کو بگاڑ دے کیونکہ وہ ایسا منہ ہے جس پر ہر بخل و خست کے برقعے پڑے ہوئے ہیں یعنی تجھ میں ہر طرح کی برائیاں ہیں۔

أیموت مثل أبی شجاع فاتك　　　ویعیش حاسده الخصی الاوکع

ترجمہ:۔ کیا ابوشجاع فاتک جیسا عمدہ شخص مرجائے اور اس کا حاسد خصی احمق یعنی کافور زندہ بچے بحر طویل میں کہا ہے

وقد فارق الناس الاحبۃ قبلنا — واعیا دواء الموت کل طبیب

ترجمہ:۔ اور بیشک ہم سے پہلے تمام لوگوں نے اپنے دوستوں سے مفارقت اختیار کی ہے اور موت کی دوا نے ہر طبیب کو عاجز کر دیا ہے تو ایسی صورت میں مصیبت زدہ کو صبر لازم ہے۔

سبقنا الی الدنیا فلو عاش اھلھا — منعنا بھا من جیئۃ و ذھوب

ترجمہ:۔ دنیا میں ہم سے پہلے لوگ لائے گئے سو اگر وہ سب جیتے رہتے تو ہم آنے اور جانے سے رو کے جاتے یعنی بسبب کثرت آبادی کے کوئی چل پھر نہ سکتا۔

تملکھا الآتی تملک سالب — وفارقھا الماضی فراق سلیب

ترجمہ:۔ آنے والا اپنے وارث کا ایسا وارث ہو جاتا ہے جیسا چھیننے والا اور جانے والا اس کو ایسا چھوڑ جاتا ہے جیسا چھینا گیا شخص یعنی وارث بمنزلہ سالب کے ہے اور مورث بجائے مسلوب کے۔

یہ شعر واعظ کے اس قول کی طرح ہے کہ "یہ جو تمہارے ہاتھ میں ہے حقیقتاً ان لوگوں کی ملکیت ہے جو ہلاک ہو چکے ہیں، تم بھی اسے اسی طرح اپنے بعد کے لوگوں کے لئے چھوڑ دو گے جس طرح گزشتہ لوگوں نے اسے تمہارے لئے چھوڑا ہے"

علینا لک الاسعاد ان کان نافعا — بشق قلوب لا بشق جیوب

ترجمہ:۔ اگر اس مصیبت میں ہماری امداد تیرے لئے نافع ہو تو ہم کو لازم ہے کہ تیری مدد اپنے دل کو چیر کر کریں، گریبانوں کو چاک کرنا کیا حقیقت رکھتا ہے۔

فرب کئیب لیس تندی جفونہ — ورب کثیر الدمع غیر کئیب

ترجمہ:۔ سو بہت سے بے چین شخص ہیں جن کی پلکیں آنسوؤں سے تر نہیں ہوتی اور بکثرت رونے والے ہیں کہ وہ بے چین نہیں ہیں یعنی آنسو غم کی دلیل نہیں ہے۔

وللواحد المکروب من زفراتہ — سکون عزاء او سکون لغوب

ترجمہ:- غمگین بے چین کے لئے اس کے نالوں اور آہوں کے انجام یا تو سکون و قرار صبر کا ہے یا درماندگی
کا یعنی انجام بے قراری کا قرار ہے یا تو بسبب صبر کے اور اس میں اجر ملتا ہے یا بسبب تھکنے کے
اور اس صورت میں اجر سے محروم رہتا ہے۔

خدا کی قسم متنبی نے بحر بسیط کا مندرجۂ ذیل شعر بہت ہی بہترین طریقے پر کہا ہے ؎

عدمتہ وکأنی سرت أطلبہ　　فما تزیدنی الدنیا علی العدم

ترجمہ:- میں نے اس کو گم کیا اب جو پھرتا ہوں گویا اس کی تلاش کرتا ہوں۔ سو دنیا اس کے
معدوم ہونے کے سوا کچھ مجھ کو زائد نہیں دیتی۔ کیونکہ اس کی مانند کوئی نہیں ملتا۔

من لا یشابہہ الاحیاء فی شیم　　أمسی یشابہہ الاموات فی الرمم

ترجمہ:- فانک وہ شخص تھا کہ تمام زندہ اشخاص میں بلحاظ خصلت اس کا کوئی مشابہ نہیں ہے
ہائے افسوس اب اس کے مشابہ اموات بوسیدہ استخوانوں میں ہو گئے۔

بحر کامل کے اشعار ہیں ؎

ماکنت أحسب قبل دفنک فی الثری　　أن الکواکب فی التراب تغور

ترجمہ:- میں تیری مٹی میں دفن ہونے سے پہلے یہ نہیں جانتا تھا کہ ستارے زمین میں پوشیدہ ہو جاتے ہیں

ماکنت آمل قبل نعشک أن أری　　رضوی علی أیدی الرجال تسیر

ترجمہ:- میں تیرے جنازے سے پہلے یہ امید نہیں کرتا تھا کہ کوہ رضوی مردوں کے ہاتھ پر چلے گا کیونکہ
تو تو کوہ وقار تھا اور صاحب قوت بھاری بھرکم۔

خرجوا بہ ولکل باک خلفہ　　صعقات موسی یوم دک الطور

ترجمہ:- اس کو ایسے حال میں لے کر نکلے کہ ہر رونے والے کو اس کے پیچھے ایسی بے ہوشیاں تھیں جیسے
حضرت موسیٰؑ کو پیش آئی تھیں، جس روز کوہ طور تجلی الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔

حتی أتوا جدثا کأن ضریحہ　　فی کل قلب موحد محفور

ترجمہ:- وہ لوگ نکلے یہاں تک کہ ایک قبر کے پاس آئے گویا اس کے وسط کا گڑھا ہر موحد
کے دل میں کھدا ہوا تھا ان کی محبت اور غم کے سبب۔

کفل الثناء له برد حیاته　　لما انطوی فکأنه منشور

ترجمہ:۔ اس کی مدح وثنا جو لوگوں کی زبانوں پر ہے اس کے دوبارہ زندگی کرنے کی ضامن ہو گئی ہے جب اس کا بساط زندگی طے ہو گیا پس گویا وہ زندہ کیا گیا ہے کیونکہ جس کا ذکر خیر باقی رہے وہ مثل زندوں کے ہے۔

سیف الدولہ کی بہن کی تعزیت کرتے ہوئے بحر خفیف میں کہا ؎

ولعمری لقد شغلت المنایا　　بالأعادی فکیف یطلبن شغلا

ترجمہ:۔ اپنی زندگی کی قسم تو نے تو موتوں کو دشمن کے ہلاک کرنے میں مشغول کر دیا ہے۔ سو وہ موتیں اور کوئی کام کیوں طلب کرتی ہیں یعنی عجیب ہے کہ موتیں تیری مطیع ہو کر تیرے قریب رشتہ دار کی کیوں باعث ہلاکی ہوئیں۔

وکم أنقذت بالسیوف من الدهر أسیراً　　و بالنوال مقلا

ترجمہ:۔ اور تو نے بسا اوقات بذریعہ اپنی شمشیروں کے زمانے کے ہاتھ سے قیدی اٹھایا یعنی چھڑایا ہے اور بوسیلہ اپنی بخشش کے مفلس کو نجات دی ہے۔

خطبة للحمام لیس لها رد　　و إن کانت المسماة ثکلا

ترجمہ:۔ یہ وفات موت کا پیام منگنی تھا جو قابل رد و منع نہ تھا اگرچہ اس منگنی و خواستگاری مسماۃ کا نام مصیبت و درد تھا یعنی یہ موت موت کی منگنی کا پیام تھا جس میں موت کا میابی تھی و بنظر عظمت مخطوبہ اس کی عزت کا سبب ہوئی۔

وإذا لم تجد من الناس کفوا　　ذات خدر أرادت الموت بعلا

ترجمہ:۔ اور جبکہ مسماۃ پردہ نشین نے لوگوں میں اپنا کوئی ہمسر نہ پایا تو اس نے موت کو اپنا شوہر بنانا چاہا تاکہ اس کی عظمت محفوظ رہے اور کسی کم تر کی محکوم نہ رہے۔

بادشاہوں کے حرم کے جو مرثیے کہے گئے ہیں ان سب میں یہ مرثیہ بہترین مانا جاتا ہے

سیف الدولہ کے بچے کا مرثیہ کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

فإن تك فی قبر فإنك فی الحشا　　و إن تك طفلا فالأسی لیس بالطفل

ترجمہ:- سو اگرچہ تو ایک قبر میں ہے مگر بے شک ہمارے دل میں ہے کہ ہر وقت تیری تصویر اس میں بنی
رہتی ہے اور تیری برابر یاد رہتی ہے اور اگرچہ تو چھوٹا بچہ تھا مگر تیرا غم نہیں چھوٹا تھا بلکہ وہ
بہت بڑا تھا۔

ومثلک لا یبکی علی قدر سنہ   ولکن علی قدر المخیلۃ والاصل

ترجمہ:- اور تجھ جیسے بچے پر بقدر اس کے سال عمر کے گریہ نہیں کیا جاتا بلکہ بقدر فراست و پاکی اصل کے
کیونکہ تو عمدہ نسب کا بچہ تھا اس لئے تجھ سے بڑے کاموں کی امید بھی تھی۔

عزاءک سیف الدولۃ المقتدی بہ   فإنک نصل والشدائد للنصل

ترجمہ:- اے سیف الدولہ اپنا ایسا صبر لازم پکڑ جس کا سب اقتدا کرتے ہیں کیونکہ تو تو تلوار کا پھل
ہے اور تمام شدائد تلوار کے پھل کے لئے ہیں کہ وہ لوہوں کو کاٹتا ہے۔

ولم أر أعصی منک للحزن عبرۃ   وأثبت عقلاً والقلوب بلا عقل

ترجمہ:- اور میں نے بلحاظ اشک غم کا غیر مطیع اور عقل کا ثابت جبکہ سب قلوب کی عقل جاتی رہے۔ تجھ
سے زیادہ نہیں دیکھا۔

تخون المنایا عہدہ فی سلیلہ   وتنصرہ بین الفوارس والرجل

ترجمہ:- ممدوح کا حال عجیب ہے کہ موتیں اس کے لڑکے کے معاملے میں اس سے بدعہدی کریں اور
سوار اور پیادوں میں اس کی مدد کریں۔

ویبقی علی مر الحوادث صبرہ   ویبدو کما یبدو الفرند علی الصقل

ترجمہ:- اور باوجود تواتر مصائب اس کا صبر باقی رہتا ہے اور وہ صبر اس میں ایسا ظاہر ہوتا ہے
جیسے صیقل دار تلوار میں جوہر۔

وما الموت إلا سارق دق شخصہ   یصول بلا کف ویسعی بلا رجل

ترجمہ:- اور نہیں ہے موت مگر ایک چور جس کا بدن نہایت باریک ہو اور اس سبب سے اس سے
بچنا ناممکن ہو، یہ موت بے ہاتھ حملہ کرتی ہے اور بے قدم چلتی ہے۔ غرض اس سے احتراز
نہیں ہو سکتا۔

یرد آبو الشبل الخمیس عن ابنه ویسلمه عند الولادة للنمل

ترجمہ:- یہ امر ایسا ہے کہ شیر اپنے بچہ کی ضرر رسانی سے بڑے لشکر کو لوٹا دیتا ہے اور جب وہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو چیونٹیوں کے سپرد کر دیتا ہے یعنی ان سے اپنے بچے کو بچا نہیں سکتا ہے۔

إذا ما تأملت الزمان وصرفه تیقنت أن الموت ضرب من القتل

ترجمہ:- جب تو زمانہ اور اس کے حوادث کو دیکھے گا تو یقین کرے گا کہ موت ایک قتل کی قسم ہے یعنی موت جیسے باعث زوال روح ہے ایسا ہی قتل بھی۔ پس بہادر آدمی جیسے قتل سے نہیں ڈرتا ایسے ہی اسے موت سے بھی نہیں ڈرنا چاہیئے۔

وما الدهر أهل أن یؤمل عنده حیاة وأن یشتاق فیه إلی النسل

ترجمہ:- اور زمانہ اس امر کا سزاوار نہیں ہے کہ اس میں زندگی کی امید کی جائے اور اس میں اولاد کا اشتیاق کیا جائے۔

بحر سریع میں کہا ہے

نحن بنو الدنیا فما بالنا نعاف مالا بد من شربه

ترجمہ:- ہم مردوں کی اولاد ہیں کیونکہ ہمارے اجداد سب مرگئے سو کیا حال ہے ہمارا کہ ہم اس چیز کو مکروہ جانتے ہیں جس کا پینا ضروری ہے یعنی جرعۂ موت کو۔

تبخل أیدینا بأرواحنا علی زمان هن من کسبه

ترجمہ:- ہمارے ہاتھ اپنی ارواح کا اس زمانے سے بخل کرتے ہیں جو زمانہ کی پیدا کی ہوئی ہیں یعنی ہماری ارواح زمانے کی گردشوں کی پیدا کی ہوئی ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ان کو واپس نہ کریں۔

فهذه الأرواح من جوه وهذه الأجسام من تربه

ترجمہ:- سو یہ ارواح عالم بالا سے آئی ہیں اور ہمارے اجسام زمانہ کے لئے پیدا ہوئے ہیں تو ضروری ہے کہ ہر عنصر اپنی اصل کی طرف رجوع کرے۔

لو فکر العاشق فی منتهی حسن الذی یسبیه لم یسبه

ترجمہ:۔ اگر عاشق معشوق کے حسن انجام کا فکر کرے جو اس کو قید عشق میں مقید کرتا ہے تو وہ اس کو قید نہ کرے یعنی اگر عاشق یہ سمجھ کر انجام کمال حسن زوال ہے تو کبھی عاشق نہ ہو۔

لم یرقرن الشمس فی شرقہ فشکت الانفس فی غربہ

ترجمہ:۔ آفتاب کا کنارہ مشرق میں اس طرح نہیں دیکھا جاتا کہ لوگ اس کے غروب ہونے میں شک کریں یعنی جو آفتاب کو نکلتا دیکھے گا تو اس کو غروب ہونے کا بھی یقین ہوگا۔

یموت راعی الضأن فی جھلہ موتۃ جالینوس فی طبہ

ترجمہ:۔ بھیڑیں چرانے والا اپنی حالت جہالت میں ایسا ہی مرتا ہے جیسے جالینوس مہارت طب میں۔ غرض عالم و جاہل دونوں برابر مرتے ہیں۔

وربما زاد علی عمرہ وزاد فی الامن علی سربہ

ترجمہ:۔ اور بسا اوقات جاہل کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور باوجود جہل اس کی جان زیادہ مامون ہوتی ہے۔

وغایۃ المفرط فی سلمہ کغایۃ المفرط فی حربہ ؟

ترجمہ:۔ الغرض انجام اس شخص کا جو نہایت صلح پسند ہے مثل انجام اس شخص کے ہے جو نہایت جنگجو ہے تو جزع و فزع کسی مصیبت پر مناسب نہیں ہے۔

فلا قضی حاجتہ طالب فؤادہ یخفق من رعبہ!

ترجمہ:۔ جس شخص کا دل موت کے خوف سے کانپتا ہے وہ اپنے مطلب میں کامیاب ہو جائے یہ ایک طرح کی بددعا ہے۔ کیونکہ وہ شخص غلطی پر ہے۔

ہجو نگاری کے ذریعہ ایذا رسانی

بحر مجتث میں کہا ہے

ان اوحشتک المعالی فانھا دار غربہ

ترجمہ:۔ اگر تو بلند نامی کے کاموں سے گھبراتا ہے تو کیا عجب ہے کیونکہ وہ تیری نسبت خانہ غربت ہے۔

أو انستك المخازي فإنها لك نسبه

ترجمہ: اور اگر رسوائی کے کاموں سے تو مانوس ہے تو کیا مضائقہ ہے۔ کیونکہ وہ تیرے ہم نسب ہیں۔

بحر بسیط کے اشعار ہیں ؎

إنّي نزلت بكذابين ضيفهم عن القرى وعن الترحال محدود

ترجمہ: میں ایسے جھوٹوں میں فروکش ہوں کہ ان کا مہمان مہمانی اور کوچ سے روکا گیا ہے۔ یعنی وہ مہمان کو نہ کچھ دیتے ہیں اور نہ ہی اسے جانے دیتے ہیں۔

جود الرجال من الأيدي وجودهم من اللسان فلا كانوا ولا الجود

ترجمہ: مردوں کی بخشش بذریعہ ان کے ہاتھوں کے ہوتی ہے اور ان جھوٹوں کی عطا زبانی وعدے سے۔ سو خدا کرے کہ نہ وہ رہیں اور نہ ان کی جھوٹی بخششیں۔

ما يقبض الموت نفسا من نفوسهم إلا وفي يده من نتنها عود

ترجمہ: موت ان کی جانوں میں سے کوئی جان قبض نہیں کرتی مگر ایسے حال میں کہ اس جان کی بوئے بد کے سبب موت کے ہاتھ میں لکڑی ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ سے روح قبض کرتی ہے۔ جیسے ناپاک چیز کو بذریعہ لکڑی اٹھاتے ہیں۔

بحر بسیط میں کہا ؎

العبد ليس لحر صالح بأخ لو أنه في ثياب الحر مولود

ترجمہ: غلام عمدہ آزاد کا بھائی نہیں ہو سکتا ہے۔ اگرچہ غلام آزاد کے کپڑوں اور لباس میں پیدا کیا جائے۔

لا تشتر العبد إلا والعصا معه إن العبيد لأنجاس مناكيد

ترجمہ: غلام نہ خرید مگر اس حال میں کہ چوب تعلیم اس کے ساتھ خرید لے، بیشک غلام لوگ سرشت کے ناپاک اور برے ہوتے ہیں اور بے مارے کام نہیں کرتے۔

من علم الأسود المخصي مكرمة أقومه البيض أم آباؤه الصيد؟

ترجمہ۔ حبشی خصی کو بزرگی کس نے سکھائی ہے اس کی قوم نے یا اس کے باپ داداؤں نے جو بادشاہ تھے۔ حبشی اور صید بطور استہزاء کہتا ہے۔

أم أذنه في يد النخاس دامية   أم قدره وهو بالفلسين مردود؟

ترجمہ:۔ یا اس کو بزرگی اس کے کان نے سکھائی ایسے حال میں کہ وہ بردہ فروش کے ہاتھوں میں خون آلودہ تھا یا اس کی قدر و قیمت نے جو کہ دو پیوں کی زیادتی کے سبب لوٹایا جاتا ہے بسبب اس کے خست و بدخوئی و بدروئی کی وجہ سے۔

وذاك أن الفحول البيض عاجزة   عن الجميل فكيف الخصية السود

ترجمہ:۔ اور یہ اس کی معذوری اس وجہ سے ہے کہ سخی بڑا احسان کرنے سے عاجز ہیں پھر کیا حال ہوگا بے چارے کالے خصیوں کا۔

جیسے ابوعلی البصیر نے بحر خفیف میں یہ شعر کہا ہے ؎

عجز الراكب البصير وأولى   منه بالعجز راجل مكفوف

ترجمہ:۔ بینائی رکھنے والے سوار عاجز ہوگئے حالانکہ اندھوں کو عاجز ہوجانا چاہیئے ———

بحر سریع میں کہا ؎

فلا ترج الخير عند امرئ   مرت يد النخاس في رأسه

ترجمہ:۔ سو تو ایسے شخص سے اچھی امید نہ رکھ جس کے سر پر بردہ فروش کا ہاتھ پھرا ہو یعنی ذلیل رہا ہو

بحر وافر کے اشعار ہیں ؎

أخذت بمدحه فرأيت لهواً   مقالي للأحيمق يا حليم

ترجمہ:۔ میں اس کی مدح پر مجبور کیا گیا تو میں نے ایک کم تر احمق کو حلیم کہنا لہو و لغو سمجھا کیونکہ یہ وصف نہیں ہے پس حلیم کہنا نہایت لغویات ہے۔

ولما أن هجوت رأيت عيا   مقالي لابن آوى يا لئيم

ترجمہ:۔ اور جب میں نے اس کی ہجو کی تو پھونکری (گیدڑ کی ایک قسم) کو خسیس اور ناپاک کہنا اپنی درماندگی اور عجز گفتگو سمجھا۔

فهل من عاذر فی ذا وهذا　　فمدفوع الی السقم السقیم

ترجمہ:۔ سو کیا کا فور کی ستائش وہجو میں مجھے کوئی معذور رکھنے والا ہے۔ یعنی وہ یہ کہے کہ اس کی مدح وہجو بحالت اختیاری کی گئی۔ کیونکہ بیمار بیماری کی طرف بزور ڈھکیلا جاتا ہے۔ بس ایسا ہی میرا حال ہے۔

بحرِ متقارب میں کہا ؎

لقد کنت احسب قبل الخصی　　بأن الرؤس مقر النهی

ترجمہ:۔ بخدا اس خصی کو دیکھنے سے پہلے میں یہ خیال کرتا تھا کہ عقل کی قرارگاہ سر ہے یعنی عقل دماغ سے متعلق ہے۔

فلما نظرت الی عقله　　رأیت النهی کلها فی الخصی

ترجمہ:۔ سو جب میں نے خصی مذکور کی بے عقلی کو دیکھا تو معلوم کیا کہ عقل تمام خصیوں میں رہتی ہے جب اس کے خصیے کاٹ ڈالے گئے تو عقل بھی جاتی رہی۔

اسحاق بن ابراہیم بن کیغلغ کی ہجو کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

یمشی بأربعة علی أعقابه　　تحت العلوج ومن وراء یلجم

ترجمہ:۔ وہ اپنے دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں سے یعنی چاروں اعضاء سے گنجوں کے نیچے بطرح دخول کیر پیچھے کو لوٹتا ہے بخلاف عادت کے کیونکہ رکوب آگے کو چلتا ہے۔

وجفونه ما تستقر کأنها　　مطروفة أو فت فیها حصرم

ترجمہ:۔ اور اس کی پلکیں جھپکنے سے نہیں ٹھہرتی ہیں برابر جھپکے جاتی ہیں گویا ان پلکوں میں کوئی چیز مثل تنکے کے ڈالی گئی ہے یا انگور ترش ان میں نچوڑ لگیا ہے۔

وتراه أصغر ما تراه ناطقا　　ویکون أکذب ما یکون ویقسم

ترجمہ:۔ وہ جب تک بولے گا تو اس کو کمتر سمجھے گا۔ کیونکہ وہ صاف نہیں بولتا بلکہ اٹک اٹک کر اور سب سے زیادہ جھوٹا جب ہوگا جب قسم کھائے گا۔

وإذا أشار محدثا فکأنه　　قرد یقهقه أو عجوز تلطم

ترجمہ:۔ اور وہ صاف بات نہیں کرتا مگر وہ بات کرتے وقت اشارہ کرتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے گویا بھنبھنا رہا ہے یا بڑھیا اپنا منھ پیٹتی ہے' یعنی اس کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

یقلی مفارقة الاکف قذاله حتی یکاد علی ید یتعمم

ترجمہ:۔ وہ شخص مفارقت ہتھیلی کو اپنی قفا یعنی پس گردن سے بُرا سمجھتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اس کی قفا پر ہمیشہ دھولیں لگا کریں۔ کیونکہ وہ اس کا عادی ہے اور اسے اسی میں مزا آتا ہے۔ یہاں تک کہ قریب ہے کہ اپنے ہاتھ پر بھی عمامہ باندھ لے تاکہ لوگ اس کو سر سمجھ کر اس پر بھی دھپ جاجڑیں اور موجب اس کے ازدیاد لذت کے ہوں۔

لطیف معانی کا استعمال

نرم ونازک الفاظ کے ذریعہ اشارات وکنایات

جس وقت متنبی سیف الدولہ سے جدا ہو رہا تھا اور کافور کے پاس جا رہا تھا اس وقت اس نے بحر طویل کے ایک ہی شعر میں دونوں کی مدح کی ؎

فراق ومن فارقت غیر مذمم وأم ومن یممت خیر میمم

ترجمہ:۔ یہ فراق کا وقت ہے اور جس سے میں نے مفارقت کی یعنی سیف الدولہ قابل مذمت نہیں ہے اور یہ فراق ایک دوسرے امیر کا قصد ہے اور جس کا میں نے قصد کیا ہے وہ بہتر مقصود ہے یعنی کافور والی مصر۔

پھر سیف الدولہ کے بارے میں کہا ؎

وما منزل اللذات عندی بمنزل اذا لم أبجل عنده واکرم

ترجمہ:۔ اور جس جگہ مجھ کو لذات عیش حاصل ہوں جب میں وہاں معظم ومکرم نہ ہوں تو وہ جگہ میری رائے میں قابل قیام نہیں ہے۔

رحلت فلم باک بأجفان شادن علی ولکم باک باجفان ضیغم

ترجمہ:۔ میں نے وہاں سے کوچ کیا تو بہت سی محبوبائیں ہرن کے بچے جیسی آنکھوں سے میرے فراق کے سبب روتی تھیں اور بہت سے بہادر لوگ شیر جیسی آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے اور شیمانِ ضیغم سے مراد سیف الدولہ بھی ہو سکتا ہے۔

ایک اور مصرعہ بھی اس کے قول کی تصدیق کرتا ہے ؎

لیحدثن لمن ودعتھم ندم

ترجمہ:۔ میری سواریاں اس شخص کو جس کو میں رخصت کروں گا ندامت دیں گی۔ یعنی میرے جانے کے بعد سیف الدولہ میرے چلے جانے سے پشیماں ہوگا۔(اور ایسا ہی ہوا)

ومادبۃ القرط الملیح مکانہ بأجزع من رب الحسام المصمم

ترجمہ:۔ محبوبہ ایسے گوشوارے والی تھی جس کا مکان عمدہ ہے، صاحب شمشیر یا صاحب عزم سے جزع و فزع کرنے والی نہیں تھی بلکہ میرے فراق میں دونوں کا گریہ یکساں تھا۔

فلو کان مابی من حبیب مقنع عذرت، ولکن من حبیب معمم

ترجمہ:۔ سو اگر یہ ناقدر دانی میری حبیب برقع پوش کی طرف سے ہوتی تو میں اس کو معذور گردانتا۔ کیوں کہ عذر ان کی سرشت میں ہوتا ہے لیکن یہ عذر تو حبیب عمامہ بند یعنی سیف الدولہ کی طرف سے ہے۔

مندرجہ بالا شعر جس کا ذکر آیا ہے اس میں اس نے بادشاہ کی مدح اس طرز پر کی ہے جیسے کئی اشعار میں اپنے محبوب کا سراپا بیان کیا ہے ؎

رمی واتقی رمی، ومن دون مااتقی ھوی کاسر کفی وقوسی واسھمی

ترجمہ:۔ سیف الدولہ نے مجھے اپنے عذر کا تیر مارا اور پھر بسبب اعتذار کے میری ہجو کرنے سے بچ گیا، میری اس سے ایسی محبت تھی جس نے میرے ہاتھ، میری کمان اور میرے تیر توڑ دئے یعنی سامان ہجوگوئی محبت نے تلف کر دیا۔

مندرجہ ذیل شعر اس نے سیف الدولہ کی ہجو کرتے ہوئے اور کافور کی مدح کرتے ہوئے بحر بسیط میں کہا ؎

قالوا ہجرت الیہ الغیث؟ قلت لهم، إلیٰ غیوث یدیه والشآبیب

ترجمہ:- لوگوں نے کہا کہ تو سیف الدولہ کو جو بخشش میں بارش کی مانند تھا، چھوڑ کر کافور کی طرف آیا، یعنی تو نے اچھا نہ کیا۔ سو میں نے ان سے کہا کہ میں جاتا ہوں طرف باراں ہائے کثیر اور بہت دفعہ شدت سے برسنے والے کافور کے ہاتھ۔

إلیٰ الذی تہب الدولات راحته ولا یمن علیٰ آثار موهوب

ترجمہ:- ایسے شخص کی طرف جاتا ہوں کہ اس کی ہتھیلی بہت سی دولتیں بخشتی ہے اور جس کو دیتا ہے اس کے پیچھے اس پر احسان نہیں رکھتا۔

ولا یروع بمغدور به أحدا ولا یفزع موفورا بمنکوب

ترجمہ:- جس پر غدر کیا گیا ہو اس سے دوسرے کو نہیں ڈراتا یعنی ایک پر ظلم کر کے دوسرے کو عبرۃً نہیں ڈراتا اور مال دار کو بذریعہ مصیبت زدہ کے نہیں دھمکاتا۔

یا أیها الملك الغانی بتسمیه فی الشرق والغرب عن نعت وتلقیب

ترجمہ:- اے وہ بادشاہ کہ بسبب اپنے نام لینے کے مشرق و مغرب میں تعریف کرنے اور لقب بتانے سے بے پرواہ ہے یعنی تو ایسا مشہور نامور ہے کہ جب تیرا نام لیا جاتا ہے تو اور اتے پتے بتانے کی حاجت نہیں رہتی۔

أنت الحبیب ولکنی أعوذ به من أن أکون محبا غیر محبوب

ترجمہ:- تو میرا دوست ہے مگر تیری پناہ چاہتا ہوں اس امر سے کہ میں دوست پیارا نہ ہوں یعنی تو مجھے دوست نہ رکھے۔

یہ اس قصیدے کے اشعار ہیں جو اس نے سیف الدولہ سے جدا ہونے کے بعد دوبارہ ملاقات پر کہا تھا، جس کو، اپنے گزشتہ دنوں کی طوالت کا ذکر کرتے ہوئے اور ان کا شکر ادا کرتے ہوئے بحر متقارب میں ادا کیا ہے اور یہ اس کا بہترین شعر ہے ؎

وإن فارقتنی أمطاره فأکثر غدرانها ما نضب

ترجمہ:- اور اگرچہ اس کے عطایا جو مجھ پر بارش کے مانند برستے تھے بالفعل مجھ سے منقطع

ہو گئیں مگر ان بارشوں کا باقی ماندہ اب تک خشک نہیں ہوا ۔ یعنی اس کی عطایا کا لقایا
اب تک میرے پاس موجود ہے ۔

وانی لاتیع تذکارہ صلاۃ الإلہ وسقی السحب

ترجمہ ۔ اور میں بے شک اس کی یاد کے بعد خدا کی رحمت اور ابروں کی بارش اس کے لئے طلب کرتا ہوں

کافور کے لئے کہا ؎

ومن رکب الثور بعد الجوا د أنکر أظلافہ والغبب

ترجمہ ۔ اور جو بعد عمدہ گھوڑے کے بیل پر سوار ہو تو اس کو اس کے کھر اور گلے کے نیچے کی لٹکتی کھال
خراب معلوم ہوگی ۔ یعنی تجھ کو دیکھ کر دوسرا امیر پسند نہیں آتا مگر اس کو لفظ سواری سے
تعبیر کرنا خلاف شان ملوک ہے ۔

مندرجۂ ذیل شعر کافور کا مذاق اڑاتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

أبا المسک ہل فی الکأس فضل أنالہ فإنی أغنی منذ حین وتشرب

ترجمہ ۔ اے ابوالمسک ! کیا پیالے میں کوئی جرعہ باقی ہے جس کو میں پی لوں ۔ کیونکہ میں عرصے سے
گا رہا ہوں اور تو اس سے مسرور ہو کر شراب پی رہا ہے یعنی میں عرصے سے تیری مدح سرائی
کر رہا ہوں اور تو اس کو سن کر خوش ہوتا ہے ، اب اس کا صلہ ملنا چاہیئے ۔

وہبت علی مقدار کفی زماننا ونفسی علی مقدار کفیک تطلب

ترجمہ ۔ تو نے مجھ کو بقدر دونوں ہاتھ ہمارے زمانے کے دیا اور میرا جی بقدر تیرے دونوں ہاتھ
کے مانگتا ہے یعنی بہت زیادہ ۔

یہ اشعار بھی اسی انداز پر بحر طویل میں ہیں ؎

أری لی بقربی منک عینا قریرۃ وإن کان قربا بالبعاد یشاب

ترجمہ ۔ میں اپنے لئے تیرے قرب میں چشم خنک دیکھتا ہوں اگرچہ وہ قرب دوری وطن و احباب
سے مخلوط ہے ۔

وہل نافعی أن ترفع الحجب بیننا ودون الذی أملت منک حجاب؟

ترجمہ:۔ اور کیا یہ بات مجھ کو مفید ہے کہ حجاب مجھ میں اور تجھ میں دور کئے جائیں یعنی مجھ کو ملاقات کا اذن عام ہو جائے اور اس چیز سے دور ہے جس کی میں تجھ سے آرزو کرتا ہوں حجاب در ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تقاضائے عطا کرتا ہے یا خواہش حکومت۔

أقل سلامی حب ماخف عنکم وأسکت کیما لا یکون جواب

ترجمہ:۔ میں سلام کے لئے کم حاضر ہوتا ہوں بسبب دوست رکھنے تمہارے تخفیف کے اور خاموش رہتا ہوں اور کچھ نہیں کہتا تاکہ تم کو جواب دینے کی تکلیف نہ ہو۔

وفی النفس حاجات وفیك فطانة سکوتی بیان عندها وخطاب

ترجمہ:۔ اور میرے جی میں بہت سی حاجتیں اور تجھ میں غایت درجہ کی ایسی فراست ہے کہ میرا خاموش رہنا اس کے روبرو بیان وخطاب ہے۔ اب سمجھ کر میری حاجت برآری کرنی چاہئے

گھوڑے کا وصف کرتے ہوئے بحر طویل میں کہا ؎

ویوم کلیل العاشقین کمنته أراقب فیه الشمس أیان تغرب

ترجمہ:۔ اور بہت سے دن مثل عاشقوں کی رات کے دراز تھے کہ میں اُن میں بخوف دشمنان چھپا رہا۔ یا اس روز میں آفتاب کو دیکھتا رہا کہ کب غائب ہوگا تاکہ میں تمہاری طرف چل پڑوں۔

وعینی إلی أذنی أغر کأنه من اللیل باق بین عینیه کوکب

ترجمہ:۔ اور میری آنکھ دونوں کانوں روشن رو گھوڑے کے لگی ہوئی تھیں گویا اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان رات کا ایک ستارہ تھا، گھوڑے کے کانوں کی طرف اس لئے دیکھتا تھا کہ گھوڑا اندھیرے میں دور سے موذی چیز کو دیکھ کر کان کھڑے کر لیتا ہے اور سوار کو ہوشیار کر دیتا ہے۔

له فضلة عن جسمه فی إهابه تجیء علی صدر رحیب وتذهب

ترجمہ۔ گھوڑے کے جسم سے اس کی کھال بڑھی ہوئی ہے جس قدر کھال بڑھی ہوتی ہے اسی قدر اس کا قدم کشادہ ہوتا ہے کہ وہ بڑھی ہوئی کھال اس کے کشادہ سینے پر آجاتی ہے۔

شققت به الظلماء أدنى عنانه فيطغى وأرخيه مرارا فيلعب

ترجمہ :- اس گھوڑے کے ذریعہ سے میں اندھیرے کو چیر کر نکل گیا، اس گھوڑے کا یہ حال تھا کہ جب میں اس کی باگ کھینچتا تھا تو نشاط میں آکر کودنے لگتا تھا اور جب باگ ڈھیلی چھوڑتا تھا تو کھیل کرنے لگتا تھا۔

وأصرع أي الوحش قفيته به وانزل عنه مثله حين أركب

ترجمہ :- جس وحشی کے پیچھے اس کو ڈالتا تھا اس کو اس کے ذریعے سے پچھاڑ لیتا تھا اور جب کہیں بعد شکار کرنے کے اس کی پشت سے اترتا تھا تو وہ ایسا ہی بے تکان و تازہ دم ہوتا تھا جیسا کہ جب میں اس کے اوپر سوار ہوا تھا۔

جدائی کے موضوع پر بحر وافر میں کہا ؎

وإني عنك بعد غد لغاد وقلبي عن فنائك غير غاد

ترجمہ :- اور میں بے شک تیرے پاس سے پرسوں جانے والا ہوں اور میرا دل تیرے گھر سے صبح کو جانے والا نہیں ہے ۔ یعنی دل یہاں ہی رہے گا۔

محبك حيثما اتجهت ركابي وضيفك حيث كنت من البلاد

ترجمہ :- میں تیرا دوست ہوں جہاں میری سواریاں جائیں اور تیرا مہمان ہوں شہروں میں جہاں بھی ہوں کیونکہ ہر جگہ میں تیرا دیا کھاتا ہوں۔

بحر کامل میں کہا ؎

سر حيث شئت يحله النوار وأراد فيك مرادك المقدار

ترجمہ :- جس جگہ تو چاہے سیر کر اور چل تیری برکت سے وہ مکان شگوفہ زار ہو جائے گا۔ یعنی بارش ہونے لگے گی اور قحط رفع ہو جائے گا اور تیرے معاملے میں قضا و قدر تیری مراد کے موافق ہیں۔

وإذا ارتحلت فشيعتك سلامة حيث اتجهت وديمة مدرار

ترجمہ :- اور جب تو کوچ کرے جہاں تو جائے سلامتی اور برابر برسنے والی بارش تیرے ساتھ

رہے تاکہ قحط معدوم ہو جائے۔

وأراك دهرك ما تحاول في العدا حتى كأن صروفه أنصار

ترجمہ:۔ اور تجھ کو تیرا زمانہ تیرے دشمنوں میں وہ دکھلا دے جس کا تو قصد رکھتا ہے۔ یعنی ان کی ہلاکی اور شکست اور زمانہ تیرا ایسا دوست ہو کہ گویا اس کے حوادث تیرے مددگار ہوں۔

أنت الذي بجح الزمان بذكره وتزينت بحديثه الأسمار

ترجمہ:۔ تو وہ ہے کہ اس کے ذکر سے زمانہ خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ تو اس کا مایۂ فخر ہے اور اس کی حکایت سے کہانیوں نے زینت پکڑی کیونکہ ان میں تیرے حسن اخلاق وسخاوت و شجاعت کے ذکر ہوتے ہیں۔

دوست کے ساتھ نرمی اور دشمن سے تشدد کا اظہار کرتے ہوئے بحر کامل میں کہا ؎

إني لأجبن عن فراق أحبتي وتحس نفسي بالحمام فأشجع

ترجمہ:۔ میں بے شک دوستوں کے فراق کے معاملے میں نامرد ہوں یعنی میں اس سے ایسے ڈرتا ہوں جیسے نامرد موت سے اور میرا نفس آثار موت کو دیکھتا ہے تو میں بہادر ہو جاتا ہوں یعنی میں فراق سے ڈرتا ہوں، موت سے نہیں۔

ويزيدني غضب الأعادي جرأة ويلم بي عتب الصديق فأجزع

ترجمہ:۔ اور دشمنوں کا غصہ میری سنگدلی کو بڑھاتا ہے یعنی میں ان سے ڈرتا نہیں ہوں اور عتاب دوست مجھ پر نازل ہوتا ہے تو میں گھبرا جاتا ہوں۔ یعنی اس کا تحمل نہیں کر سکتا۔

حسن کنایہ میں بحر خفیف کا شعر ہے ؎

تشتكي ما اشتكيت من ألم الشو ق إلينا والشوق حيث النحول

ترجمہ:۔ اے قاصد تو خفت و سبکساری شوق کا وہی شکوہ کرتا ہے جو میں اس کے شوق کا

شکوہ کرتا ہوں مگر تیری یہ شکایت جھوٹی ہے کیونکہ شوق وہاں ہی موجود ہوتا ہے جہاں
لاغری ہے جب تو لاغر نہیں ہے تو تجھ کو شوق بھی نہیں ہے۔

بحر رجز کا ایک شعر ہے ؎

ابیض ما فی تاجه میمونه　　　عفیف ما فی ثوبه مامونه

ترجمہ:- اپنے چہرے کے اعتبار سے سفید رو اور مبارک ہے اور اپنی شرمگاہ کے معاملے میں
عفیف اور مامون ہے زانی نہیں۔

حسن حشو کے لئے بحر کامل میں کہا ؎

صلی علیک الله غیر مودع　　　وسقی ثری ابویک صوب غمام

ترجمہ:- خداوند تعالیٰ تجھ پر رحم کرے کہ میں تجھ کو دل سے رخصت کیا ہوا نہیں سمجھتا گو جسمی مفارقت
ہے یا یہ کہ خدا مجھ کو تجھ سے جدا نہ کرے اور تیرے ماں باپ کی قبر کو بارش تر کر دے۔

"غیر مودع" ایک نامانوس لفظ ہے۔ لیکن اس میں ایک حسن بھی ہے۔ بحر طویل
میں کہا ؎

ویحتقر الدنیا احتقار مجرب　　　یری کل ما فیها وحاشاک فانیا

ترجمہ:- اور تو دنیا کو ایسا حقیر سمجھتا ہے جیسا صاحب تجربہ اس کو حقیر جانتا ہے جو تمام اشیائے
دنیا کو تیرے سوا فانی سمجھتا ہے۔

ثعالبی کہتے ہیں کہ سبحان اللہ اس شعر میں حاشاک کا استعمال کتنا با موقع
ہے۔ بحر بسیط کا شعر ہے ؎

اذا خلت منک حمص لا خلت ابداً　　　فلا سقاها من الوسمی باکره

ترجمہ:- جبکہ تیرے جود باجود سے شہر حمص خالی ہو (خدا ایسا نہ کرے) تو اول موسم بہار
کی پہلی بارش اس شہر کو سیراب نہ کرے اور ہمیشہ قحط نبار ہے۔

عیادت کے موقع پر بحر کامل میں کہا ؎

لا تعذل المرض الذی بک شائق　　　انت الرجال وشائق علاتها

ترجمہ۔ ہم اس مرض کو جو تجھے ملامت نہیں ملامت نہیں کرتے کیونکہ تو لوگوں کو بھی اپنا اشتیاق
کرتا ہے اور ان کی بیماریوں کو بھی یہ حاصل ہے کہ مرض تیرے پاس مشتاقانہ آیا ہے
لہذا قابل ملامت نہیں ہے۔

ومنازل الحمی الجسوم فقل لنا: ماعذرہا فی ترکہا خیراتہا؟

ترجمہ۔ اور فرودگاہ تپ جسم ہیں۔ تو ہم سے فرمائیے کہ اگر تپ عمدہ اجسام کو چھوڑ دے تو اس
کا کیا عذر ہوگا؟ یعنی کچھ نہیں۔

بحر منسرح کے اشعار ہیں ؎

قصدت من شرقہا ومغربہا حتی اشتکتک البلاد والسبل

ترجمہ۔ شرق اور غرب یعنی تمام اطراف سے تو مقصود شتر سواراں ہوگیا کہ وہ با امید عطا تیرے
پاس بکثرت آتے ہیں۔ یہاں تک کہ تجھ سے شترہائے سواری اور راہوں نے اپنی
فرسودگی اور درماندگی کی شکایت کی ہے کہ ہم تو بسبب کثرت سفر اور گہرائی راہوں
کے مارے پڑے ہیں۔

لم تبق إلا قلیل عافیۃ قد وفدت تجتدیکہا العلل

ترجمہ: ۔ تو نے اپنا تمام مال سائلوں کو دے دیا اور اب تیرے پاس تھوڑی سی صحت رہ گئی
ہے۔ سو بیماریاں تیرا آوازۂ سخا سن کر اس کو تجھ سے مانگنے آئیں۔ یعنی وہ چاہتی ہیں
کہ بقیہ صحت ہم کو عنایت کیجئے جیسا امیدواروں کو اموال دیئے ہیں۔

بحر وافر میں کہا ؎

تجشمک الزمان ہوی وودا وقد یؤذی من المقۃ الحبیب

ترجمہ۔ زمانہ براہ محبت و دوستی تجھ سے دل لگی کرتا ہے۔ یعنی زمانہ بطور احباب تجھ
چھیڑ چھاڑ رکھتا ہے اور کبھی دوست کی محبت سے تکلیف دیا جاتا ہے سو یہاں
یہی صورت ہے۔

وکیف تعلک الدنیا بشیء وأنت لعلۃ الدنیا طبیب

ترجمہ:۔ اور دنیا تجھ کو کوئی بیماری کس طرح دے سکتی ہے جبکہ تو دنیا کی بیماری کا طبیب ہے کہ اس سے امراضِ ظلم دور کرتا ہے۔

وكيف تنوبك الشكوى بداء ... وأنت المستغاث لما ينوب؟

ترجمہ:۔ اور تجھ کو شکایت کسی مرض کی کس طرح ہو سکتی ہے۔ اور حال یہ ہے کہ تو ہر مصیبت کا فریاد رس ہے۔

سیف الدولہ کو مبارکباد دیتے ہوئے بحر بسیط میں کہا ؎

المجد عوفي إذ عوفيت والكرم ... وزال عنك إلى أعدائك الألم

ترجمہ:۔ شرف و مجد کرم صحت عطا کئے گئے جب تو تندرست ہوا اور تیری بیماری تجھ سے جدا ہو کر نصیبِ اعدا ہوئی

وما أخصك في برء بتهنئة ... إذا سلمت فكل الناس قد سلموا

ترجمہ:۔ میں تیری صحت کی مبارکباد خاص تجھی کو نہیں دیتا بلکہ سب آدمیوں کو۔ کیونکہ جب تو سالم ہے تو سب سالم ہیں۔

بحر خفیف میں کہا ؎

إنما التهنئات للأكفاء ... ولمن يدني من البعداء

ترجمہ:۔ بے شک مبارکبادیاں ہمسروں کے لئے ہیں اور اس شخص کے واسطے جو کہ دور افتادوں سے نزدیک ہو۔ اور میں تیرا ہمسر نہیں ہوں، بلکہ تجھ سے کم تر ہوں۔ اور نہ کہیں سے آیا ہوں۔ بلکہ ہمیشہ تیرے پاس رہتا ہوں۔ پس میری مبارکبادی کا کیا موقع ہے۔

وأنا منك لا يهنئ عضو ... بالمسرات سائر الأعضاء

ترجمہ:۔ اور میں تجھی سے ہوں اور گویا تیرا ایک جزو ہوں اور ایک عضو اور اعضاء کو خوشیوں کی مبارکبادی نہیں دیتا۔

بحر بسیط کے اشعار ہیں ؎

الصوم والفطر والأعياد والعصر　　منيرة بك حتى الشمس والقمر

ترجمہ :۔ روزہ اور فطر اور عیدین اور زمانے سب تجھ سے روشن ہیں۔ یہاں تک کہ سورج اور
چاند۔ یعنی تو زمانوں اور دین کے لئے موجب فرحت و سرور ہے۔ اور سب چیزیں
تجھ سے روشن ہیں یہاں تک کہ آفتاب جو اصل تمام نور کا ہے۔

ما الدهر عندك إلا روضة أنف　　يامن شمائله في دهره زهر

ترجمہ :۔ زمانہ تیرے پاس نہیں ہوتا ہے مگر ایک باغ جس کو مویشیوں نے نہیں چرا ہے ۔ یعنی
تروتازہ، اچھوتا اور بارونق ہے، اے وہ شخص کہ اس کے خصال حمیدہ اس کے
زمانے میں بمنزلہ کلیوں کے ہیں، زمانہ باغ ہے اور اس کے شمائل تیری کلیاں ہیں

ما ينتهي لك في أيامه كرم　　فلا انتهى لك في أعوامه عمر

ترجمہ :۔ ایام زمانہ میں تیرے کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ تو سالہائے دہر میں تیری عمر
بے نہایت رہے، دعائے دوام بقا دیتا ہے جس سے مراد بقائے ذکر خیر
نہیں ہے۔

فإن حظك من تكرارها شرف　　وحظ غيرك منها الشيب والكبر

ترجمہ :۔ کیوں کہ تیرا حصہ برسوں کے تکرار آنے سے تیرے شرف و مجد کی آزمائش ہے اور
تیرے غیر کا حصہ تکرار اعوام سے ضعف پیری ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

تغير حالي والليالي بحالها　　وشبت وماشاب الزمان الغرانق

ترجمہ :۔ میرا حال متغیر ہوگیا اور حال راتوں کا ویسا ہی ہے۔ میں تو بوڑھا ہوگیا اور زمانہ
ویسا ہی نوجوان ہے۔

بحر بسیط کا شعر ہے ؎

تسود الشمس منا بيض أوجهنا　　ولا تسود بيض العذار واللمم

ترجمہ :۔ سفر میں آفتاب ہمارے سفید چہروں کو سیاہ کردیتا ہے اور رخسار کے اور سر کے بالوں

کو جو بسبب پیری سفید ہو گئے ہیں سیاہ نہیں کرتا کہ ہم از سر نو نوجوان ہو جائیں۔

وکان حالھما فی الحکم واحدۃ　　لو احتکمنا من الدنیا الی حکم

ترجمہ:- اور حال یہ ہے کہ حکم میں دونوں کا حال ایک تھا۔ اگر ہم دنیا میں کسی کو حکم دیتے یعنی وہ یہی حکم دیتا کہ اگر سورج چہرے کا سیاہ رنگ کرے تو چہرہ اور سر کے بال بھی سیاہ کرے۔ مگر مشیت ایزدی سے لاچاری ہے۔

بحر طویل میں کہا ؎

مشیب الذی یبکی الشباب مشیبہ　　فکیف توقیہ وبانیہ ھادمہ

ترجمہ:- جو شخص جوانی کو یاد کر کے روتا ہے اس کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس کا پیر کرنے والا وہ ہے جس نے اسے جوان کیا تھا یعنی زمانہ سو وہ رونے والا پیری سے کیسے بچ سکتا ہے۔ حالانکہ بانی جوانی بھی اس کا ہادم (کاٹنے والا) ہے۔

وما خضب الناس البیاض لانہ　　قبیح ولکن احسن الشعر فاحمہ

ترجمہ:- اور لوگوں نے سفید بالوں کا خضاب اس لئے نہیں کیا کہ یہ رنگ برا ہے بلکہ اس سبب سے کہ عمدہ بال وہ ہیں جو سخت سیاہ ہوں کہ اس کے سبب سے آدمی زنانِ جوان کی نظروں میں حقیر نہیں ہوتا بلکہ یہ باعث ان کی رغبت کا ہوتا ہے۔

حُسنِ مقطع

بحر بسیط میں کہا ؎

قد شرف اللہ ارضاً انت ساکنھا　　وشرف الناس اذ سواک انسانا

ترجمہ:- اے ممدوح تو جس زمین پر تشریف رکھتا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اس کو تیرے سبب اور باقی زمینوں پر شرف عنایت کیا اور جبکہ تجھ کو انسان بنایا تو سب لوگوں کو تیرے بشر ہونے کے باعث شرف فرما دیا۔

ابن جنی نے کہا کہ مجھے اس کا قول "سواک انسانا" پسند نہیں آیا کیونکہ وہ

اور الفاظ سے مطابقت نہیں رکھتا ہے اگر وہ " انشالک" یا اسی طرح کا کوئی اور لفظ کہتا تو وہ حال کے مطابق ہوتا۔

ثعالبی کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ، اگر وہ اس جگہ کچھ اور کہتا تو وہ لفظ فصیح نہ ہوتا۔ اس لئے کہ قرآن شریف میں ثم سواک رجلا " آیا ہے تو کیا اللہ کی کتاب سے زیادہ بھی کوئی فصیح کتاب ہے؟

بحر متقارب کے اشعار ہیں ؎

سمابک ھمی فوق الھموم　　　فلست أعد یسارا یسارا

ترجمہ۔ میری ہمت تیری سخاوت کے سبب ستاروں سے اونچی ہوگئی ہے اس لئے میں تونگری کو تونگری نہیں سمجھتا ہوں بلکہ اس سے زیادہ کی خواہش رکھتا ہوں۔

ومن کنت بحرا لہ یا علی　　　لم یقبل الدر إلا کبارا

ترجمہ:۔ اے علی! جس کا تو دریا ہے وہ موتیوں کو قبول نہیں کرتا مگر جب کہ وہ کلاں ہوں۔ یعنی تو جس کا مددگار ہے وہ تھوڑی عطا پر راضی نہیں ہوتا۔

سیف الدولہ کی مدح کرتے ہوئے بحر متقارب میں کہا ؎

أنلت عبادک ما أملوا　　　أنالک ربک ما تأمل

ترجمہ:۔ تو نے اپنے تابعداروں کو ان کی امیدیں اور خواہشیں دیں اس کے عوض میں تیرا رب تجھ کو وہ دے جس کی تو امید کرتا ہے۔

مغیث بن علی العجلی کے لئے بحر وافر میں کہا ؎

واعطیت الذی لم یعط خلق

علیک صلاۃ ربک والسلام

ترجمہ:۔ تجھ کو منجانب خداوند تعالےٰ وہ انعام عطا ہوئے جو کسی کو نہیں ملے تجھ پر خدا کی رحمت و سلامتی رہے۔

خاتمۂ کلام

(عمومی تبصرہ)

جب متنبی عضدالدولہ کے پاس پہونچا، وہاں اپنے مقصد میں کامیاب ہوگیا اور اُسے تقریباً دولاکھ درہم انعام کے طور پر حاصل ہوئے تو اس نے عضدالدولہ سے رخصت ہونے کی اجازت چاہی اور یہ وعدہ کیا کہ وہ دوبارہ اس کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ عضدالدولہ نے اسے اجازت دی اور چلتے وقت خلعت عطا کی، دو اچھے گھوڑے دئے اور بہت کچھ انعام واکرام کے طور پر دیا۔ ابوالطیب نے شکریہ کے طور پر "کافیہ" قصیدہ کہا جو اس کے آخری اشعار تھے۔ اس قصیدے میں اس نے بعض مواقع پر کچھ ایسی باتیں غیر ارادی طور پر کہی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اندر سے غمگین ہے۔ اسی قصیدے میں سے بحر وافر کا شعر ہے ؎

فلو أنّی استطعت خفضت طرفی　　فلم أبصر به حتی أراکا

ترجمہ:- اور اگر مجھ سے ہوسکے تو میں اپنی آنکھیں بند کرلوں اور اس سے کسی کو نہ دیکھوں جب تک تجھ کو دیکھوں۔ یعنی جلد لوٹ آؤں۔

مندرجۂ ذیل شعر میں وہ بدشگونی کا اظہار کرتا ہے ؎

إذا التوديع أعرض قال قلبی　　علیك الصمت لا صاحبت فاکا

ترجمہ:- جب رخصت کا وقت سامنے آتا ہے تو میرا دل مجھ سے کہتا ہے کہ خاموش رہ اور رخصت کا نام نہ لے۔ خدا کرے یہ منہ جس سے تو رخصت لفظ بولنا چاہتا ہے تیرے ساتھ نہ رہے۔ یعنی تجھ کو قدرت گویائی نہ رہے۔

ولولا أکثر ما تمنی　　معاودة لقلت ولا مناکا

ترجمہ:- اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ غالب تمنا میرے دل کی تیری طرف واپس آنا ہے تو

یہ اپنے دل سے کہتا کہ تو اپنی مراد کو نہ پہونچے اور ارتحال نصیب نہ ہو۔

قد استشفیت من داء بداء　　　وأقتل ما أعلك ما شفاکا

ترجمہ:۔ اے میرے دل تو نے ایک مرض یعنی مفارقت اہل وعیال سے طلب شفا کرے۔
دوسرے مرض یعنی مفارقت ممدوح سے۔ اور حال یہ ہے کہ جس نے تجھے بیمار کیا ہے
یعنی فراق ممدوح، وہ اس سے زیادہ سفاک ہے جس نے تجھے شفا دی ہے یعنی ملاقات
اہل وعیال سے۔

اس کا یہ شعر نبی ؐ کے قول "کفی بالسلامة داء" (اگر تم بیماری سے سلامت ہو
تو یہ کافی ہے) سے بہت مشابہ ہے۔

حُمید بن ثور نے بحر طویل میں کہا ہے

وحسبك داء أن تصح وتسلما

ترجمہ:۔ تمھارے لئے بیماری سے صحیح سلامت رہنا ہی کافی ہے۔

اور "أقتل ما أعلك ما شفاکا" میں بھی بدشگونی کا مفہوم پایا جاتا ہے

وکم دون الثویة من حزین　　　یقول له قدومی ذا بذاکا

ترجمہ۔ اور مقام ثویہ سے ورے میرے فراق سے بہت غمگین ہیں اور جب میں ان سے
ملوں گا تو وہ خوش ہوں گے تو میرا واپس آنا ان سے کہے گا کہ یہ خوشی وصال
بعوض اس غم فراق کے ہے جب میں تم سے جدا ہوا تھا۔

"الثویہ" کوفے میں ہے۔ اگرچہ متنبیؔ نے کہا (کہ جب وہ گھر پہونچے گا تو لوگوں سے
کہے گا) "قدومی ذا بذاك" یعنی میری آمد غیر حاضری کے بدلے میں اور خوشی اس گذشتہ
غم کے بدلے میں ہے۔ لیکن اس موقع پر اس نے "انشاءاللہ" نہیں کہا

اسی قصیدے میں آگے چل کر کہتا ہے

ومن عذب الرضاب إذا انخنا　　　یقبل رحل تروك والوراکا

ترجمہ:۔ اور مقام ثویہ سے ورے بہت سے معشوق شیریں آب دہن ملیں گی۔ جب ہم خیمہ

کو ٹھا دیں گے تو وہ معشوق تروک ناقہ کے کجاوے کو اور اس کھال کو جو زیر مرین آرام سوار کے لئے ڈالتے ہیں۔

"تروک" ایک نایاب اونٹنی کا نام ہے، جو اسے عضد الدولہ نے دی تھی اور "دراک" کجاوے کے تکیے کو کہتے ہیں

یحرم أن یمس الطیب بعدی　　　وقد عبق العبیر به وصاکا

ترجمہ:- اس معشوقہ نے میرے بعد خوشبو لگانا حرام سمجھا ہے۔ اب وہ اس حال میں ہوگا کہ میری ملاقات کی خوشی میں اس کے بدن سے عنبر کی خوشبو آتی ہوگی جو اس کے بدن سے لگی ہوگی۔

وفی الأحباب مختص بوجد　　　وآخر یدعی معه اشتراکا

ترجمہ:- اور دوستوں میں بعض تو عشق اور محبت کے ساتھ خاص ہوتے ہیں۔ یعنی ان کی محبت صحیح ہوتی ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خود خالص المحبت نہیں مگر خالص کے ساتھ ہو بیٹھتے ہیں۔ سو میں خالص المحبت ہوں۔

إذا اشتبهت دموع فی خدود　　　تبین من بکی ممن تباکی

ترجمہ:- جب کہ اشک رخساروں پر مشتبہ ہوں تو آخر وہ شخص جو دل سے روتا ہے اس شخص سے جو بتکلف روتا ہے ظاہر ہوجاتا ہے۔

فزل یا بعد عن أیدی رکاب　　　لها وقع الأسنة فی حشاکا

ترجمہ:- جب میرا ارادہ جلد واپس آنے کا ہے تو اے بُعد وطن میری سواری کے شتر کے سامنے سے پرے ہٹ، کیونکہ اس کی تیز رفتاری ایسی ہے جیسے تیرے باطن میں تیروں کا پڑنا وہ تجھ کو کاٹ ڈالے گی۔

یہ ایک خوبصورت استعارہ ہے۔ کیوں کہ یہاں اس نے جدائی سے مخاطب ہوکر گفتگو کی ہے لیکن اسے شعر میں بالکل موزوں کر دیا ہے۔

وأیا شئت یا طرقی فکونی　　　أذاة أو نجاة أو هلاکا

ترجمہ:۔ اے میرے ماہہائے وطن اب جیسی تم چاہتے ہو تکلیف یا نجات یا ہلاک یعنی مجھ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ۔ کہتے ہیں کہ عضد الدولہ نے اس امر سے بدفالی کی کہ متنبی نے مجھ کو تکلیف اور ہلاک کے بیچ میں لایا۔

متنبی نے شعر کا قافیہ 'ہلاک' بنایا تھا جس کے بعد وہ خود ہی مر گیا۔ کیوں کہ شیراز سے اس نے اچھی حالت اور مال کی زیادتی کے ساتھ سفر کیا تھا۔ جب وہ فارس کی حدود سے باہر نکلا تو اس نے سوچا کہ وہ اب بھی اسی طرح سلامتی کے ساتھ سفر کرتا رہے گا جس طرح عضد الدولہ کی مملکت میں وہ سفر کر رہا تھا، اور جب اس سے احتیاطی تدابیر کرنے کو کہا گیا تو اس نے بات نہ مانی پھر جیسا کہ مشہور ہے بدوؤں نے اس پر حملہ کیا اور جنگ ہوئی جس میں اس کا لڑکا محسن اور اس کا غلام مارا گیا۔ متنبی بھی اسی جنگ میں مارا گیا، بدو اس کا مال و اسباب لوٹ لے گئے۔ یہ واقعہ ۳۵۴ھ میں پیش آیا۔

ثعالبی کہتے ہیں کہ ابوالمظفر بن علی الطبسی الکاتب نے مجھے متنبی کے اوپر لکھا ہوا اپنا بحر خفیف کا مرثیہ سنایا ۔

لا رعی اللّٰہ سرب هذا الزمان   إذ دهانا فی مثل ذاک اللسان

ترجمہ:۔ وہ زمانہ کتنا خوش گوار تھا جس میں کہ ایک ایسا آدمی تھا جس کی زبان نے ہمیں مدہوش بنا دیا ۔

ما رأی الناس ثانی المتنبیّ   أیّ ثان یری لبکر الزمان

ترجمہ:۔ لوگوں نے متنبی کے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جیسے کہ زمانے کی دوسری جوانی کو کیونکر دیکھا جا سکتا ہے ۔

کان نفسہ الکبیرۃ فی جیش   وفی کبریاء ذی سلطان

ترجمہ:۔ اس کا نفس اتنا بڑا تھا جیسے کوئی بڑا لشکر اور اس میں عزم و ارادہ تھا اور وہ اتنا کبر تھا جیسے کوئی سلطان۔

کان فی لفظہ نبیاً، ولکن   ظهرت معجزاته فی المعانی

ترجمہ:۔ الفاظ میں وہ نبی تھا لیکن جس کے معجزات معانی میں ظاہر ہوتے تھے۔

ثعالبی کہتے ہیں کہ میرے قلم نے مجھے اس باب کو حواشی اور تشریحات کے ساتھ لکھنے پر مجبور کیا، میں نے اس باب میں متنبی کی زندگی کا مختصر جائزہ دیا ہے، اور اس کے منتخب اشعار پیش کئے ہیں، ان اشعار کی خوبیوں اور خامیوں کی طرف نشاندہی کی ہے۔ میرے جو دوست اب متنبی پر کوئی کام کرنا چاہیں تو ان کے لئے میرا یہ کافی کام ہے۔ اس باب کو اگر موجودہ کتاب سے الگ کر لیا جائے تو خود یہ باب متنبی پر ایک عمدہ کتاب کا کام دے گا اور اگر اسے اسی کتاب کے ساتھ رکھا جائے تو انشاء اللہ اس کتاب کی وقعت کچھ بڑھ ہی جائے گی۔

والحمد للہ رب العالمین، وصلوات علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ

وسلم تسلیما

سوانحیات

ابن الحجاج

ابوعبداللہ حسین بن احمد بن محمد بن جعفر بغدادی ایک مشہور شاعر تھا جس کو ہزل سے بھی شغف تھا، اس کے علاوہ بویہی دور کا انشا پرداز بھی تھا، اس کے اشعار شیرینی اور تکلف سے پاک ہیں، اس کا دیوان شریف رضی نے جمع کیا ہے، وزیر عضد الدولہ، ابن العباد اور ابن العمید سے بھی اس کا رابطہ تھا، یہ مختلف جگہوں پر کاتب رہا۔ اس نے ۳۹۱ھ میں وفات پائی اور بغداد میں دفن ہوا۔

ابن الخزانة

ابوالفتح، الفضل بن جعفر بن محمد ابن الفرات کی پیدائش ۲۸۰ھ میں ہوئی۔ یہ عباسی خلیفہ مقتدر باللہ اور قاہر کے زمانے میں وزیر و کاتب رہا اور بعد میں مصر و شام میں خراج کا والی مقرر ہوا ۳۲۸ھ میں رملہ میں وفات پائی۔

ابن الرومی

ابوالحسن علی بن العباس بن جریج متنبی کے طبقے کا ایک بڑا شاعر تھا۔ بغداد میں ۲۱۲ھ میں پیدا ہوا اور وہیں ۲۸۳ھ میں وفات پائی۔ یہ رومی الاصل تھا، اس کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔ احمد عبیداللہ الثقفی، عباس محمود العقاد، عمر فروخ، مدحت عکاش وغیرہ کی ابن الرومی پر کئی کتابیں ہیں۔

ابن السکرة

ابوالحسن، محمد بن عبداللہ بن محمد ہاشمی، علی بن مہدی عباس کی اولاد میں سے تھا، یہ بغداد کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کا دیوان چار جلدوں میں ہے جس میں ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔ ۳۸۵ھ میں وفات پائی۔

ابن العمید

ابوالفضل، محمد بن الحسین العمید وزیر اور امام انشا پرداز تھا، فلسفہ و نجوم سے بھی واقف تھا۔ اس نے حافظ ثانی کا لقب پایا، رکن الدولہ بویہی کا وزیر تھا اس کے علاوہ ایک بلندپایہ کا شاعر بھی تھا۔ یہ ۲۴ سال تک وزارت کے عہدے پر قائم رہا، ۶۰ سال سے زیادہ زندہ رہا اس نے ۳۶۰ھ میں وفات پائی۔

ابن لنکک

ابوالحسن محمد بن محمد بن جعفر البصری البصرہ کا مشہور شاعر و ادیب تھا۔ اس کے اشعار میں بہت ملاحت پائی جاتی ہے۔ عام طور سے زمانے اور زمانے والوں کا شکوہ کیا ہے۔ اور اپنے دور کے شعراء کی ہجو کی ہے۔ یہ متنبی کا معاصر اور اس کا ہجوگو ہے۔ تقریباً ۳۶۰ھ میں فوت ہوا۔

ابن المعتز

ابوالعباس، عبداللہ بن محمد بن المعتز باللہ ابن المتوکل ابن المعتصم ابن الرشید العباسی ایک عمدہ شاعر تھا، صرف ایک دن اور رات خلیفہ رہا۔ بغداد میں ۲۴۷ھ میں پیدا ہوا۔ بڑے بڑے فصحا اس کی شاگردی پر ناز کرتے تھے۔ اس کی تصانیف 'الزھر والریاض'۔ 'البدیع'۔ 'الآداب'۔ 'الجامع الغناء'۔ 'الجوارح والصید' اور 'فصول التماثیل' وغیرہ ہیں۔ لیکن اس کی سب سے مشہور کتاب طبقات الشعراء ہے جسے پہلی مرتبہ عباس اقبال، آشتیانی گیب میموریل سیریز لندن سے شائع کیا، اب مصر سے اس کا دوسرا اڈیشن بھی شائع ہوگیا ہے۔

ابن المعروف

ابومحمد، عبیداللہ بن احمد بن معروف بغداد کا قاضی القضاۃ، ادیب اور شاعر تھا ۳۰۶ھ میں پیدائش ہوئی اور ۳۸۱ھ میں وفات پائی۔

ابوتمام

حبیب بن اوس بن الحارث الطائی شام میں ۱۸۸ھ میں پیدا ہوا۔ یہ ایک بلندپایہ

کا شاعر اور ادیب تھا، کچھ لوگ اس کو متنبی اور بحتری پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔ معتصم کے زمانے میں دربار سے بھی اس کا تعلق رہا۔ اس کی تصانیف 'دیوان الحماسہ'، 'فحول الشعراء'، 'مختار اشعار القبائل' اور 'الوحشیات' وغیرہ ہیں۔ موصل میں ۲۳۱ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

ابوالحسن

عبداللہ بن موسیٰ بن الحسن بن ابراہیم السلامی۔ بغداد میں پیدا ہوئے، یہ شاعر تھے، تاریخ و ادب اور حدیث سے بھی اشتغال تھا۔ ان کی تصانیف 'التواریخ' اور 'نوادر الکلام' وغیرہ ہیں۔ مرو میں ۳۷۴ھ میں انتقال ہوا۔

ابوالحسن

علی بن عبدالعزیز الجرجانی جرجان میں پیدا ہوئے۔ یہ قاضی اور ادیب تھے۔ جرجان اور رے میں قضا کا عہدہ سنبھالا، اچھے اشعار بھی کہتے تھے۔ انھوں نے سفر بہت زیادہ کیا۔ عمر ستر سے کم پائی۔ نیشاپور میں ۳۹۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی تصانیف 'الوساطۃ بین المتنبی وخصومہ'، 'تفسیر القرآن'، 'تہذیب التاریخ' اور 'دیوان شعر' وغیرہ ہیں۔

ابوسعید الشبیبی

محمد جواد بن محمد بن شبیب النجفی المعروف شبیبی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ شاعر اور ادیب تھے۔ نجف میں ۱۲۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۱۳۶۳ھ میں وفات پائی۔

ابوشجاع عضدالدولہ

ابن الحسن، رکن الدولہ ابن بویہ الدیلمی (فناخسرو) پہلا شخص تھا جس کا نام خلیفہ عباسی کے ساتھ خطبے میں شریک کیا گیا اور پہلی بار 'شہنشاہ' کہا گیا۔ یہ ۳۲۴ھ میں پیدا ہوا۔ عباسی دور میں عراق پھر فارس اور موصل وغیرہ پر اس کا قبضہ ہوا۔ خود بھی ادیب، عالم اور شاعر تھا اور اس کے یہاں شعراء وغیرہ کا جمگھٹا رہتا تھا، جس میں متنبی قابل ذکر ہے۔ ۳۷۲ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

ابوعینیہ

موسیٰ بن کعب بن عینیہ التمیمی ۱۲۲ھ میں پیدا ہوا۔ یہ والی اور قائد تھا۔ عباسی حکومت کے قیام کے سلسلے میں خصوصی کردار ادا کیا۔ مصر اور ہندوستان کا گورنر بھی رہا، عباسی فوج کا جرنل ابومسلم خراسانی کا مددگار تھا۔ بغداد میں وفات پائی۔

ابوالعباس

احمد بن ابراہیم الضبی بہت بڑا عالم و فاضل تھا۔ لہذا اس کا لقب "الکافی الأوحد" پڑ گیا۔ شاعر بھی تھا، وزارت سے ہٹنے کے بعد ۳۹۸ھ میں انتقال ہوا اور شہر حسین میں تدفین ہوئی۔

ابومنصور

المظفر بن علی بن ناصر القرشی کمال الدین الحمصی کا وطن حمص تھا، رہائش دمشق میں تھی وفات بھی دمشق میں ۶۱۲ھ میں ہوئی، طبیب تھا اور ادب سے بھی اشتغال تھا۔ اس کی تصانیف "اختصار کتاب المسائل"۔ "الرسالۃ الکاملۃ فی الادویۃ المسہلۃ" اور "مقالۃ فی الإستسقاء" وغیرہ ہیں۔

ابوموسیٰ اشعری

عبداللہ بن قیس بن سلیم بن حضار بن حرب الاشعری صحابی تھے۔ حضرت علی و حضرت معاویہ کے درمیان جنگ صفین کے بعد حاکم ہوئے۔ یمن میں ۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمر نے بصرے کا والی بھی بنایا تھا اور بعد میں کوفے کے والی ہوئے تھے وہیں ۴۴ھ میں انتقال ہوا۔

ابونواس

الحسن بن ہانی بن صباح الحکمی اہواز میں ۱۴۶ھ میں پیدا ہوا۔ کئی عباسی خلفاء کے دربار سے وابستہ رہا۔ ایک مشہور شاعر بھی گزرا ہے۔ اس کا ایک دیوان — "الفکاھۃ والاستئناس فی مجون أبی نواس" کے نام سے بھی مرتب کیا گیا ہے۔

ابوالفتح

عثمان بن جنی موصلی موصل میں پیدا ہوئے، شاعر تھے اور اس کے علاوہ ادب ونحو کے امام بھی تھے۔ تقریباً ۶۵ سال عمر پائی۔ بغداد میں ۳۹۲ھ میں انتقال ہوا۔ ان کی تصانیف 'شرح دیوان المتنبی'۔ 'الحماسۃ'۔ 'سرالصناعۃ' اور 'المقتضب من کلام العرب' وغیرہ ہیں۔

ابوالفتح

علی بن محمد البستی الکاتب شاعر وادیب تھا۔ خراسان میں سامانی دربار کا کاتب تھا جند میں ۴۰۰ھ میں وفات پائی۔ اس کا ایک مختصر دیوان بھی ہے۔ بقیہ اشعار مختلف مجموعات میں منتشر صورت میں ہیں۔

ابوالفتح کشاجم

محمود بن الحسین ابن السندی بن شاہک الرملی اچھے شاعر اور انشاپرداز تھے۔ یہ فارسی الاصل تھے۔ سیف الدولہ کے درباری شعراء میں بھی رہے۔ ان کی تصانیف — 'ادب الندیم'۔ 'المصاید والمطارد' وغیرہ ہیں۔ ان کے علاوہ ایک دیوان بھی ہے۔ (کشاجم نام مختلف فنون کے پہلے حرف کو لے کر بنا ہے جن میں ان کو مہارت بھی تھی۔ یعنی کتابت (ادب) شعر، انشاء، جدل (مناظرہ) اور منطق)۔ ان کی وفات ۳۶۰ھ میں ہوئی۔

ابوالفرج الببغاء

عبدالواحد بن نصر بن محمد المخزومی نصیبین کے مشہور شاعر و کاتب تھے، سیف الدولہ کے دربار سے بھی ان کا تعلق تھا۔ ان کے اشعار کا ایک دیوان بھی مرتب تھا ۳۹۸ھ میں وفات پائی۔

ابوالقاسم الآمدی

حسن بن بشر بن یحییٰ الآمدی ادب کے بڑے عالم اور شاعر تھے۔ ان کی پیدائش آمد

میں ہوئی اور وفات بصرے میں سنہ ۳۷۰ھ میں ہوئی۔ تصانیف میں 'الموتلف والمختلف'، 'الموازنہ بین البحتری وابی تمام' معانی شعر البحتری' اور 'الخاص والمشترک' وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اسحاق بن ابراہیم بن کیغلغ

ابوالعباس، احمد بن ابراہیم بن کیغلغ عباسی امراء میں سے تھے۔ ان کی پیدائش ۲۵۸ھ میں ہوئی۔ تعلیم و تربیت بغداد میں ہوئی۔ عباسی فوج میں قائد تھے۔ عباسی خلفاء کے ساتھ کئی جنگوں میں شریک ہوئے۔ بعد میں مصر اور اصفہان کے گورنر ہوئے۔ ۳۲۲ھ میں وفات پائی۔

الاصمعی

ابوسعید، عبدالملک بن قریب بن علی بن اصمع الباہلی عربی زبان کے امام تھے۔ لغت، شعر اور جغرافیہ میں خصوصی دستگاہ حاصل تھی۔ بصرہ میں سنہ ۱۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں ۲۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ اخفش نے کہا ہے کہ میں نے اشعار کے حفظ کرنے میں اصمعی جیسا شخص نہیں دیکھا ان کی تصانیف 'الابل' 'الانسان' 'المترادف' اور 'الفرق' وغیرہ ہیں۔

امرؤالقیس

امرؤالقیس بن عابس بن المنذر بن امرؤالقیس بن السمط بن عمرو بن معاویہ کندی حضرموت کا مخضرمی شاعر تھا۔ حضرموت میں پیدا ہوا اور بعد میں اسلام لایا۔ جب اس کا قبیلہ اسلام سے مرتد ہوگیا تب بھی وہ اسلام پر قائم رہا۔ وفات تقریباً سنہ ۲۶ھ میں ہوئی۔

البحتری

ابوعبادہ، الولید بن عبید بن یحییٰ الطائی ایک بلند درجے کا شاعر تھا۔ اس کے اشعار کو 'سلاسل الذہب' کہتے ہیں۔ معری سے متنبی، ابوتمام اور بحتری کے متعلق پوچھا گیا کہ کون بڑا شاعر ہے تو اس نے جواب دیا کہ ابوتمام اور متنبی تو صرف فلسفی ہیں، شاعر تو اصل میں بحتری ہی ہے اس کا تعلق عباسی دور سے بھی رہا ہے۔ اس کا ایک دیوان موجود ہے۔ حماسۃ البحتری ادب

کی مشہور مروجہ کتابوں میں ہے۔

بشار بن برد

ابو معاذ مولدین کا سب سے بڑا شاعر تھا، یہ اندھا تھا، اموی اور عباسی دونوں ادوار میں رہا۔ یہ زندقہ میں متہم تھا۔ حتیٰ کہ کوڑوں کی مار کی وجہ سے بصرہ میں ۱۶۷ھ میں وفات پائی۔ پیدائش ۹۵ھ میں ہوئی تھی۔ اس کے اشعار منتشر ہیں۔ بعد میں ایک مختصر دیوان میں جمع کر دیے گئے ہیں۔

جریر

جریر بن عطیہ بن حذیفۃ الخطفی بن بدر الکلبی الیربوعی قبیلہ تمیم سے تھا۔ یمامہ میں ۲۸ھ میں پیدا ہوا۔ شاعر تھا۔ اپنے زمانے کے شعراء سے بڑے مناقضات کے بعد میں صرف اخطل اور فرزدق ہی حریف باقی بچے۔ اس کے غزلیہ اشعار زیادہ اچھے ہیں، اس کا ایک دیوان اور فرزدق کے ساتھ نقائض کی دو کتابیں ترتیب دی گئی ہیں۔ ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

الجنید

ابو القاسم الجنید بن محمد بن الجنید البغدادی صوفی اور عالم دین تھے، پیدائش و پرورش بغداد میں ہوئی اور وفات بھی وہیں ۲۹۷ھ میں ہوئی۔ انھوں نے تصوف کو باقاعدہ کتاب و سنت سے تطبیق دی، ایک معاصر کا بیان ہے کہ ایسا شخص میری آنکھوں نے آج تک نہیں دیکھا

الحاتمی

ابو علی محمد بن الحسن الحاتمی بغداد کا ناقد اور ادیب تھا۔ اپنے دادا حاتم کی جانب منسوب تھا۔ ۳۸۸ھ میں فوت ہوا۔ اس کی تصانیف میں "الرسالۃ الحاتمیۃ"، "الحالی و العاطل"، اور "مختصر العربیہ" قابل ذکر ہیں۔

حمید بن ثور

ابو المثنی مخضرمی شاعر تھے۔ جنگ حنین کے بعد اسلام لائے۔ حضرت عثمان کے زمانے میں وفات پائی۔ ان کا دیوان کچھ سال ہوئے الاستاذ عبد العزیز المیمنی نے قاہرہ سے شائع کیا۔

الخوارزمی

ابوبکر محمد بن العباس الخوارزمی ۳۲۳ھ میں پیدا ہوا۔ یہ ادیب، شاعر اور عالم تھا انساب اور لغت میں خصوصی دستگاہ حاصل تھی۔ پیدائش و پرورش خوارزم میں ہی ہوئی بعد میں نیشاپور میں قیام ہوا اور وہیں ۳۸۳ھ میں انتقال ہوا اس کے "مکتوبات" بہت مشہور ہیں۔ ایک دیوان شعر بھی ہے۔

السّری

ابوالحسن السّری بن احمد بن السّری الکندی شاعر و ادیب تھا۔ ابتدا میں رفو کرتے تھے۔ بعد میں جب اشعار اچھے کہنے لگے تو سیف الدولہ کے دربار کا رُخ کیا۔ دیوان طبع ہو چکا ہے۔ ۳۶۶ھ میں بغداد میں انتقال ہوا۔

سعید بن عبداللہ

سعید بن عبداللہ بن محمد بن قریشی عمّان کے امام تھے۔ اس کے علاوہ فقیہ و عالم بھی تھے ۳۲۸ھ میں ایک جنگ میں شہید ہوئے۔

الشّلی

جمال الدین، محمد بن ابی بکر بن احمد الحسنی الشّلی الحضرمی فلکیات اور ریاضی کا ماہر تھا۔ حضرموت میں ۱۰۳۰ھ میں پیدا ہوا۔ ہندوستان کا سفر بھی کیا۔ اس کی تصانیف "السنا الباہر" اور "عقد الجواہر والدرر" وغیرہ ہیں۔ ۱۰۹۳ھ میں وفات پائی۔

الصاحب ابن عباد

ابوالقاسم اسماعیل الطالقانی ادب کا نادر روزگار تھا۔ مؤید الدولہ دیلمی کا وزیر تھا۔ طالقان میں ۳۲۶ھ میں پیدا ہوا۔ ۳۸۵ھ میں رے میں وفات پائی اس کی تصانیف میں "المحیط" "الوزراء" اور "عنوان المعارف" خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

طاہر بن الحسین

ابوالطیب طاہر بن الحسین بن مصعب الخزاعی ۱۵۹ھ میں پیدا ہوا۔ یہ ایک اچھا ادیب

ہونے کے ساتھ ساتھ وزیر اور قائد بھی تھا۔ مامون عباسی کی حکومت کے استحکام کا ایک اہم کردار ہے۔ سنہ [illegible]ھ میں وفات پائی۔

العباس بن الاحنف

عباس بن الاحنف بن الاسود الحنفی الیمانی اچھا غزل گو شاعر تھا۔ بحتری نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس نے خلاف عادت نہ کسی کی مدح کی ہے اور نہ ہجو بلکہ صرف غزل کے اشعار کہے ہیں۔ اس کے دیوان کے دو اڈیشن نکل چکے ہیں۔ سنہ ۱۹۲ھ میں وفات پائی۔

عبیداللہ بن سلیمان

ابوالقاسم عبیداللہ بن سلیمان بن وہب الحارثی معتمد عباسی کے دور میں وزیر و کاتب رہا۔ دس سال تک وزارت کے عہدے پر قائم رہا۔ پھر سنہ ۲۸۸ھ میں فوت ہوگیا۔

عبیداللہ بن طاہر

ابوالعباس، عبیداللہ بن طاہر بن الحسین بن خزاعی عباسی دور میں خراسان کا امیر رہا۔ یہ سنہ ۲۲۳ھ میں پیدا ہوا اور سنہ ۳۰۰ھ میں وفات پائی۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ عبیداللہ بلند ہمت، بہادر، عقلمند اور سخی تھا۔

علی بن جبلہ

علی بن جبلہ بن مسلم بن عبدالرحمان العکوک خراسانی بغداد کے پاس سنہ ۱۶۰ھ میں پیدا ہوا۔ یہ شیعہ شاعر تھا۔ سنہ ۲۱۳ھ میں مامون نے اسے قتل کرا دیا۔

علی بن الجہم

ابوالحسن، علی بن الجہم شاعر و ادیب تھا، ابوتمام کا معاصر تھا اور متوکل کا درباری شاعر تھا۔ بعد میں خراسان جلاوطن کر دیا گیا اور سنہ ۲۴۹ھ میں مار دیا گیا۔ اس کا دیوان دمشق سے شائع ہو چکا ہے۔

علی بن مقاتل

علی بن مقاتل بن عبد الخالق الحموی ۶۹۵ھ میں پیدا ہوا اور ۷۶۱ھ میں فوت ہوا زجل گو شاعر تھا، اشعار کا ایک دیوان موجود ہے۔

عمرو بن کلثوم

عمرو بن کلثوم بن عایک بن عتاب تغلبی جاہلی دور کا شاعر تھا۔ طبقہ اولیٰ میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ بہت بہادر تھا۔ اسی نے ملک عمرو بن ہند کو قتل کیا تھا۔ غالباً ۵۲۰ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

الفرزدق

ہمام بن غالب بن صعصعہ تمیمی دارمی ایک اچھا شاعر تھا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ اگر فرزدق نہ ہوتا تو گویا زبان کا تہائی حصہ ضائع ہو جاتا۔ جریر و اخطل سے اس کے بہت سے مناقضات ہیں۔ بعض لوگ فرزدق کو جریر و اخطل پر اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ یہ شریف النفس تھا۔ ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

قیس بن الخطیم

ابو فرید، قیس بن الخطیم بن عدی شاعر تھا۔ یہ اپنے قبیلے کا سردار تھا جنگوں کے بارے میں بہت اشعار کہے ہیں۔ اسلام کا زمانہ پایا لیکن اسلام نہیں لایا اور ہجرت سے دو سال قبل مار ڈالا گیا۔ اس کے اشعار بہت اچھے ہوتے تھے، بعض لوگ تو اسے حضرت حسان پر بھی ترجیح دیتے تھے۔ اس کا دیوان شائع ہو چکا ہے۔

کافور الاخشیدی

ابو المسک، کافور الاخشیدی ۲۹۲ھ میں پیدا ہوا۔ یہ مشہور امیر گزرا ہے۔ پہلے حبشی غلام تھا بعد میں مصر کا بادشاہ ہو گیا یہ ذہین سیاست دان تھا۔ اس کے دربار سے متنبی وابستہ رہ چکا ہے۔ بعد میں اس کا ہجو گو ہو گیا۔ ۳۵۷ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

مسلم بن الولید

مسلم بن الولید الانصاری غزل گو شاعر تھا۔ اہل کوفہ میں سے ہے، عباسی دربار سے بھی اس کا تعلق رہا ۲۰۸ھ میں اس نے وفات پائی۔ دیوان کے کئی اڈیشن نکل چکے ہیں۔

مہلبی الوزیر

ابو محمد الحسن بن محمد بن عبداللہ بن ہارون بصرہ میں ۲۹۱ھ میں پیدا ہوا۔ یہ ادیب اور شاعر تھا۔ معزالدولہ بن بویہ کا کاتب پھر وزیر رہا، خلیفہ اور سلطان دونوں کی وزارت کا عہدہ اس نے سنبھالا۔ اس لئے اس کو "ذوالوزارتین" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ محتاط، مدبر، سخی اور بارسوخ انسان تھا، اچھے اشعار کہتا تھا۔ واسط کے راستے میں ۳۵۲ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ لاش بغداد لائی گئی۔

الہاشمی

ابوعبداللہ محمد بن علی بن حمزہ علوی شاعر و راوی تھا۔ فن حدیث سے بھی تعلق رکھتا تھا۔ بغداد میں ۲۸۷ھ میں وفات پائی۔